امام الائمہ سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ

انوارِ امامِ اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معہ

شرح قصیدہ النعمان

حضرت علامہ مولانا الحاج

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مکتبہ اشرفیہ مرید کے (شیخوپورہ)

51/2

انوارِ امامِ اعظم

محمد منشا تابش قصوری

مکتبہ اشرفیہ مریدکے (شیخوپورہ)

80999

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب — انوارِ امامِ اعظم

مصنف — محمد منشاء تابش قصوری

تصحیح — حافظ محمد مسعود اشرف قصوری

ناشر — محمد محمود احمد حافظ قصوری

کمپوزنگ — چوہدری رفعت اللہ

بار پنجم — 2004ء/۱۴۲۵ھ
جنوری / ذی القعدہ المبارکہ

بااہتمام — شیخ عبدالوحید ہادی

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز 40 اردو بازار لاہور

مکتبہ اشرفیہ مریدکے ضلع شیخوپورہ

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

انتسابِ جمیل

ملّتِ اسلامیہ کی نامور روحانی شخصیت، تحریکِ مجددیت کے بین الاقوامی مبلغ، شیخ المشائخ حضرت
الحاج صاحبزادہ میاں **جمیل احمد صاحب** نقشبندی مجددی شرقپوری مدظلہ۔ زیبِ سجادہ آستا
عالیہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب۔ برادر گرامی شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب
شرقپوری رحمہما تعالیٰ کے

نام

جنہوں نے قلم کی اہمیت کو پہچانا اور پھر اس کا حق ادا کرنے کی طرح ڈالتے ہو
ماہنامہ نور اسلام، کے درج ذیل تاریخی نمبر شائع فرما کر اہل علم و دانش اور قوم پر عظیم احسان
فرمایا۔

شیرِ ربانی نمبر　　امامِ اعظم نمبر　　صدیق اکبر نمبر

اولیاء نقشبند نمبر ۲ جلد　　حضرت مجدد الف ثانی نمبر ۳ جلد

نیز زیرِ نظر ترتیب میں امامِ اعظم نمبر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایسی روحانی و علمی شخصیات کا سا
عالمِ اسلام پر قائم رکھے جن کے دم قدم سے سُنّیت کی بہار ہے

محتاجِ دعا: محمد منشاء تابش قصوری

۱۴ اگست ۱۹۸۹

پیر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلماتِ تشکر

سیدامام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ رسالہ چوبیس سال قبل ۱۴۰۰ھ میں زینت قلم وقرطاس بنا، رضا اکیڈمی لاہور کو دوبارہ اوّلین اشاعت کا شرف نصیب ہوا۔ پھر حضرت شیخ المشائخ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم العالیہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے اپنی پسندیدگی کا عملاً اظہار فرماتے ہوئے طباعت سے آراستہ کر کے مفت تقسیم کرایا

حضرت مولانا علامہ محمد احمد صاحب مصباحی بھیروی مدظلہ' ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا) نے کمال دلچسپی سے نوازتے ہوئے اپنے ارشد تلامذہ کو اشاعت کا شوق دلایا اور پھر اپنے تقدیمی و تحسینی کلمات کے جلو میں، مغربی بنگال کے مشہور شہر دیناج پور انڈیا سے شائع کیا گیا۔

راقم نے جب حدیث شریف کی شہرہ آفاق کتاب مؤطا امام محمد کا ترجمہ کیا تو اس کے آخر میں انوار امام اعظم'' کو منسلک کر دیا الحمدللہ مسلسل چھپ رہا ہے۔ اب اسے مکتبہ اشرفیہ مرید کے نے اشاعت کا لباس پہنایا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ میری اس چھوٹی سی کاوش کو قبولیت کا مزید ثمرہ عطا فرمائے اور میرے لئے دیگر تصانیف و تراجم کے ساتھ توشہ آخرت بنائے۔

امین ثم امین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعلمین ﷺ

وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

طالب دعا: محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مرید کے ضلع شیخوپورہ

ذیقعدہ المبارکہ ۱۴۲۵ھ
جنوری 2004ء

مضامین انوارِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

سیّدنا امامِ اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الائمہ سراج امتہ، رئیس الفقہاء والمجتہدین، سیّدالاولیاء والمحدثین پیشوائے اصفیاء، مُبشّرِ مصطفیٰ، دعائے رتضیٰ القصہ نبوت وصحابیت کے بعد انسان میں جس قدر فضائل ومحاسن پائے جاسکتے ہیں آپ ان امام اوصاف کے جامع ورہنما تھے۔ ولادت ۸۰ھ کوفہ، وصال ۱۵۰ھ بغداد شریف۔

نام ونسب: نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن یزدگرد بن ہریار بن پرویز بن نوشیروان از فرزندان حضرت اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ است بناء علیہ سیدنا راہیم علیہ السلام پر جاکر آپ کی خاندانی نسبت نبی کریم ﷺ سے مل جاتی ہے۔ جو اس اعتبار سے پ کی عظمت ورفعت پر دلالت کرتی ہے۔

دعائے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضرت اسماعیل بن حماد بن امامِ اعظم رضی اللہ عالیٰ عنہم سے روائت ہے کہ آپ کے دادا نعمان بن مرزبان کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ے عمدہ مراسم تھے، ایک مرتبہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا سے آپ نے بے حد پسند فرمایا۔ جب ثابت پیدا ہوئے تو نعمان بن مرزبان آپ کے پاس لائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثابت اور ان کی اولاد کیلئے دعا فرمائی۔

حضرت اسماعیل بن حماد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توقع ہے کہ وہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں قبول فرمائی ہے۔

ابوحنیفہ: حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ کی کنیت کے سلسلہ میں

ایک عجیب واقعہ درج فرماتے ہیں ایک مرتبہ چند عورتوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ جب مرد کو چار نکاح کرنے کی اجازت ہے تو پھر عورت کو کم از کم دو شوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں؟

آپ نے فرمایا اس سوال کا جواب کسی اور وقت پر دوں گا، اسی اثناء میں گھر تشریف لائے آپ کی صاحبزادی جس کا نام حنیفہ تھا اس نے آپ کو متفکر دیکھا تو سبب پوچھا، آپ نے عورتوں کے سوال کرنے کی بابت بتایا اور کہا فی الحال اس کے جواب سے قاصر ہوں۔ صاحبزادی نے عرض کیا اگر آپ اپنے نام کے ساتھ میرے نام کو بھی شامل فرمائیں تو میں ان عورتوں کو جواب دے سکتی ہوں۔ آپ نے وعدہ فرمایا، دوسرے دن عورتوں کو بلایا گیا، صاحبزادی نے ہر ایک کو ایک ایک پیالی دی اور کہا ہر ایک اپنی اپنی پیالی میں اپنا اپنا دودھ ڈال دے، انہوں نے عمل کیا۔ صاحبزادی نے ایک بڑے پیالے میں ہر ایک کا دودھ ڈال دیا اور کہا اس پیالے سے اپنا اپنا دودھ الگ کرو! اس بات پر عورتوں نے کہا یہ تو ناممکن ہے۔ صاحبزادی نے فرمایا جب دو شوہروں کی شرکت سے تمہاری اولاد ہوگی تو تم کیسے بتا سکو گی کہ یہ اولاد کس شوہر سے ہے۔ اس جواب پر وہ عورتیں حیران رہ گئیں اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی دن سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار کی جسے اللہ تعالیٰ نے نام سے بھی زیادہ شہرت عطا فرمائی۔ مگر جمہور کے نزدیک یہ کہانی درست نہیں۔

بعض محققین نے آپ کی کنیت ابوحنیفہ کے معنوی مفہوم لئے ہیں: کسی نے لکھا ہے اس سے مراد ''صاحب ملتِ حنفیہ'' اور اس کا مطلب ہے ''ادیانِ باطلہ سے اعراض کر کے دینِ حق کو اختیار کرنے والا'' اسی معنی سے یہ کنیت اختیار کی، ورنہ حنیفہ نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی (واللہ تعالیٰ اعلم)

بشارت نبی ﷺ: قرآن کریم میں بشارتوں کا ایک وسیع سلسلہ موجود ہے بیداری اور خواب ہر دو حالتوں میں اولوالعزم صاحب مرتبت شخصیات کی آمد اور ظہور کی بشارتیں، فتح ونصرت کی خبریں اور پیشگوئیاں، مستقبل کے احوال کی نشاندہی اور ان پر نتائج کا مرتب ہونا آیات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے بعینہ سیدِ عالم نبیء مکرم ﷺ کی احادیث سے امتِ محمدیہ کی بعض جلیل القدر ہستیوں کے بارے میں اشارات بشارات کی صورت میں پائے جاتے ہیں جن میں سے سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق بھی متعدد بشارتیں محقق ہیں ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اسی مجلس میں سورہء جمعہ نازل ہوئی جب آپ نے اس سورہ کی آیت: وَ آخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ، تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: حضور یہ دوسرے کون ہیں؟ جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے۔

حضور نے سکوت فرمایا! جب بار بار سوال کیا گیا تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر دستِ اقدس رکھ کر فرمایا: لو کان الایمان عندالثریا لناله رجال من هولاء ، اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اسے ضرور تلاش کر لیں گے

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض شاگردوں کے حوالے سے درج کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے استاذ یقین کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم ہیں کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہلِ فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پا سکا۔ بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا آپ

کے تلامذہ کے مقام و مراتب کو بھی آپ کے معاصرین میں سے کوئی شخص حاصل نہ کر پایا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پُر نور سید عالم ﷺ کی اس بشارت کے مصداق ہیں

اس کی تائید امام اولیا، عارف کامل قطبِ زمانہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کشف المحجوب میں بیان کردہ حکایت سے بھی ہوتی ہے "کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ میں نے حضور سیدِ عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں: فرمایا! عند علم ابی حنیفة، علم ابوحنیفہ کے نزدیک! اس روایت سے تو یہ بھی مترشح ہے کہ ابوحنیفہ کنیت حضور ﷺ کی عطا فرمودہ ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضور کے ارشادات کو کنیت کے طور پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے استعمال کیا اور آج تک اسی سے معروف ہیں، جیسے ابوتراب، ابوہریرہ وغیرہما۔

شارح تحفہ نصائح تحریر کرتے ہیں کہ حضور پرنور سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا "سیاتی من بعدی رجل یحیی السُنّة ویمیت البدعة وھو نعمان بن ثابت، میرے بعد ایک ایسا آدمی آئے گا جو سنت کو زندہ اور بدعت کو ختم کرے گا اور وہ نعمان بن ثابت ہے۔

نیز ارشاد ہے "سیاتی من بعدی رجل یعرف ویکنی بابی حنیفة وھو سراج امتی " عنقریب میرے بعد ایک ایسا آدمی آئے گا جو ابوحنیفہ کی کنیت سے معروف ہوگا اور وہ میری امت کا آفتاب ہے۔

تعلیم: حضرت سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی ،ضروری تعلیم کے بعد تجارت کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ مگر زہد و تقویٰ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا پھر آپ گوشہ نشینی کی راہ پر گامزن ہوئے تو خواب میں سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا! اے ابوحنیفہ! اللہ تعالےٰ نے تیری تخلیق میری

ے اظہار کیلئے فرمائی ہے لہٰذا دنیا سے کنارہ کشی مت اختیار کرو۔

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ دنیا سے کنارہ
ہ عبادت وریاضت میں مشغول ہوئے تو ایک دن خواب میں دیکھا حضور پر نور سید عالم
مزار اقدس کو کھود رہے ہیں،۔۔۔۔۔۔۔۔بیدار ہوئے تو پریشان تھے، تعبیر دریافت کی تو
ہا یہ خواب بہت مبارک ہے تجھے احادیث صحیحہ کی معرفت تامہ حاصل ہوگی اور غیر صحیح
ہ الگ کردیں گے۔ادھر امام شعبی نے آپ کو حصولِ علم کی ترغیب دی تو ہمہ تن اسی میں
ئے چونکہ فکرِ معاش سے بے نیاز تھے اس لئے بڑی دلجمعی اور اطمینان قلبی سے تمام علوم و
ں کئے آپ نے چار ہزار اساتذہ سے استفادہ کیا اور فقہ کو مدون کر کے امام اعظم کے
ہرت دوام پائی۔

یوں تو آپ کو تمام اساتذہ وشیوخ سے محبت تھی مگر حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ
بے پناہ مودت رہی، دس برس تک ان کی خدمت میں رہے اور ان کے تلامذہ میں سے
سوا کسی کو سامنے بیٹھنے کی تاب نہ تھی اور انہیں آپ کی ذہانت وفطانت اور قابلیت پر اتنا
ایک موقع پر وہ آپ کو اپنی جگہ پر بٹھا کر باہر گئے آپ لوگوں کے سوالوں کے جواب
، ایسے مسائل بھی سامنے آئے جو آپ نے استاذ صاحب سے نہیں سنے تھے۔

حضرت حماد واپس تشریف لائے تو آپ نے ساٹھ مسائل مع جواب آپ کی خدمت
ئے، استاذ صاحب نے چالیس ۴۰ سے اتفاق کیا اور بیس ۲۰ سے اختلاف، جب یہ
نا تو آپ نے قسم کھائی کہ ساری زندگی استاذ کی خدمت میں حاضر رہوں گا چنانچہ
کے وصال تک ساتھ رہے، جو آپ کی حاضری سے لیکر وصال تک کل اٹھارہ ۱۸ سال کا

یہ محبت یکطرفہ نہیں تھی بلکہ آپ کے استاذ حضرت حماد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی اپنے اس جوہر قابل حضرت امام اعظم سے نہایت درجہ الفت تھی۔ چنانچہ حضرت حماد کے صاحبزادے اسماعیل کا بیان ہے کہ ایک بار والد ماجد سفر پر گئے، کچھ دن باہر رہ کر واپس آئے تو میں عرض کیا! اباجان! آپ کو سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق ہے کہا! حضرت ابوحنیفہ کو! بیٹے کو گمان تھا والد ماجد میرا نام لیں گے مگر والد ماجد نے مزید فرمایا، اگر یہ ہوسکتا کہ کبھی نگاہ ان کے چہرہ سے نہ اٹھاؤں تو یہی کرتا۔

چہ حسنت آنکہ دریک دم رُخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

شرفِ تابعیت: صحابیت کے بعد تابعیت سے بڑھ کر کوئی مقام مرتبہ نہیں اور یہ شرف اعلیٰ ائمہء مجتہدین میں صرف آپ کو حاصل تھا تابعی اس خوش نصیب انسان کو کہتے ہیں جس نے رسول کریم ﷺ کے کسی صحابی کو دولتِ ایمانی کے ساتھ دیکھا ہو اور اس بات پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا ہے اور ان سے ملاقات بھی ثابت ہے، کیونکہ امام اعظم کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس کے بعد بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے۔

حدائق حنفیہ میں ہے کہ آپ بیس صحابہ سے زیادہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے، کئی ایک کی زیارت کی اور بعض سے حدیث کو سماعت کیا امام قسطلانی شافعی علیہ الرحمۃ نے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تبع تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے، تعلیق المجد میں منقول ہے کہ فتاویٰ شیخ الاسلام ابنِ حجر میں لکھا ہے امام ابوحنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھی پس بلا شبہ آپ طبقہء تابعین

میں سے ہیں۔

حضرت امام عسقلانی شارح بخاری نے کہا کہ تحقیق ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح سفرالسعادۃ میں فیصلہ کن انداز میں تحریر فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ واقع میں یہ بات عقل سے بہت بعید ہے کہ امام کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ ﷺ موجود ہوں اور آپ ان کی ملاقات کا قصد نہ کریں حالانکہ اصحاب کا موجود ہونا اور امام کا ان شہروں میں جانا جہاں اصحاب تھے ثابت ہے اور امام کی زندگی سے بیس ۲۰ سال کی مدت اصحاب کے زمانہ میں گذری کیونکہ سو ۱۰۰ برس کے آخر تک صحابہ کا وجود ثابت ہے پس اصحاب ابو حنیفہ کا قول حق ہے ہیں کہ امام صاحب نے ایک جماعت صحابہ کو پایا ہے۔

یہ بات عقل سلیم کبھی باور نہیں کرے گی کہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہو اور ملاقات و زیارت کی خواہش پیدا نہ ہوئی ہو جب کہ مخبرِ صادق کا ارشاد ہے طوبیٰ لمن راٰی و لمن رای من را نی ۔اس پر طرۃ یہ کہ اپنے شہر ہی میں صحابہ موجود ہوں اور پھر بے اعتنائی کریں، کہ اتنے عرصہ میں ایک مرتبہ بھی ان کی خدمت سے مشرف نہ ہوں، نیز آپ کے والد ماجد بھی خدمتِ صحابہ میں نہ لے گئے ہوں، حالانکہ وہ نعمت تابعیت سے پوری طرح بہرہ مند تھے نیز قرنِ اوّل سے آج تک لوگوں کا دستور ہے۔ کہ اپنی اولاد کو دعائے برکت کے لیے صلحاء کے پاس ضرور لے جایا کرتے ہیں، جیسا کہ امامِ اعظم کے والد ماجد ثابت کو ان کے باپ دعائے برکت کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے تھے، لہٰذا یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو رہی ہے کہ امام کو رویتِ صحابہ کے باعث تابعیت کا شرف نصیب تھا، حاسد اور متعصب یا جاہل کے سوا کوئی انکار نہیں کرسکتا آپ کی آٹھ صحابہء اکرام سے ملاقات متحقق ہے جن میں سے بعض کے اسماء گرامی

تحریر کیئے جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالےٰ عنہ، حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مؤخر الذکر مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے جن کا وصال سنہ ۱۱۰ھ میں ہوا جبکہ امام ابوحنیفہ نے اپنے والد ماجد کے ہمراہ پہلا حج سنہ ۸۶ھ میں کیا، چونکہ یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے زندگی میں پچپن ۵۵ حج کیے تو یقیناً حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیات مبارکہ میں پندرہ بار حج وزیارت کیلئے آنا ہوا، تو بلا شبہ ان کی خدمت میں متعدد بار حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

عبادت و ریاضت: حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں کوفہ پہنچا تو اہلِ کوفہ سے دریافت کیا یہاں سب سے پارسا کون ہے، لوگوں نے کہا ابوحنیفہ انہیں کا قول ہے کہ مارایت احداً اورع من ابی حنیفه میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ پارسا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ہمارے زمانہ میں کوئی آدمی مکّہ مکّرمہ میں ان سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔

ابو مطیع کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں، رات کی جس گھڑی میں بھی طواف کو گیا حضرت ابوحنیفہ او حضرت سفیان ثوری کو طواف میں مصروف پایا۔

شب بیداری وقرآن خوانی: حضرت یحیٰی بن ایوب زاہد کا قول ہے کہ کان ابو حنیفه لا ینام اللیل، حضرت ابوحنیفہ شب بیدار تھے۔ حضرت عمرو کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ رات کی نماز میں ایک رکعت میں مکمل قرآن ختم کر دیتے تھے، اوران کی گریہ زاری سے

پڑوسیوں کو رحم آتا تھا، انہیں کا قول ہے جہاں امام اعظم کا وصال ہوا اس جگہ پر آپ نے سات ہزار بار قرآن کریم ختم کیے تھے۔

حضرت مسعر بن کدام کا قول ہے کہ میں ایک رات مسجد میں داخل ہوا تو کسی کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنائی دی، جس کی شیرینی دل میں اثر کر گئی، جب ایک منزل ختم ہوئی تو مجھے خیال ہوا، اب رکوع کریں گے، مگر انہوں نے ایک تہائی پڑھا اسی طرح پڑھتے رہے حتیٰ کہ ایک ہی رکعت میں قرآن کریم ختم فرمالیا، میں نے جب قریب جا کر دیکھا تو وہ ابو حنیفہ تھے

خوفِ خدا: یزید بن الکمیت وکان من خیار الناس، جو برگزیدہ لوگوں میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو حنیفہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شدید خوف تھا، ایک رات امام نے عشاء کی نماز میں سورت اذا زلزلت پڑھی، ابو حنیفہ جماعت میں تھے، جب نماز ختم کر کے آدمی چلے گئے تو میں نے دیکھا ابو حنیفہ فکر میں غرق ہیں، تنفس جاری ہے میں نے دل میں کہا چپکے سے چلا جاؤں تا کہ ان کے شغل میں خلل نہ آئے چنانچہ میں قندیل روشن چھوڑ کر چلا آیا اس میں تیل کم تھا، طلوع فجر کے وقت جب میں پھر آیا دیکھا ابو حنیفہ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے ذرہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے اور ذرہ بھر برائی کا بدلہ دینے والے اپنے بندہ نعمان کو آگ سے بچائیو اور اپنی رحمت کی فضا میں داخل کیجیئو۔ میں نے اذان دی آ کر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا قندیل لینا چاہتے ہو۔ میں نے کہا میں صبح کی آذان دے چکا ہوں۔ آپ نے کہا جو دیکھا ہے اسے چھپانا۔ یہ کہہ کر صبح کی سنتیں پڑھیں اور بیٹھ گئے میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے ہمارے ساتھ صبح کی نماز اول شب کے وضو کے ساتھ پڑھی۔

حضرت زائدہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ عشاء کی نماز مسجد

میں پڑھی، آدمی نماز پڑھ کر چلے گئے آپ کو معلوم نہ ہوا کہ میں مسجد میں ہوں، حالانکہ تنہائی میں، میں ان سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا آپ کھڑے ہو کر نوافل میں قرآن پڑھنے لگے، میں انتظار میں ستنا رہا فارغ ہوں تو مسئلہ پوچھوں آپ قرآن پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے

"فَمَنَّ اللهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ"

تو اس آیت کو بار بار دہرانے لگے اور اسی آیت کی تکرار میں صبح ہو گئی یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دے دی۔

حُسنِ سلوک: حضرت قیس بن ربیع کا بیان ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پرہیزگار، فقیہ اور اور محسود خلائق تھے، ان کے ہاں جو بھی کوئی حاجت مند جاتا اس کے ساتھ بہت عمدہ سلوک فرماتے، بھائیوں کے ساتھ بکثرت احسان فرماتے، مالِ تجارت بغداد بھیجتے، اس کی قیمت کا مال کوفہ منگواتے سالانہ منافع جمع کر کے شیوخ، محدثین کیلئے ضرورت کی چیزیں خریدتے، خوراک، لباس غرضیکہ جملہ ضروریات کا انتظام کرتے اور جو روپیہ بچتا وہ نقد جملہ سامان

کے ساتھ یہ کہہ کر ان کی خدمت میں بھیجتے کہ "انفقوا علی حوائجکم و لاتحمدوا الا الله فانی ما اعطیکم من علیّ شیئاً ولا کن من فضل الله عَلَیّ فی کم و هذا ارباح بضائکم" اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی تعریف نہ کرو، اس لیے کہ میں نے اپنے مال میں سے تمہیں کچھ نہیں دیا، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو تمہاری وجہ سے مجھ پر ہوا، یہ تمہاری قسمت کا نفع ہے، یہ وہ فیض ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں تمہیں پہنچاتا ہے، اور یہ ظاہر بات ہے کہ جو اللہ تعالیٰ بخشے اس میں دوسرے کی قوت کا کیا دخل ہو سکتا ہے"

حضرت امام ابو یوسف کا بیان ہے آپ ہر سائل کی حاجت پوری فرماتے اور درباری عطیات سے ہمیشہ بچتے رہے خلیفہ منصور نے انہیں مختلف اوقات میں تیس ہزار درہم دیے، انکار میں برہمی کا اندیشہ تھا، آپ نے فرمایا امیر المومنین میں بغداد میں غریب الوطن ہوں، اجازت دیجئے کہ خزانہ شاہی میں یہ رقم میرے نام سے جمع ہوتی رہے۔ منصور نے منظور کیا، وفات تک یہ رقم خزانے میں رہی، بعد وفات جب منصور نے یہ حال سنا اور یہ بھی سنا کہ امام صاحب کی حفاظت میں لوگوں پچاس ہزار درہم امانت کے تھے جو بعد وفات بجنسہ واپس کر دیئے گئے تو اس نے کہا ابو حنیفہ میرے ساتھ چال چل گئے۔

آپ کی امانت داری بھی مسلّم تھی، حضرت وکیع کا قول ہے کہ **کان واللہ ابو حنیفة عظیم الامانة وکان فی قلبه جلیلا وکبیراً** ''خدا کی قسم ابو حنیفہ بڑے امین تھے، اللہ تعالیٰ کی جلالت وکبریائی ان کے دل میں بھری ہوئے تھے، جب وہ اپنے بال بچوں کے کپڑے بناتے تو قیمت کے برابر صدقہ کر دیتے اور جب وہ خود نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کے برابر علماء مشائخ عظام کے لیے لباس تیار کراتے، جب کھانا سامنے آتا اوّل اپنی خوراک کی مقدار سے دونا نکال کر کسی محتاج کو دے دیتے۔

معاملات میں صفائی وایمانداری اس واقعہ سے معلوم ہو رہی ہے کہ ایک بار کپڑے کے تھان میں نقص تھا اپنے شریک حفص کو ہدایت کی کہ جب یہ تھان بیچو تو اس کا عیب جتا دینا۔ وہ بھول گئے سارے تھان بک گئے یہ بھی یاد نہ رہا کہ عیب والا تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا، جب امام صاحب کو معلوم ہوا تو سارے تھانوں کی قیمت خیرات کر دی۔

اوصاف کمالیہ:

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت سفیان ثوری سے کہا اے ابو عبداللہ حضرت ابو حنیفہ غیبت سے کس قدر دور بھاگتے ہیں، میں نے کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے نہیں سنا! واللہ ابو حنیفہ کی عقل اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی نیکیوں پر ایسی بلا مسلط کریں جوان کو تباہ کر دے،

حضرت علی بن عاصم کا بیان ہے کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل روئے زمین کے آدھے آمیوں کی عقل سے تولی جائے تو اس کا پلہ بھاری ہوگا

حضرت خارجہ بن مصعب نے ایک موقع پر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کے سلسلہ میں کہا کہ میں نے ایک ہزار علماء دیکھے ان میں تین چار عاقل پائے ان میں سے ایک ابو حنیفہ ہیں۔

یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے بہت سے آدمی دیکھے مگر کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ عاقل زیادہ فاضل اور زیادہ پارسا نہیں پایا۔

محمد بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ کی عقل ان کے کلام، ارادہ اور نقل و حرکت سے ظاہر ہوتی ہے۔ کان ابو حنیفة یتبین عقلہ من منظقہ و مشیتہ و مدخلہ و مخرجہ:

ایک بار حضرت امام اعظم خلیفہ منصور کے پاس گئے آپ کے مخالف حاجب ربیع نے کہا کہ ابو حنیفہ حاضر ہیں جو خلیفہ کے دادا عبداللہ بن عباس کی مخالفت کرتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ قسم کھا کر انسان اگر ایک دو دن کے بعد استثناء کر دے تو جائز ہے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں، وہی استثناء جائز ہوگا جو قسم کے ساتھ ساتھ کیا جائے امام اعظم نے فرمایا: امیر المومنین! ربیع کا خیال فاسد یہ ہے کہ آپ کی فوج پر آپ کی بیعت کی پابندی نہیں، اس لیے کہ وہ آپ کے سامنے عہد کرتے

ہیں۔اور گھر جا کر استثناء کر لیتے ہیں لہٰذا بیعت کا حلف باطل ہو جاتا ہے منصور یہ سن کر ہنس پڑا اور کہا ربیع! ابو حنیفہ کے منہ مت لگ، باہر نکل کر ربیع نے شکایت کی کہ تم نے تو میرا خون ہی بہا دیا تھا امام اعظم نے کہا تم نے میرے قتل کا سامان کیا تھا، میں نے تمہیں بھی بچایا اور اپنی بھی جان بچائی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ حضرت حسن بن عمارہ کو میں نے ابو حنیفہ کی رکاب تھامے یہ کہتے ہوئے سنا۔واللہ ہم نے کوئی انسان نہیں دیکھا جو فقہ میں آپ سے زیادہ بالغ النظر ہو، زیادہ صابر ہو یا زیادہ حاضر جواب ہو۔آپ اپنے وقت کے مسلّم پیشوا ہیں۔

زیارت حبیب و خلیل: کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ رقم فرماتے ہیں کہ ”حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب حضرت نوفل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ نے وفات پائی تو میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور مخلوقات حساب و کتاب کے مقام پر حاضر ہے۔

حضرت سید یوم النشور ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ حوض کوثر پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کے بائیں جانب بہت سے مشائخ حاضر ہیں ایک معمر بزرگ کو دیکھا جو بہت خوبصورت ہیں۔آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور وہ اپنے رخسار حضور ﷺ کے رخ اقدس پر رکھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ ہی حضرت نوفل بن حیان کھڑے ہیں، انہوں نے جیسے ہی مجھے دیکھا، میری طرف آئے اور میں نے ان سے پانی طلب کیا تو انہوں نے کہا ساقی کوثر سے اجازت لے لوں معاً نبی کریم ﷺ نے انگلی سے اشارہ فرما کر پانی دینے کا حکم دیا، میں نے پانی پیا اور جو میرے ساتھی تھے انہیں پلایا، مگر وہ پیالہ جس سے پانی پیا تھا بدستور بھرا رہا، کچھ کم نہ ہوا۔

میں نے حضرت نوفل سے پوچھا یہ سفید بالوں والے بزرگ جو حضور ﷺ کے دائیں

جانب کھڑے ہین کون ہیں؟ فرمایا! یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور بائیں جانب جو کھڑے ہیں وہ صدیق اکبر خلیفۃ الرسول ﷺ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس طرح میں پوچھتا رہا اور اپنی انگلیوں پر گنتا رہا حتی کہ سولہ بزرگوں کو میں نے گنا جب بیدار ہوا تو سولہ عدد پر میری انگلی میں گرہ کے نشان تھے۔

نگاہِ مصطفٰے ﷺ: حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سیدِ عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ "این اطلبک قال عند علم ابی حنیفه" میں حضور کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا ابو حنیفہ کے علم کے پاس۔

داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کا خواب: امام الاولیا حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں ایک بار شام میں حضرت بلال مؤذن رسولِ اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے سو رہا تھا کہ اپنے آپ کو مکہ مکرمہ میں پایا اسی خواب میں میں نے دیکھا سرکارِ مدینہ ﷺ باب، بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک بزرگ معمر کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں۔

میں فرطِ محبت سے دوڑا اور حضور ﷺ کے پائے اقدس کو چومنے لگا اور میں اس تعجب میں تھا کہ یہ معمر شخص حضور پر نور ﷺ کے اتنے محبوب کیوں ہیں، معاً حضور ﷺ میرے تعجب کو نورِ نبوت سے بھانپ گئے، مجھے فرمانے لگے یہ تیرا اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے، یعنی ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مجھے اس خواب کے بعد اس ہستی پاک کے ساتھ قوی امید ہے، اور میرے شہر والے بھی بالخصوص امیدوار ہیں، اس خواب سے میرا یہ بھی خیال صحیح ہو گیا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی پاک ہستیوں میں سے تھے جو اوصاف طبع سے فانی اور احکام شرع کے ساتھ باقی

وقائم ہیں اس لئے کہ انہیں چلانے والے حضور سید یوم النشو ﷺ ہیں۔ اگر آپ خود چلتے تو باقی الصفت ہوتے، باقی الصفتہ یا مخطی ہوتا ہے یا مصیب اور جب حضور ﷺ ان کے قائد ہیں تو فانی الصفتہ ہوئے اور نبی صفتِ بقاء سے قائم ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر سے صدورِ خطا ناممکن ہے اور جو اس ذات کے ساتھ قائم ہے اس سے بھی خطا نہیں ہوسکتی، یہ درحقیقت ایک نہایت لطیف رمز ہے۔

امام المسلمین: تذکرۃ الاولیا میں ہے کہ حضرت سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سیدِ عالم ﷺ کی زیارت کیلئے جب مدینہ منورہ پہنچے اور آپ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوتے تو آپ نے عرض کیا!

السلام علیک یا سید المرسلین

روضہ انور سے جواب آیا و علیک السلام یا امام المسلمین

گویندہ گاہ بطوافِ روضہ منور رسول اللہ ﷺ میر فتے بگفتے السلام علیکم یا رسول اللہ جواب آمدے وعلیک السلام یا امام المسلمین،

کہتے ہیں آپ جب بھی روضۂ انور پر حاضری دیتے اور سلام عرض کرتے السلام علیک یارسول اللہ تو روضۂ انور سے آواز آتی وعلیکم السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے امام تجھ پر بھی سلام ہو۔

قرآن کریم میں ہے۔

اِذَاجَآءَ کَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَافَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ

(اے میرے حبیب) جب بھی میری آیات پر ایمان رکھنے والے آپ کے دربار میں حاضر ہوں تو آپ انہیں السلام علیکم کہیئے، خوش بخت ہیں وہ حضرات جو قرآن کریم پر

صحیح ایمان رکھتے ہیں بارگاہ، رسول کریم ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سلام کی نعمت عظمیٰ سے نوازے جاتے ہیں مگران کی فیروز بخشی کا کہنا جو اپنے کانوں سے حضور سید، عالم ﷺ کی آواز مبارک سماعت کرتے ہیں اور یہ سعادت بدرجہ اتم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل رہی۔

بصیرت وفراست: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فتاویٰ رضویہ جلد اول میں مختلف مقامات پر تحریر فرماتے ہیں۔

اولیا کرام فرماتے ہیں کہ امام اعظم وامام ابو یوسف سردارانِ اہلِ کشف ومشاہدہ ہیں، امام شعرانی اپنے مرشد ارشد حضرت سید علی خواص شافعی سے راوی ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے مدارج اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیا کشف کے سوا کسی کے علم کی رسائی وہاں تک معلوم نہیں ہوتی، فاضل بریلوی مزید رقم فرماتے ہیں کہ "امام اہلِ مشاہدہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "ماء مستعمل نجاست غلیظہ ہے کیونکہ وہ اسے انہیں گناہوں سے لتھڑا ہوا دیکھتے تھے، تو انہیں اس حکم کے سوا کیا گنجائش ہوتی، آدمی آنکھوں سے دیکھی بات کیسے رد کردے، امام عبدالوہاب قدس سرہ میزان الشریفہ الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ امام ابوحنیفہ کے مدارک باریک ہیں، قریب ہے کہ ان پر مطلع نہ ہوں مگر اکابر اولیا اہلِ مشاہدہ،

امام اعظم لوگوں کے وضو کو دیکھتے تو ان کے گناہوں کو بعینہ پہچان لیتے جو دھل کر پانی میں گرتے اور جدا جدا جان لیتے کہ یہ دھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا نیز فرمایا ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ جامع مسجد کوفہ کے حوض پر تشریف لے گئے، ایک جوان وضو کر رہا تھا اور اس کا پانی جو ٹپکا، امام ابوحنیفہ کی اس پر نظر پڑی تو فرمایا! بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر، چنانچہ اس نے اپنے

80999

والدین کی ایذا رسانی سے توبہ کی، ایک اور شخص کا غسالہ (غسل کا بہتا ہوا پانی) دیکھ کر فرمایا! بھائی زنا سے توبہ کر اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں، ایک شخص کا غسالہ دیکھ کر فرمایا! شراب پینے سے توبہ کرو، وہ تائب ہوا۔

حاضر جوابی: ایک مرتبہ آپ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا کہ دینِ مبین اس شخص کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے جو کہتا ہے:

خدا کا مجھے ڈر نہیں • دوزخ کا کوئی خوف نہیں • بہشت سے کوئی توقع نہیں رکھتا • یہودیوں اور عیسائیوں کے قول کو سچا جانتا ہوں •بغیر ذبح کیے گوشت کھاتا ہوں •بلا رکوع و سجود نماز پڑھتا ہوں •فتنہ کو دوست رکھتا ہوں •جھوٹ سے مجھے محبت ہے • حق سے مجھے نفرت ہے • کیا ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر ہے؟

جن علماء کے سامنے یہ استفتاء پیش ہوا انہوں نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا اور کہا کہ اس میں کوئی بات مسلمانوں والی نہیں، مگر جب یہی مسئلہ امامِ اعظم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے بغور ملاحظہ فرماتے ہی جواب دیا کہ میرے نزدیک ایسا شخص پکا مسلمان ہے اور اس کی ان باتوں سے مراد یہ ہے۔

ہمیشہ ظالم کے ظلم کا ڈر ہوتا ہے چونکہ وہ شخص خدا کو ظالم نہیں سمجھتا، عادل سمجھتا ہے اس لئے وہ کہتا ہے کہ مجھے ڈر نہیں •دوزخ کو مضر بالذات نہیں سمجھتا اس میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ خدا کے حکم سے ہوتی ہے اس لئے وہ کہتا ہے مجھے دوزخ سے کوئی خوف نہیں•

بہشت چونکہ اپنے طور پر کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ حکمِ الٰہی کے تابع ہے اس لئے وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے بہشت سے کوئی توقع نہیں۔ وہ خدا سے توقع رکھتا ہے۔

٭یہودیوں کے قول قالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیء، یعنی عیسائی کچھ نہیں اور عیسائیوں کے قول قالت النصاریٰ لیست الیھود علی شیء یعنی یہودی کچھ نہیں ان دونوں کے اقوال کو جو ایک دوسرے کے حق میں کہتے ہیں وہ سچا سمجھتا ہے کہ واقعی وہ دونوں کچھ نہیں

٭بغیر ذبیحہ کے گوشت کھانے سے مراد اس کی مردہ مچھلی کا گوشت ہے۔

٭بغیر رکوع وسجود نماز پڑھنے سے اس کی مراد نمازِ جنازہ ہے۔

٭فتنہ کو دوست رکھنے سے مراد مال و اولاد کو دوست رکھنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنة۔ تمہارے مال واولاد فتنہ ہیں۔

٭جھوٹ سے محبت کرنے سے مراد دنیا سے محبت ہے کہ: الدنیا زور دنیا جھوٹی ہے۔

٭حق سے نفرت کرنے سے مراد موت سے نفرت ہے ''جو حق ہے'' بہر حال وہ شخص مسلمان ہے اس میں کفر کی کوئی بات نہیں، سب علماء نے آپ کا یہ فیصلہ پسند کیا۔

ایک شخص نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح دوسرے شخص کے دو بیٹوں سے کیا، دوسرے روز دعوتِ ولیمہ میں امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علماء کرام کو بھی اس نے مدعو کیا، اسی اثناء میں لڑکیوں کا باپ پریشانی کے عالم میں علماء کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ہم لوگ بڑی مصیبت میں پڑ گئے ہیں کہ رات غلطی سے دلہنیں بدل گئیں بڑے کی دلہن چھوٹے کے ہاں اور چھوٹے کی بڑے کے کمرے میں غلطی سے چلی گئی، صبح غلطی کا علم ہوا، فرمایئے اب کیا ہو؟

حضرت سفیانؒ نے کہا! کوئی مضائقہ نہیں وطی بالشبہ ہے دونوں بھائیوں پر صحبت کی وجہ سے مہر واجب ہو گیا اور آج دونوں بہنیں اپنے اپنے خاوندوں کے پاس چلی جائیں۔ حضرت امام اعظم خاموش تھے۔ حضرت معسر نے آپ سے کہا آپ فرمایئے سفیان نے کہا اور کیا کہیں گے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس دونوں لڑکوں کو لاؤ۔ چنانچہ دونوں لڑکے

لائے گئے آپ نے ہر ایک سے پوچھا رات تم جس عورت کے پاس رہے ہو تم کو پسند ہے، دونوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو اور جس کے پاس جو عورت سوئی ہے وہ اس کے ساتھ نکاح کرے۔ چنانچہ اس جگہ ان دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اور چونکہ اپنی بیوی سے کسی نے بھی صحبت نہ کی تھی اس لئے عدت تو ان پر واجب ہی نہ تھی ،لہٰذا اسی مجلس میں ہی ان کا نکاح بھی ہو گیا۔

وصال : کتاب جامع الاصول میں ہے کہ اگر ہم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل مناقب بیان کرنا چاہیں تو دفاتر لکھنے کے باوجود اپنے اصل مقصد تک نہ پہنچ سکیں گے۔ آپ کے حق میں اقوال مختلفہ بیان ہو چکے، جن سے آپ کی جلالت قدر اور پاکیزگی ظاہر ہوتی ہے اور آپ کی پاکبازی پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو تمام جہاں میں مشتہر کر دیا ہے اور آپ کے علم سے زمین کو بھر دیا ہے، لوگوں نے آپ کے مذہب پر عمل کرنے اور آپ کے قول وفقہ پر عمل کو اپنا معمول بنا لیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی مخفی راز نہ ہوتا اور رضائے الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو اہلِ اسلام آپ پر جمع نہ ہوتے اور آپ کی تقلید نہ کرتے نیز آپ کی رائے پر عمل کرنے اور آپ کے مذہب کی پیروی کرنے کے قریب نہ جاتے ، آج تک یہ عمل درآمد ہوتا چلا آ رہا ہے، یہ آپ کی صحت مذہب اور عقیدہ کی صداقت کی دلیل ہے۔

بعہدِ خلیفہ منصور بغداد شریف بحالت قید وصال فرمایا، بوقتِ وصال سجدہ میں تھے وصال کا باعث منصور کی طرف سے عہدہ قضا کو قبول نہ کرنا تھا، خلیفہ نے متعدد بار آپ کو قضا کے عہدہ پر فائز کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے ہر بار اعراض فرمایا حتیٰ کہ اس نے آپ کو قید کر دیا اور روزانہ دس درے سزا دی جاتی یہاں تک کہ آپ کا آب ودانہ بھی بند کر دیا گیا۔ دسویں روز آپ

نے نہایت الحاح وزاری سے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: یاالٰہ العالمین! مجھے اپنی پناہ عطا فرما ،اس دعا کے بعد پانچویں روز خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اکثر مورخین کا بیان ہے کہ آپ ۴ شعبان المعظم ۱۵۰ھ کو اس دارِفانی سے راہیٔ بقا ہوئے۔ آپ کے وصال کی خبر سن کر سارا بغداد اُمڈ آیا قید خانے سے باہر تشریف لائے گئے تو قاضی حسن بن عمارہ نے غسل دیا، ابو رجاء عبداللہ بن واقدی نے پانی بہایا، جب غسل سے فارغ ہوئے تو حضرت حسن نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اے ابوحنیفہ! آپ نے چالیس برس تک افطار نہ کی چالیس برس میں رات بھر پہلو پر آرام نہ کیا، واللہ آپ فقیہ اعظم تھے، سب سے بڑے عابد وزاہد تھے، آپ میں تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ نے جمع کر دی تھیں، آپ نے اپنے جانشینوں کو مایوس کر دیا کہ وہ تمہارے درجہ کو پہنچ سکیں، علامہ ابنِ حجر مکی بیان کرتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا علم کی رونق ۱۵۰ھ میں اٹھ جائے گی امام شمس الدین کردی نے فرمایا: اس حدیث سے مراد امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ ان کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔

نمازِ جنازہ میں پہلی مرتبہ پچاس ہزار افراد شریک ہوئے لیکن لوگوں کی آمد کا سلسلہ بدستور جاری رہا حتیٰ کہ چھ مرتبہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی مقبرہ خیزراں جو عباسی خاندان کے خلفاء کیلئے مخصوص تھا اس میں آپ کو دفن کیا گیا، خیزراں ہارون رشید کی والدہ کا نام تھا۔ یہ قبرستان اسی سے منسوب تھا۔ مشہور ہے کہ ساڑھے سات لاکھ مسلمانوں نے مجموعی طور پر آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ (تابش قصوری)

آپ کے وصال پر تابعین وتبع تابعین، محدثین وفقہاء، علماء، ائمہ اکرام خاص و عام نے بڑے غم والم کا اظہار کیا محدث ابن جریج جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے جب انہوں نے آپ کے وصال کی خبر سنی تو پکار اٹھے آج سب سے بڑا عالم جاتا رہا۔ شعبہ بن الحجاج جو آپ کے شیوخ میں

سے تھے فرمانے لگے! آج کوفہ میں اندھیرا چھا گیا، حضرت عبداللہ بن مبارک جو آپ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوئے قبر پر حاضر ہوئے اور نہایت رقت کے عالم میں کہا! اے ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے ابراہیم نے وصال فرمایا تو اپنا جانشین چھوڑ گئے افسوس کہ آپ گئے ہیں تو تمام دنیا میں کسی کو اپنا جانشین نہ چھوڑا،

بیان کرتے ہیں کہ آپ کے دفن کے بعد تین راتیں یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ **ذهب الفقه فلا فقيه لكم فاتقوا الله و كونوا خلفامات نعمان فمن هذاالذى يحيى الليل اذاما استجفا**: یعنی فقہ رخصت ہوگئی اور تمہارے لئے کوئی فقیہ نہیں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کی نیابت اختیار کرو۔ افسوس! نعمان وصال کر گئے اب کون شخص ہے جو رات کو زندہ رکھے گا جب وہ تاریک ہو جاتی ہے۔

مزار مبارک: حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک شرف الملک ابوسعد محمد بن منصور خوارزمی نے ۴۵۹ھ میں تعمیر کرایا اور ایک نہایت خوبصورت بلند و بالا گنبد بنوایا جب تعمیر کے مراحل طے ہوتے تو ابوسعد بڑی شان و شوکت سے اعیان وارکانِ دولت کو ساتھ لے کر حاضر ہوا اس وقت ابوجعفر مسعود بیاضی نے درج ذیل قطعہ تصنیف کیا۔

الم تران العلم كان مبردا مجمعه هذاالمغيب فى اللحد

كذلك كانت هذاالاض ميتة فانشرها فعل العميد ابى سعد

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی گجراتی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سفرنامہ میں حضرت امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس سے متعلق درج فرماتے ہیں......... سب سے پہلے ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر گئے جو محلّہ باب

الشیخ سے قریباً آٹھ کلومیٹر دور ہے دجلہ کے پُل کے اسی طرف واقع ہے اس محلّہ کا نام اعظمیہ ہے اور یہاں کے باشندوں کو اعظمین کہتے ہیں وقت مغرب قریب ہے امامِ اعظم کا مزار پُر انوار دیکھ کر حیرت ہوئی، لبِ سڑک کمان نما دیوار ہے تین کمانیں بہت شاندار ہیں اندر وسیع صحن ہے جس کے کنارے پر شاندار ٹاور لگا ہے جو بہت اونچا ہے۔ اس میں چوطرفہ گھڑیاں نصب ہیں جو دور سے نظر آتی ہیں دوسرے کنارے پر مینارہ ہے جس پر گول دائرہ کی شکل میں ٹیوبیں نصب ہیں مینار کی کلغی پر نیلی ٹیوبوں سے بہت جلی حروف میں (کلمہ) اللہ بنایا گیا۔

اس دائرہ اور اس نقش کی روشنی سے دل منور، ایمان تازہ ہوتا ہے کئی دروازے طے کر کے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار تک پہنچنا ہوتا ہے مزار پُر انوار کے گرد چاندی کا کٹہرا ہے جس میں امامِ اعظم کی قبر شریف ہے، یہ قبر انور جس حال میں ہے وہ کمرہ بہت وسیع اور نہایت خوبصورت ہے، کیوں نہ ہو! یہ امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامتہ امامِ اعظم کا مزارِ عالی ہے۔ یہ مزار قبولِ دعا کیلئے اکسیر ہے اس مزار پر حضرت امام شافعی اپنی حاجت روائی کیلئے آتے رہے قبرِ انور میں ایسی جاذبیت ہے کشش ہے کہ وہاں پہنچ کر ہٹنے کو دل نہیں کرتا زائرین کا ہجوم لگا رہتا ہے کسی عالم کی قبر اس قدر شاندار اور مرکز انور، مرجع خلائق میں نہ دیکھی تھی۔ فاتحہ پڑھی، وقت کم تھا بادل نخواستہ بعد دعا و فاتحہ روانہ ہوئے برابر میں بائیں جانب ایک بڑا قبرستان ہے اس کے آخری کنارہ پر حضرت شبلی رحمہ اللہ کا مزار شریف ہے وہاں فاتحہ پڑھی فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ امامِ اعظم کے مزار شریف سے مغرب کی اذان ہوئی، ہم جلد ہی امامِ اعظم کے مزار پر پھر پہنچے۔ الحمدللہ باجماعت نماز پڑھی، بہت بری بڑی سات صفیں تھیں سب نمازی حنفی تھے بعد مغرب ہم دجلہ کے پل پر گئے اس پل کو اب جسرِ ائمہ کہا جاتا ہے (سفرنامے ۱۰۹)

عجیب اتفاق : اہلِ سنت و جماعت کی یہ دو جلیل القدر شخصیتیں سیدنا امامِ اعظم اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی شہرت کا آفتاب ہر زمانہ میں نصف النہار پر چمکتا آرہا ہے دونوں کا خاندانی تعلق حضرت سیدنا خلیل علیہ السلام سے جاملتا ہے علی الترتیب ایک حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں تو دوسرے حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح عظیم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ہیں اور دونوں ہی شریعت وطریقت، حقیقت ومعرفت میں امت، مصطفیٰ ﷺ کے ہادی وراہنما ہیں اور جن دو محلوں میں آسودہ خاک ہیں اس خطہ کا نام کاظمین یعنی اعظمین شریفین ہے۔تاریخ کا یہ بھی کارنامہ یادرکھنے کے قابل ہے سیدنا ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا پیدائشی وطن عراق (بابل) اور شہر بغداد ہے جس کو اس وقت اُر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان پاک ہستیوں کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ نوازتا رہے اور صراطِ مستقیم کے ان راہنماؤں کے نقشِ قدم پر سدا گامزن رکھے۔اور ظالموں بے دینوں امریکیوں اور دیگر کفار کی دست برد سے جلد آزادی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

تابش قصوری

حضرت سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ

خواجہءعالم وعالمیان ﷺ اپنی حیات ظاہری تک جمیع علوم وعرفان کا مصدر ومنبع رہے اور تمام مسائلِ زندگی کا حل قرآنِ کریم اور اپنے ارشادات عالیہ (وحی غیر متلو) سے فرماتے رہے حضور کے بعد حضرت سیدنا صدیقِ اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا علی المرتضٰی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرآن وحدیث مصطفیٰ اور اپنی لامحدود قوت تفقہ سے زندگی کے مسائل کی الجھنوں کو سلجھاتے رہے، بالخصوص سیدنا فاروق اعظم سیدنا علی المرتضٰی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے فقہ کے میدان میں خوب خوب جوہر دکھائے اور افضل ترین فقہائے امت میں شمار ہوئے، پھر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور فتوحات بلاد وممالک میں اضافہ ہوتا گیا وہاں کے ماحول وحالات سے نئے نئے مسائل پیدا ہوئے جنہیں زیادہ تر قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں حل کیا جانے لگا، پھر مسائل میں کچھ پیچیدگیاں نظر آئیں تو علمائے فقہ بالخصوص سیدنا امامِ اعظم، سیدنا امام مالک، سیدنا امام شافعی اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے ایسے مسائل کا حل ڈھونڈا اور امتِ مسلمہ کی حلال وحرام کے معاملات میں خوب رہنمائی فرمائی۔

ان حضرات میں سب سے زیادہ فقہ اور قرآن وسنت اور آثار صحابہ کے عین مطابق مذہب حنفی ہے جس کے بانی حضور سیدنا امام الائمہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں آپ دنیا کے افقہ ترین انسان تھے جنہیں مشرق ومغرب کے فقہاء نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ مغرب کے مشہور ترین اہلِ علم ہالن **Hollan**، ون فیلڈ **Win Field** اور سامن **Salmon** نے آپ کی بے مثال فقاہت، ذہانت وفطانت کے پیشِ نظر آپ کے حلال وحرام کے معاملے میں انسانیت کا سب سے بڑا محسن قرار دیا ہے اور آپ کی قوتِ فیصلہ کی بے پناہ تعریف کی ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات خود تو مزرع امت کیلئے ابر کرم کی حیثیت رکھتی تھی لیکن آپ نے اپنے تلامذہ کو بھی اس قابل بنا دیا کہ وہ بھی کشتِ امت کی آبیاری کرتے رہے۔ یوں تو حضرت کے تلامذہ ہزاروں ہیں لیکن یہاں ان مشاہیر کا ذکر کیا جائے گا جن کا تذکرہ کتبِ سیر میں بار بار اور تواتر کے ساتھ آتا ہے اور جنہوں نے دنیائے فقہ میں اپنی خداداد ذہانت وفطانت کے بل بوتے پر اپنا اور اپنے استاذ کا لوہا منوایا۔ ذیل میں سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایسے ہونہار اور نامور تلامذہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے جو فقہ اور علمِ حدیث کے امام تسلیم کئے گئے ہیں۔

حضرت امام حمّاد رحمہ اللہ تعالیٰ جگر گوشہء امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حماد بن امام اعظم رضی اللہ عنہ بلند پایہ فقیہ، تقویٰ و پرہیزگاری، فضل وکمال، علم ودانش اور جود وسخا میں اپنے والد ماجد کا عکسِ جمیل تھے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعلیم وتربیت نہایت اہتمام سے فرمائی، مشہور ہے کہ الحمد کے ختم پر آپ نے ان کے ایک استاذ صاحب کو ایک ہزار درہم عنایت فرمائے [1]

ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت امام حماد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حدیث وفقہ کی تحصیل والد ماجد سے کی [2] اور اس میں کمال مہارت پیدا کی جب امام اعظم نے اپنے اس لائق اور ہونہار لختِ جگر کو علوم وفنون میں کامل پایا تو تو مسندِ افتاء پر متمکن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ نے نہ صرف فتویٰ نویسی کے اہم فریضہ کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا [3] بلکہ تدوین کتب فقہ میں بھی

---

[1] الموافق احمد المکی ۵۶۸: الامام، مناقب الامام الاعظم، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۲۱ھ ص ۲۵۶

[2] محمد حسین سنبھلی ۱۳۰۵ھ: مولانا تنسیق النظام فی مسند الامام، مطبوعہ اصح المطابع کراچی، ص ۱۳

[3] فقیر محمد جہلمی، مولانا: حدائق الحنفیہ، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء، ص ۱۵۵

آپ نے نمایاں کردار ادا کیا اور حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد، حضرت امام زفر، حضرت امام حسن بن زیاد وغیرہ، ارشد تلامذہ ءامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طبقہ میں شمار ہوئے۔

آپ نہایت متقی ومتشرع انسان تھے، جب حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تو گھر میں لوگوں کی بہت سی ایسی امانتیں بھی تھیں جن کے مالک مفقود الخبر تھے۔ آپ نے وہ تمام مال واسباب امانتوں کی صورت میں قاضیء وقت کے سامنے پیش کر دیا۔ قاضی صاحب نے بہت اصرار کیا کہا ابھی اپنے پاس رہنے دیجئیے، آپ امین مشہور ہیں اور بہتر طریقے سے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں مگر آپ نے قاضی سے اعتذار کرتے ہوئے تمام مال واسباب کی فہرست پیش کر دی اور ساتھ ہی فوری عمل درآمد کیلئے کہہ دیا تا کہ ان کے والد ماجد بریٔ الذمہ ہوں کہتے ہیں قاضی نے جب تک وہ امانتیں کسی اور کے سپرد نہیں کیں آپ نظر نہیں آئے [1]

حضرت امام حماد نے اپنی عمر تعلیم میں صرف فرمائی آپ سے آپ کے بیٹے اسماعیل نے تفقہ کیا جن سے عمرو بن ذر، مالک بن مغول، ابنِ ابی ذوائب اور قاسم بن معین وغیرہ جلیل القدر فقہاء محدثین فیض یاب ہوئے حضرت امام اسماعیل بن حماد بن امامِ اعظم پہلے بغداد، بعدہ، بصرہ اور پھر رقّہ کے قاضی مقرر ہوئے ، احکامِ قضا، وقائع ونوازل میں ماہر اور عارف وبصیر تھے۔ محمد بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آج تک کوئی قاضی اسمٰعیل بن حماد سے اعلم نہیں ہوا [2] آپ بہ عہد خلیفہ مامون الرشید ۲۱۲ھ میں جوانی کے عالم مین فوت ہوئے۔ اسی فرزندِ ارجمند کے نام سے حضرت امام حماد نے ابو اسمٰعیل کنیت پائی۔ حضرت امام حماد حضرت قاسم بن معن کی وفات کے بعد کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ ماہِ ذی القعدہ ۱۷۶ھ میں

---

[1] فقیر محمد جہلمی، مولانا: حدائق الحنفیہ، مطبوعہ نول کشور لکھنوء ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء، ص ۱۵۵

[2] حدائق الحنفیہ ص ۱۴۵

انتقال فرمایا،قطب دنیا آپ کی لک ۱۷۶ھ تاریخ وفات ہے۔آپ نے عمر، اسماعیل، ابو حیان اور عثمان چار صاحبزادے چھوڑے جو علم وفضل میں یگانہء روزگار تھے۔تصانیف میں مسند الامام الاعظم آپ کی یادگار ہے۔[1]

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولادت ۹۵ھ مدینہ منورہ وفات ۱۷۹ھ

آپ نے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے احادیثِ نبوی کا مجموعی مدون کیا جو موطاء امام مالک کے نام سے چار دانگِ عالم میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔آپ نے علم حدیث وفقہ حضرت نافع محمد بن منکدر، امام زہری، امام اعظم اور دیگر تبع تابعین سے سیکھا۔آپ کے فیض یافتگان کی تعداد کا شمار ناممکن ہے جو تمام عالمِ اسلام کے گوشہ گوشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تشنگیٔ علم کا درماں کرتے۔آپ کی خدمت مین حجاز ،شام، عراق، خراسان، مصر، شمالی افریقہ اور اندلس کے لوگ کشاں کشاں چلے آتے۔حضرت ابنِ جریج حضرت ،سفیان ثوری ،حضرت سفیان بن عینیہ، حضرت امام اوزاعی، حضرت امام شعبہ، حضرت یحیٰی بن یحیٰی اندلسی ،حضرت لیث بن سعد، حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہم جو آسمانِ علم فضل کے درخشندہ مہر و ماہ ہیں۔ان سب کا آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔حضرت امام شافعی کا قول ہے لو لا مالک و ابن عینیة لذهب علم الحجاز . اگر امام مالک اور ابن عینیہ نہ ہوتے تو حجازیوں کا علم نیست و نابود ہو جاتا۔[2]

وضاحت: یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض مورخین حضرات

---

[1] تنسیق النظام فی مسند الامام، ص ۱۳

[2] سنت خیر الانام، پیر کرم شاہ، مولانا، مطبوعہ پبلشنگ کمپنی کراچی (۱۹۷۱ء) ص ۱۵۶

قلم کے زور سے حضرت امام مالک کو امام اعظم کے نہ صرف تلامذہ میں شمار نہیں کرتے بلکہ استاذ کو شاگرد ثابت کرنے کیلئے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے نظر آتے ہیں سیرت نعمان کے مصنف شبلی نعمانی ۱؎ اور سیرت ائمہ اربعہ کے مرتب رئیس احمد جعفری ۲؎ کو دیکھئے کس طرح حقیقت کو مسخ کرتے ہیں ہوئے رقم طراز ہیں: ''امام صاحب کو طلبِ علم میں کسی سے عار نہ تھی۔ امام مالک عمر میں ان سے تیرہ برس کم تھے ان کے حلقہ درس میں اکثر حاضر ہوئے اور حدیثیں سنیں۔

اس کو بعض کوتاہ بینوں نے امامِ اعظم کی کسرِ شان پر محمول کیا ہے''

''صاحبِ مشکوٰۃ شیخ ولی الدین الخطیب نے ''اکمال فی اسماء الرجال'' کے باب ثانی میں ائمہ متبوعین کا تذکر کیا تو امام مالک کو سب سے پہلے ذکر کیا اور لکھا کہ میں نے امام مالک کا ذکر سب سے پہلے اس لئے کیا ہے کہ وہ زمانہ اور مرتبہ کے کے اعتبار سے مقدم ہیں'' ۳؎

ملاحظہ کیجئے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیرۃ النعمان کا مصنف امام مالک کے حلقہ درس میں اکثر دیکھتا ہے جیسے کوفہ اور مدینہ میں کوئی بُعد مسافت ہی نہ تھا یا اس کے نزدیک کوفہ مدینہ تھا، بناءً علیہ امام مالک کوفہ میں تھے یا امامِ اعظم مدینہ کو متوطن قرار دے چکے تھے ورنہ اکثر حاضری چہ معنی دار؟ البتہ عمر کا تفاوت تسلیم ہے اگر صاحبِ مشکوٰۃ کی طرح زمانہ کے اعتبار سے بھی مقدم سمجھ لیتے تو مسئلہ ہی حل ہو جاتا۔ ایں چہ است؟

ناظرین ان دو متضاد عبارتوں پر غور فرمائیں سیرۃ النعمان کے مصنف نے تو اکثر حاضری ثابت کی مگر صاحبِ مشکوٰۃ نے امام مالک سے امامِ اعظم کو عمر اور مرتبہ دونوں میں کم قرار دیا۔

(۱) زمانہ کے تقدم و تاخر کو تو قارئین خود دیکھ لیں کہ پیدائش میں بھی امامِ اعظم مقدم

۱؎ سیرۃ النعمان شبلی نعمانی، مولوی مطبوعہ پبلشنگ کمپنی کراچی (۱۹۷۱ء) ص ۶۰

۲؎ سیرت ائمہ اربعہ، رئیس احمد جعفری، مرتب، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ص ۴۶

۳؎ سید احمد رضا بجنوری، مولانا، انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری، مطبوعہ مکتبہ ناشر العلوم دیو بند ج ۱: ص ۵۳

ہیں اور پھر وفات میں بھی کہ حضرت امامِ اعظم کا وصال ۱۵۰ھ میں ہے جبکہ امام مالک ۱۷۹ھ میں انتقال فرماتے ہیں۔

(۲) اس کے بعد مرتبہ کو دیکھئے تو بالاتفاق ائمہ اسلام، امام اعظم نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھی لہٰذا آپ طبقہ تابعین میں سے تھے اور یہ فضیلت کسی کو آپ کے معاصر ائمہ امصار میں سے حاصل نہ ہوئی۔ مثلاً امام اوزاعی امامِ بصرہ، ہر دو حماد امام کوفہ سفیان ثوری، امام مدینہ امام مالک اور امامِ مصر لیث بن سعد (یعنی ان سب جلیل القدر ائمہ امصار کو شرفِ تابعیت حاصل نہ ہوا جبکہ امام اعظم کو حاصل تھا) تو مرتبہ تابعی کا بڑا ہوتا ہے یا تبع تابعین کا؟

پھر امام مالک کو علامہ ابن حجر مکی شافعی نے امامِ اعظم کے تلامذہ میں شمار کیا ہے چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

قال ابن حجر تلمذله كبار من الائمة المجتهدين والعلماء الراسخين عبدالله بن المبارك والليث بن سعد والامام مالك بن انس انتهىٰ اھ ومنهم داؤد الطائى وابراهيم بن ادهم وفضيل بن عياض وغيرهما اكابر السادة الصوفيه رضى الله تعالىٰ عنهم، تو کیا مرتبہ استاذ کا بڑا ہے یا شاگرد کا؟

(۳) امام مالک سے امام اعظم کی روایت حدیثِ پاک پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور امامِ اعظم کی روایت امام مالک سے مشکوک ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، کہ امام اعظم کی روایت امام مالک سے ثابت نہیں اور دارقطنی نے جو روایتیں ذکر کی ہیں وہ محلِ نظر ہیں کیونکہ وہ بطورِ مذاکرہ تھیں، بطورِ تحدیث بالقصد روایت نہ تھیں ۲

محمد منصور علی مراد آبادی، مولانا الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین، مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ص ۲۹۶

۲: انوار الباری، جلد ا۔ ص ۱۵۴

(۴) حضرت امام مالک کا امام اعظم سے اس بات سے بھی تلمذ ظاہر ہوتا ہے کہ جب امام اعظم مدینہ طیبہ میں حاضر ہوتے تو امام مالک آپ سے برابر استفادہ کرتے پھر یہ بھی ثابت ہے کہ امام مالک ابوحنیفہ کی کتابوں کی کھوج میں رہتے اور بڑی کوشش سے حاصل کر کے مطالعہ کرتے اور مستفید ہوتے۔ یہ بھی منقول ہے کہ امام مالک نے آپ کے ساٹھ ہزار مسائل سے فائدہ اٹھایا۔ نیز امام مالک کا تالیفی دور امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد شروع ہوا۔ اسلئے ان سے امام اعظم کے مستفید ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا ثابت ہوا کہ امام مالک حضرت امام الائمہ امام اعظم کی ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت امام مالک کی کنیت ابوعبداللہ، نام ونسب مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی اور لقب امام دارالھجرت ہے۔ مولد و مدفن مدینۃ الرسول ﷺ تاریخ پیدائش ۹۵ھ اور وفات ۱۷۹ھ ہے ایک بار حج کے بعد کبھی مدینہ منورۃ سے باہر نہیں نکلے۔ آخر ہمیشہ کے لئے آغوشِ رحمت میں جگہ پائی[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولادت ۱۱۳ھ کوفہ وفات ۱۸۲، بغداد

آسمان علم فضل کے آفتاب سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے عباسیہ کے عہد میں عالم اسلام کے پہلے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر ہوئے آپ کی ذات ستودہ صفات شریعت ومعرفت، تقویٰ وطہارت۔ حدیث وفقہ کا روشن مینار تھی جس کی روشنی آج بھی انسانوں کو منزل بتا رہی ہے اور لاکھوں علماء کرام اس روشنی سے راہِ شریعت پر چل رہے ہیں۔

آپ کا اسم گرامی یعقوب، کنیت ابو یوسف ہے جس سے آپ کو شہرت دوام حاصل

---

[1] احمد یار خاں نعیمی (۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) مفتی، مرات المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح اردو، مطبوعہ نعیمی کتبخانہ گجرات

ہوئی، قاضی القضاۃ کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ ولادت، علوم و معارف کے مرکزی شہر کوفہ میں ۱۱۳ھ مطابق ۷۳۱ء میں ہوئی [1] ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے فقہ کو پسند کیا۔ پہلے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی شاگردی اختیار کی، پھر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حلقہء درس میں آئے اور مستقل طور پر انہی سے وابستہ ہو گئے۔ والدین نہایت غریب تھے جو آپ کی تعلیم کو جاری نہ رکھنا چاہتے تھے جب حضرت امام اعظم کو حالات کا علم ہوا تو انہوں نے نہ صرف آپ کے تعلیمی مصارف بلکہ تمام گھر والوں کے اخراجات کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ حضرت امام ابو یوسف فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امام اعظم سے اپنی ضروریات بیان کرنے کی کبھی حاجت نہیں ہوئی۔ وقتاً فوقتاً خود ہی اتنا روپیہ بھیجتے رہتے کہ ہم فکرِ معاش سے بالکل آزاد ہو گئے [2]

آپ ذہانت کے بحرِ زخار تھے۔ آپ کی ذہانت و فطانت بڑے بڑے فضلائے روز گار کے دلوں میں گھر کر گئی ۔حافظ ابن کبر جو ایک مشہور محدث ہیں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف محدثین کے پاس حاضر ہوتے تو ایک ایک جلسہ میں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ حدیثیں سن کر یاد کر لیتے تھے۔

آپ کی قوتِ حافظہ کے بارے صاحبِ نورالانوار رقمطراز ہیں:

امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کو بیس ہزار موضوع حدیث یاد تھی پس صحیح احادیث کے متعلق تجھے کیا گمان ہے [3]

---

[1] محمد بن محمد شہاب کردری ۸۲۷ھ، الشیخ الامام، مناقب الامام الاعظم عربی، مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد ۲ ص ۱۱۷

[2] مناقب کردری، محمد بن محمد بن شہاب، جلد ۲، ص ۱۲۳

[3] شیخ احمد بن ابی سعید امیٹھوی (۱۱۳۰/۱۷۱۸ء) ملا جیون، نورالانوار شرح المنار مطبوعہ مجتبائی دہلی، ص ۱۹۲

یحییٰ بن معین [۱] ۲۳۸ھ حضرت امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ حضرت شیخ علی بن المدینی جو آپ کی مشاہیر تلامذہ میں سے ہیں آپ کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں آپ کا ہم سر نہ تھا [۲] اور طلیحہ بن محمد کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے کوئی ان سے بڑھ کر نہ تھا، داؤد بن رشد کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ نے صرف یہی ایک شاگرد ہی پیدا کیا ہوتا تو ان کے فخر کے لئے کافی تھا۔

حضرت امام ابویوسف کو نہ صرف نقدِ حدیث پر عبور حاصل تھا بلکہ تفسیر، مغازی، تاریخ عرب، لغت، ادب اور علم الکلام وغیرہ علوم وفنون میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے، یہی وہ فطری ذہانت تھی جس نے چند سال کی مدت میں آپ کو سارے ہمعصروں میں ممتاز کر دیا اور علماء وقت آپ کے تجر علمی اور جلالت فقہی کے قائل ہو گئے بلکہ خود حضرت امام اعظم آپ کی بڑی قدر ومنزلت فرماتے اور فرمایا کرتے میرے شاگردوں میں سب سے زیادہ جس نے علم حاصل کیا وہ ابویوسف ہیں [۳]

قاضی القضاۃ:

۱۶۶ھ مطابق ۷۸۳ء میں آپ بغداد تشریف لائے تو خلیفہ محمد المہدی منصور (۱۶۹ھ/۷۸۵ء) نے بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ ہادی بن مہدی بن منصور (۱۷۰ھ/۷۸۶ء) کے زمانے میں بھی اس عہدہ پر رہے۔ جب ہارون الرشید (۱۹۳ھ/۸۰۸ء ۵) نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اس نے تمام سلطنت عباسیہ کا آپ کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر کیا، یہ منصب جس پر حضرت امام ابویوسف مامور کئے گئے موجودہ زمانے کے تصور کے مطابق محض عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے حاکمِ اعلیٰ کا نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ وزیرِ قانون کے فرائض بھی اس میں شامل تھے بلکہ سلطنت کے تمام داخلی وخارجی معاملات میں قانونی رہنمائی

۱: المنجد عربی، مطبوعہ بیروت۔ ص ۵۷۳؛ ۳: مناقب موفق، جلد ۲، ص ۲۳۲

۲: المناقب الکردری، جلد ۲، ص ۱۲۶

۳: اکبر شاہ خاں نجیب آبادی، مورخ، تاریخ اسلام ج ۲، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی، ص ۲۴۳

کرنا بھی آپ کا کام تھا مملکت اسلامیہ میں پہلا موقع تھا کہ یہ منصب قائم ہوا، اس سے پہلے کوئی شخص خلافت راشدہ، اموی یا عباسی سلطنتوں میں چیف جسٹس نہیں بنایا گیا بلکہ زمانہ بعد میں بھی بجز قاضی احمد بن داؤد[۱] کے اور کسی کو یہ عہدہ نصیب نہیں ہوا[۲]

عبادت: حضرت امام ابو یوسف باوجود عہدِ قضا اور علمی مشاغل کے عبادت و ریاضت میں بھی بہت بلند مقام رکھتے تھے آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں امام اعظم کی خدمت میں انتیس سال حاضر ہوتا رہا اور میری صبح کی نماز با جماعت فوت نہیں ہوئی۔ بشر بن ولید کا بیان ہے کہ امام ابو یوسف کے زہد و ورع، عبادت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ زمانہ قضا و وزارت میں بھی دو دو سو رکعتیں نوافل ادا کرتے[۳]

تلامذہ: آپ کے شاگردوں میں حضرت امام محمد بن شیبانی، شفیق بن ابراہیم بلخی، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت بشر بن غیاث، علی بن جعدہ یحیٰ بن معین، احمد بن منیع وغیرہ محدثین کبار و فقہاء کرام آفتاب ماہتاب کی طرح درخشاں و تاباں نظر آتے ہیں[۴]

وصال: ۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ جمعرات کے روز ظہر کے وقت بغداد شریف میں علم و عرفان کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ مزار شریف احاطہ حضرت امام موسیٰ کاظم کے شمالی گوشہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی یوں فرماتے ہیں

ہے اس روضے کا بھی ذی شان سنگیں خوش نما گنبد
ہے چوبی جالیوں کے درمیاں آپکا مرقد[۵]

۱: یہ شخص معتزلی تھا اس نے خلق قرآن کے مسئلہ کو بڑی شد و مد سے اٹھایا اور بقول حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ بہت بری حالت میں مرا۔ ۲: حدائق الحنفیہ، ص ۱۱۷ ۳: مناقب کردری: جلد۲ ص ۱۳۷

۴: عبد المصطفٰے اعظمی، شیخ الحدیث، مطبوعہ انڈیا (۱۳۸۵ھ) ص: ۲۸

۵: محمد یعقوب الحسن ضیاء القادری بدایونی (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)، مولانا، جوارث غوث الوریٰ، مطبوعہ کراچی، ص ۳۴

کسی نے قطعہ تاریخ وصال لکھا ہے

ابو یوسف آں زیبِ علم و عمل — فقیہ معظم، امام اجل
سعیدِ ازل بود بے مثل زاں — شدہ سالِ فوتش سعیدِ ازل [1]

تصانیف میں کتاب الخراج شہرۂ آفاق ہے۔

حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی: رضی اللہ عنہ ولادت ۱۳۲/۱۳۵ھ واسط وفات ۱۸۹ھ رے

حضرت امام بن حسن بن فرقد الشیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ، حدیث، لغت، نحو اور حساب کے جلیل القدر امام تھے۔ فصاحت و بلاغت اور ادبیت میں عدیم النظیر ہوئے اصلی وطن دمشق کے قریب حرسا نامی ایک گاؤں تھا جسے آپ کے والد ماجد آپ کی پیدائش سے پہلے چھوڑ کر عراق کے ایک قصبہ واسط چلے آئے یہیں ۱۳۲ھ یا ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشو ونما پائی۔[2]

آپ نے دو سال تک امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درس لیا۔ امام اعظم کے وصال کے بعد حضرت امام ابو یوسف، حضرت معسر بن کدام، حضرت سفیان ثوری، حضرت امام مالک، حضرت مالک بن دینار، حضرت امام اوزاعی، حضرت ربیعہ اور حضرت امام مالک بن مغول ایسے اکبر محدثین وفقہاء کرام سے کسب فیض کیا۔[3]

اپنے تعلیمی ذوق وشوق سے متعلق خود فرماتے ہیں کہ "مجھے تیس ہزار درہم ملے، پندرہ ہزار علم نحو، شعر، ادب اور لغت وغیرہ کی تعلیم وتحصیل پر خرچ کئے اور بقایا پندرہ ہزار درہم حدیث وفقہ کی تحصیل میں کام آئے۔"[4]

عملی زندگی: تعلیم وتعلّم سے فارغ ہوئے تو کوفہ میں ہی مسند درس وتدریس پر جلوہ گر ہوئے اور شائقینِ علوم وفنون جوق در جوق چلے آئے۔ آپ کا درس اتنا پرکشش تھا کہ کثیر

---

[1] حدائق الحنفیہ، ص ۱۲۰ [2] مناقب کردری جلد ۲، ص ۱۳۰ [3] ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) مولانا، الفوائد البہیہ فی التراجم الحنفیہ، مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ، ص ۵۹ (۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء) [4] حدائق الحنفیہ ص ۱۲۹

حاضری کے باعث کوفہ کی سڑکیں بھر جاتیں۔ اس ابرِ کرم سے ایک زمانہ مستفیض ہوا اور جلیل القدر محدثین وفقہاء ملت نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا جن میں حضرت امام شافعی، حضرت ابوعبیدہ القاسم بن سلام، ابوکبیر احمد بن حفص، حضرت محمد بن سماعہ، حضرت معلیٰ بن منصور، حضرت اسمٰعیل بن لؤلؤ، حضرت عیسیٰ بن ابان، حضرت ہشام بن عبیداللہ، حضرت محمد بن مقاتل اور رشد بن حکیم وغیرہ علم وعمل کے آفتاب وماہتاب بن کر دنیائے اسلام کو منور کرتے رہے۔

درس وتدریس کے ساتھ ساتھ حضرت امام محمد نے تصانیف وتالیفات کی طرف بھی پوری توجہ مبذول رکھی۔ آپ کے قلم حقیقت رقم سے نوسو ننانوے ایسی کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں کہ جن سے زمانہ آج تک فیض یاب ہو رہا ہے فقہائے احناف نے آپ کو محرر المذہب کے لقب سے اسی لئے ملقب کیا اور ان کتابوں کو فقہ حنفی کا مدار سمجھا جن میں مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، زیادات رقیات، کتاب الحج، سیر صغیر، سیر کبیر بہت مشہور ہیں۔

حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ اگر یہود ونصاریٰ حضرت امام محمد کی کتابوں کو دیکھ لیں تو بے اختیار ایمان لے آئیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عیسائیوں کے ایک نامور فاضل نے جامع کبیر کو ملاحظہ کیا تو حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ حدائق الحنفیہ میں ہے کہ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ میں امام محمد کی کتابوں کی بدولت فقیہ ہوا[۱] الحمدللہ موطاء امام محمد کے اردو ترجمہ کی سعادت راقم الحروف کو نصیب ہوئی جسے فرید بکسٹال لاہور نے شائع کیا ہے (تابش قصوری)

عہدہ قضاء اور وصال: خلیفہ ہارون الرشید جو علماء ومشائخ کا قدردان تھا آپ کی جلالت علمی اور عظمت فقہی سے بھی بے حد متاثر ہوا چنانچہ آپ کو بصد عجز وانکسار عرض کرنے لگا کہ آپ عہدۂ قضاء کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے رقہ کی مسندِ قضاء کو سنبھالئے آپ نے اس پیشکش کو قبولیت کا شرف بخشا اور رقہ کے قاضی مقرر ہوئے کچھ مدت بعد بغداد چلے آئے یہاں سے ہارون الرشید اپنے ساتھ رے میں لایا جہاں آپ نے ۱۸۹ھ میں وصال فرمایا۔ اتفاق سے ی

---

[۱] حدائق الحنفیہ ص ۲۷

روز امام ابوالحسن علی المعروف کسائی نحوی بھی وہیں فوت ہو گئے۔ ہارون رشید کو بڑا صدمہ ہوا اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگا۔ آج فقہ اور نحو کو ہم نے ''رے'' میں دفن کر دیا، علامہ زیدی جو کہ ایک مشہور شاعر اور ہارون الرشید کا وزیر تھا، بے اختیار پکار اٹھا۔

فقلت اذا ماا شکل الخطب من لنا بایضاحه یوما وانت فقید

''میں نے کہا جب تو نہ رہا تو ہمارے لئے مشکلات کا حل کرنے والا کہاں سے آئیگا![1]

حضرت امام زفر بن ہذیل: رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولادت کوفہ ۱۱۰ھ وفات ۱۵۸ھ بصرہ

فقہ میں صاحبین (حضرت امام یوسف وامام محمد) کے ہم مرتبہ مانے گئے حضرت امام ابوحنیفہ کے ان دس اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے کتب فقہ کی تدوین میں امام اعظم کی معاونت فرمائی۔ آپ عربی النسل تھے[2]۔ والد ماجد اسفہان کے رہنے والے تھے تحصیل حدیث کے بعد فقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آخر عمر تک یہی مشغلہ رہا حضرت امام زفر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کی آپ کا نکاح امام اعظم نے پڑھایا اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

هذاالامام (زفر) من ائمة المسلمين في حسبه و شرفه و علمه [3]۔

آپ حضرت امام اعظم کے محبوب ترین اور معتمد شاگرد تھے چنانچہ حسن بن زیاد نے کہا ہے کہ امام زفر مجلس ابوحنیفہ میں سب سے آگے بیٹھتے اور امام اعظم ہر موقع پر آپ کی مدح و ستائش اور حوصلہ افزائی فرماتے[4]۔ حسن بن زیاد سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت امام زفر اور حضرت داؤد طائی

ایک ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ کی خدمت میں حدیث وفقہ کا درس لیتے، دونوں میں بھائی چارہ تھا پھر حضرت داؤد طائی علمی مشغلہ سے تصوف کی راہ پر گامزن ہوئے امام زفر علم وعبادت دونوں کے

۱: اولیا رجال الحدیث، ص ۲۹۹

۲: محمود احمد رضوی، علامہ، ذکر اخیار، مطبوعہ، ص ۶۹

۳: مناقب کردری، جلد ۲، ص ۱۸۳ ۴: اولیاء الرجال الحدیث ...

جامع بنے۔ حدیث وفقہ میں امامت کا درجہ رکھنے کے ساتھ ساتھ زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں بھی بیمثال تھے۔ زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ دو مرتبہ حکومت نے عہدہ قضا پر مجبور کیا مگر آپ نے دونوں مرتبہ انکار کر دیا اور وطن چھوڑ کر روپوش ہو گئے، حکومت وقت نے انتقاماً آپ کا گھر جلا دیا چنانچہ آپ کو اپنا مکان دو مرتبہ تعمیر کرنا پڑا۔ ۱؎

آپ اصل میں کوفہ کے باشندے تھے مگر بھائی کی میراث کے سلسلہ میں بصرہ چلے گئے۔ اہل بصرہ نے بصد اصرار یہاں ہی اقامت کا مشورہ دیا اور آپ انکی درخواست پر یہیں مقیم ہو گئے، آپ نے ۱۵۸ھ، میں خلیفہ محمد المہدی کے عہد میں یہیں وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے اصحاب داثل ۱۵۸ھ ۲؎ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک: رضی اللہ عنہ ولادت ۱۱۸ھ، وفات ۱۸۱ھ

سید الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''آپ کا وجود اپنے زمانہ میں محتشمانِ قوم میں سے تھا اور شریعت وطریقت کے احوال واقوال میں آپ کو امام وقت مانا گیا۔ آپ نے بڑے بڑے مشائخ عظام، صوفیاء کرام کی زیارت فرمائی ان کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ آپ کی تصانیف ہر علم وفن میں مشہور اور کرامتیں مذکور ہیں'' ۳؎

عبداللہ بن مبارک نام، ابو عبدالرحمان کنیت، امیر المومنین فے الحدیث، عالم المشرق والمغرب لقب، مَرو میں پیدا ہوئے، والدین امیر ترین تھے، انہوں نے اپنے اس ہونہار فرزند کی بڑے اہتمام سے تعلیم وتربیت کی۔ ۴؎

سب سے پہلے حضرت امام اعظم کے حلقہء درس میں شامل ہوئے اور علم فقہ پر عبور حاصل کیا آپ کے ذوقِ علمی میں یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ ایک مرتبہ والد ماجد نے آپ کو پچاس

۱؎: اولیاء رجال الحدیث، ص ۱۶۵

۲؎: المناقب الکردری، جلد ۲، ص ۱۸۷ / ۳؎: حدائق الحنفیہ، ص ۱۱۱

۴؎: ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری (۴۶۵ھ) شیخ الطریقت، کشف المحجوب (ترجمہ اردو، ابوالحسنات سید محمد احمد قادری) مطبوعہ المعارف لاہور، ص ۱۲۳

ہزار درہم تجارت کے لئے دیئے تو تمام رقم طلبِ حدیث میں خرچ کر کے واپس آئے۔ والد ماجد نے درہموں کی بابت دریافت فرمایا تو آپ نے جس قدر حدیث کے دفتر لکھے تھے باپ کے حضور پیش کر دیے اور عرض کیا میں نے ایسی تجارت کی ہے جس سے ہم دونوں کو دونوں جہان کا نفع حاصل ہوگا۔ والد ماجد بہت خوش ہوئے اور تیس ہزار درہم اور عنایت کر کے فرمایا جایئے بیٹا علم حدیث وفقہ کی طلب میں خرچ کر کے اپنی تجارت کامل کر لیجئے۔[۱]

بعد ازاں آپ نے اس تجارت کو نہایت فروغ دیا۔ ایک مرتبہ بزرگوں کی ایک جماعت کسی مقام پر اکٹھی ہوئی، کسی نے کہا آؤ حضرت عبداللہ بن مبارک کے کمالات شمار کریں انہوں نے جواب دیا کہ وہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، آپ علمِ فقہ، ادب، نحو میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، شجاعت میں لاجواب تھے نغز گو شاعر اور ادیب تھے، شب بیداری، عبادت، حج، جہاد، شہسواری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، لایعنی باتوں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے، نہایت منصف مزاج اور امن پسند تھے[۲]

حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے:

لو جهدت جهدى ان اكون فى السنة ثلثة ايام على ما عليه ابن المبارك لم اقدر:

ترجمہ: میں کتنی ہی کوشش کروں کہ سال بھر میں تین روز بھی عبداللہ بن مبارک کی طرح گزاروں تو نہیں گزار سکتا[۳]

حضرت ابو اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے سارے عالم میں ابن المبارک سے بڑھ کر تحصیل علم کا شوق کسی میں نہیں دیکھا، خلوص نیت پر بہت زور دیتے تھے، آپ کے محامد ومحاسن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

۱۸۱ھ کے دوران آپ کو کہیں جہاد پر جانا پڑا، جہاد میں شرکت کے بعد نہایت فوزو

۱: حدائق الحنفیہ ص۱۲۳

۲:۳ سنت خیر الانام: ص۱۶۱

کامرانی سے واپس آرہے تھے کہ بیمار ہو گئے ۔قصبہ سوس میں چند دن کی علالت کے بعد انتقال فرمایا اور دریائے فرات کے کنارے ایک گاؤں ہیت میں مدفون ہیں آپ کا مزار مرجع انام ہے ۔حبیب زمانیاں (۱۸۱ھ) ۱ مادہ تاریخ ہے۔

حضرت امام داؤد طائی: رضی اللہ عنہ وفات ۱۶۵ھ

حضرت ابو سلیمان داؤد بن نصر الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے اہلِ تصوف میں سید السادات اور بے مثل صوفی مانے گئے حضرت فضیل بن عیاض، حضرت ابراہیم بن ادھم وغیرہما عارفانِ کامل کے ہم عصر تھے ۲ حضرت حبیب بن سلیم راعی کے مرید خاص اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشد تلامذہ میں تھے بیس سال تک امام الائمہ کی خدمت میں حاضری دی علم حدیث میں احمد۔حمید الطویل، عبدالمالک بن عمیر وغیر محدثین سے بھی استفادہ کیا اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں کامل دستگاہ حاصل کی۔

حضرت امام ابو داؤد طائی ابتداء میں تعلیم وتعلم کے بہت شیدائی تھے اور فقہ وحدیث کے نامور عالم ہوئے، لیکن پھر ایک دم علمی مشغلہ چھوڑ کر ہمہ تن عبادت میں مشغول ہو گئے ۔یہاں تک کہ کوفہ میں ''فقیہ زاہد'' کے لقب سے مشہور ہوئے ۔زہد وقناعت کا عجیب عالم تھا، حضرت امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمۃ رسالہ قشیریہ میں رقمطراز ہیں کہ آپ کو وراثت میں بیس ہزار دینار ملے جنہیں بیس سال میں خرچ کیا ۳

اسی طرح عطاء بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم جب بھی داؤد طائی کے مکان پر گئے تو ان کے ہاں اس کے سوا کوئی سامان نظر نہ آیا یعنی ایک چٹائی بچھی ہوئی، تکیہ کے لیے ایک اینٹ ہوتی اور ایک جھولی (بیگ) میں خشک روٹی کے چند ٹکڑے اور لوٹا موجود ہوتا ۴

۱حدائق الحنفیہ ص۱۲۳ / ۲کشف المحجوب ص ۲۱۳-۲۴۰

۳: ترجمہ رسالہ قشیریہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب ایم۔اے، پی ایچ ڈی، صدر شعبہ عربی جامعہ اسلامیہ بہاولپور

مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد ص ۳۷

۴: اولیاء رجال الحدیث، ص۱۴۹ / ۲: رسالہ قشیریہ ص ۳۷ / ۳: کشف المحجوب ص ۱۲۳، ۲۴۰ / ۴: رسالہ قشیریہ ص ۲۵

وصال: ایک دن ایک صالح شخص نے خواب دیکھا کہ آپ دوڑ رہے ہیں۔ پوچھا کیا بات ہوئی؟ جواب میں فرماتے ہیں کہ ابھی ابھی قید خانہ سے چھٹکارا پاکر آرہا ہوں، وہ صالح شخص بیدار ہوا تو اسے پتہ چلا کہ حضرت امام داؤد طائی انتقال فرما چکے ہیں۔[1]

ابونعیم نے آپ کا سنِ وفات ۱۶۰ھ بتایا ہے لیکن ابنِ نمیر کا قول ہے کہ آپ کا وصال ۱۶۵ھ میں ہوا، حدائق الحنفیہ میں زیب عالم ۱۶۵ھ مادۂ تاریخ سے بھی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض: رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۸۷ھ، مکہ مکرمہ

حضرت ابوعلی فضیل بن عیاض خراسانی مرو کے اطراف میں رہتے تھے بعض نے کہا سمرقند میں پیدا ہوئے اور رابیورد میں نشو ونما پائی آپ کا نامور محدثین اور معروف اولیاء میں شمار ہوتا ہے آپ اعمال وعبادات میں درجۂ کمال کو پہنچے، اربابِ طریقت میں صوفی نامور مانے گئے حضرت امام اعظم سے جوانی میں تعلیم پائی اور مسند حدیث پر جلوہ افروز ہوئے۔[2]

آخر عمر میں درسِ حدیث بند کرکے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ بیت اللہ شریف کی مجاورت اختیار فرمائی اور حرم کعبہ میں مستقل طور پر معتکف ہوگئے، شب بیداری، گریہ زاری آپ کا محبوب مشغلہ بن گیا تھا۔ بدن پر دو کپڑوں کے سوا سامانِ دنیا نہیں رکھتے تھے۔ منجملہ فضائل ومناقب یہ بھی ہے کہ اصحابِ صحاح ستہ نے آپ سے تخریج فرمائی۔ آپ کے خوارق وعادات سے بڑی بڑی مستند کتابیں بھری پڑی ہیں آپ نے مکہ مکرمہ ہی میں محرم ۱۸۷ھ میں وصال فرمایا[3] امام عادل ۱۸۷ھ مادۂ تاریخ ہے

---

[1] رسالہ قشیریہ ص ۲۷ [2] کشف المحجوب ص ۱۲۳، ۳۴۰ [3] رسالہ قشیریہ ص ۲۵

حضرت ابراہیم بن ادہم: رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وفات ۱۶۲ھ روم

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادہم بن منصور علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے یگانہ عارف اور سید اقران گزرے ہیں[۱] آپ کی بیعت حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام سے تھی آپ نے بہت سے قدماء مشائخ کو دیکھا اور حضرت امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کی۔ بعد ازاں مسندِ درس وتدریس کو زینت بخشی آپ کے تلامذہ میں سے حضرت سفیان ثوری، حضرت شفیق بلخی، حضرت ابراہیم بشار، حضرت امام اوزاعی جیسے با کرامت محدثین وعباد وزہادِ امت پیدا ہوئے۔

آخری عمر میں درس وتدریس سے کنارہ کش ہوکر ہمہ تن عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے۔ آپ کے دستِ حق پرست پر ہزاروں غیر مسلم زمرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور سینکڑوں گنہگار مسلمان آپ کے ہاتھ پر تائب ہوکر مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے۔ مشہور ہے کہ آپ مجاہدین اسلام کے لشکر میں شامل جہاد کے لئے روم تشریف لے گئے اور بلادِ روم میں ۱۶۲ھ میں واصل بحق ہوئے[۲]

حضرت بشر بن الحارث الحافی (دم ۲۲۷): تلامیذ امامِ اعظم میں

اہلِ معاملت حضرت بشر بن الحارث الحافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں آپ مجاہدات وریاضت میں بھی بلند شان کے مالک تھے، اعمال واخلاص میں حد تام رکھتے تھے حضرتَ فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ کے خاص صحبت یافتہ لوگوں میں سے تھے اور اپنے ماموں حضرت علی بن حشرم رضی اللہ تعالیٰ

---

[۱] اولیاء رجال الحدیث ص: ۵۸ [۲] کشف المحجوب، ص ۲۲۳؛ تذکرۃ الاولیاء ص: ۱۰۳

عنہ کے مرید تھے علمِ اصول وفروغ میں یکتا و بیمثال تھے[۱] اصل وطن مرو تھا لیکن علوم وفنون کے حصول کے بعد مستقل طور پر بغداد میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں ۲۲۷ھ میں وفات پائی[۲]

حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم ازدی بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۹۴ھ

مایۂ زہد وتقویٰ حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقتدائے اہلِ اصحاب میں سے ہیں۔آپ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام اسرائیل بن یونس اور حضرت عباد بن کثیر سے روایت کی، مدت تک حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے اور ان سے طریقت کا علم حاصل کیا آپ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک ہزار سات سو اساتذہ کی شاگردی کی جب توکل کے میدان میں قدم رکھا تو اپنے تین سو گاؤں فقراء میں تقسیم کر دیے حتیٰ کہ بوقت وصال کفن کیلئے بھی کچھ نہ تھا آپ سے حضرت حاتم اصم، حضرت محمد بن ابان بلخی اور مرودیہ نے روایت کی کفار سے جہاد کرتے ہوئے مقام ختلان (ترکستان) میں ۱۹۴ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا ''نجم اہل دنیا'' ۱۹۴ھ آپکی تاریخ وفات ہے[۳]

حضرت امام اسد بن عمرو: رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸۸ھ یا ۱۹۰ھ)

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان چالیس اصحاب میں سے ہیں جو کتب اور قواعد فقہ کی تدوین مشغول رہے اور امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر اور حضرت داؤد طائی وغیرہ کی طرح اکابرین میں شمار ہوئے تیس سال تک امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کتابت کی خدمت انجام دیتے رہے۔امام ابویوسف کے وصال کے بعد ہارون رشید نے بغداد اور واسط

---

۱ رسالہ قشیریہ ص ۳۲ / ۲ کشف المحجوب ص: ۲۴۳، مناقب کردری ج ۲، ص ۲۴۳

۳ حدائق الحنفیہ ص ۱۳۲ رسالہ قشیریہ ص ۳۹

کا قاضی مقرر کیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کیا کچھ مدت بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ آ ئے آنکھوں سے معذور ہو جانے پر عہدۂ قضا کو چھوڑ دیا آپ سے امام احمد بن حنبل، محمد بن بکار، احمد بن منیع نے حدیث روایت کی ۱۸۸ھ یا ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے ا

حضرت امام وکیع بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۷ھ

امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو ان القابات سے متعارف کراتے ہیں، الا مام الحافظ الثبت محدث العراق احد الائمۃ الاعلام وکیع بن الجراح، اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ رُواۃ میں سے ہیں۔ فقہ وحدیث کے امام عابد، زاہد، اکابر تبع تابعین، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد کے شیخ، ابوسفیان کنیت تھی، امام اعظم سے فقہ میں درجۂ تخصص حاصل کیا، کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبل کو آپ کی شاگردی پر فخر تھا۔ جب ان سے روایت کرتے تو فرماتے، یہ حدیث مجھ سے ایسے شخص نے روایت کی ہے کہ تمہاری آنکھوں نے اس کا مثل نہ دیکھا ہوگا۔ ۲

آپ نے ۷۰ سال کی عمر پا کر ۱۹۷ھ میں وصال فرمایا۔ کعبہ اہل دین ۱۹۷ھ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حضرت امام نقد رجال یحییٰ بن سعید القطان رضی اللہ عنہ

حافظ ذہبی نے آپ کو الامام الاعلم کے لقب سے ذکر کیا ہے۔ ابوسعید کنیت تھی۔ حدیث کے امام، ثقہ، متقن اور قدوۃ المشائخ تھے، امام اعظم کے حدیث وفقہ کی مجلس کے رکن رکین تھے آپ سے امام احمد، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین وغیرہ نے روایت کی ہے آپ کے درس حدیث کا وقت

ا: الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۲۱ / ۲: مناقب موفق، انوار الباری، حدائق الحنفیہ۔ ص ۱۳۲

عصر سے مغرب تک ہوتا تھا نماز عصر کے بعد منارہ مسجد سے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے آپ کے سامنے امام احمد، ابن المدینی، شیخ اکبر امام بخاری، عمرو بن خالد اور یحییٰ بن معین کھڑے ہو کر حدیث کا درس لیتے، مغرب تک نہ وہ کسی سے بیٹھنے کیلئے فرماتے نہ ان کے رعب و عظمت کے سبب خود ان میں سے کسی کو بیٹھنے کی جرأت ہوتی۔

فن رجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ فن رجال پر سب سے پہلے انہوں نے لکھا پھر ان کے تلامذہ نے اور پھر ان کے تلامذہ امام بخاری و امام مسلم وغیرہ نے قلم اٹھایا۔ امام احمد کا قول ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان کا مثل نہیں دیکھا۔ رواۃ کی تنقید میں اس قدر کمال تھا کہ ائمہ حدیث کا قول ہے کہ جس کو یحییٰ القطان چھوڑ دیں گے اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے باوجود ان فضائل و کمال کے خود امام اعظم کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور اٹھتر ۷۸ برس کی عمر پا کر ۱۹۸ھ میں فوت ہوئے [۱]

حضرت امام ابوسعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حافظ الحدیث، فقیہ الفقہاء متدین، متورع اور ان اکابر اہل علم و فضل سے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث کو نمایاں طور پر جمع کیا۔ امام طحاوی کا قول ہے کہ وہ امام اعظم کے ان چالیس اصحاب میں سے ہیں جو تدوین فقہ میں ممد و معاون رہے اور تیس سال تک روزانہ قرآن مجید ختم کیا بغداد میں ایک مدت تک درس حدیث دیتے رہے آپ کے تلامذہ میں حضرت امام احمد بن حنبل ابن معین قتیبہ، حسن بن عرفہ، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ اکابر امت ہیں خلیفہ ہارون الرشید نے آپ

مناقب کردری، انوار الباری، حدائق حنفیہ ص ۱۳۴

کو مدینہ طیبہ کا قاضی مقرر کیا حضرت امام اسماعیل بن حماد بن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ یحییٰ بن زکریا حدیث میں ایسے تھے جیسے عطر میں بسی ہوئی دلہن۔[1]

آپ نے بعمر ۹۳ سال ۱۸۶ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت امام علی بن مسعر قریشی کوفی رضی اللہ عنہ وفات ۱۸۹ھ

مشہور صاحب درایت و روایت، جلیل القدر محدث وفقہ کے جامع اور شریک تدوین فقہ تھے۔ آپ سے ہی حضرت امام سفیان ثوری نے امام اعظم کا علم حاصل کیا اور ان کی کتابیں نقل کرائیں، مدت تک موصل کے قاضی رہے اصحابِ صحاح ستہ کے کبار شیوخ میں سے ہیں ۱۸۹ھ میں وفات پائی[2] حضرت امام محمد بن الشیبانی کا وصال اسی سال ہوا۔

حضرت امام حفص بن غیاث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۴ھ

مشہور و معروف عالم، محدث، ثقہ، فقیہ، زاہد، عابد، امامِ اعظم کے ممتاز فضلاء اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں تھے آپ امامِ اعظم سے مسانیدِ امام میں سے کثرت احادیث روایت کرتے ہیں امام اعظم نے جن اصحاب کو وجہ سرور اور دافع غم فرمایا تھا یہ بھی انہیں سے ہیں۔ امام اعظم سے فقہ میں بھی تخصص کا درجہ حاصل کیا آپ کے تلامذہ میں عمرو بن حفص امام احمد، ابن معین، علی بن المدینی، ابن معتق، یحییٰ القطان وغیرہ ہیں، ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کوفہ میں تیرہ سال اور بغداد میں دو سال تک دارالقضاء کے متولی رہے۔[3]

---

[1] انوار الباری س ۱۹۱ [2] حدائق الحنفیہ، جامع مسانید الامام الاعظم۔ ص ۵۰۸

[3] الحنفیہ انوار الباری، ص ۲۰۷

حضرت امام حسن بن زیادہ رضی اللہ وفات ۲۰۴ھ

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت ہی ذہین شاگردوں میں سے تھے علم فقہ میں انتہائی ماہر بلکہ مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بلند مرتبہ محدث بھی تھے قرأت کے ائمہ میں آپ کا نام بہت بلند ہے طبقات قاری میں لکھا ہے کہ ابن کثیر کی کتاب مختصر غریب الحدیث الکتب الستہ میں آپ کو ان علماء میں شمار کیا گیا ہے جو تیسری صدی کی ابتداء میں مجددین امت محمدیہ سے ہوئے ہیں ۔۱۹۴ھ میں جب قاضی حفص بن غیاث فوت ہوئے تو کوفہ کے قاضی مقرر کئے گئے جس سال حضرت حسن بن مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما واصل بحق ہوئے اسی سال یعنی ۲۰۴ھ میں آپ نے وفات پائی جلال علم (۲۰۴) مادہ ء تاریخ وفات ہے۔[1]

حضرت امام مسعر بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ

حافظ الحدیث، ثقہ، فاضل معتمد اور طبقہ کبار تا سے ہیں آپ نے امام ابوحنیفہ، عطاء اور قتادہ سے حدیث کو روایت کیا حضرت سفیان ثوری اور حضرت سفیان بن عینیہ جو مجتہد اور حدائق

۲: الفاوائد البہیہ فے تراجم الحنفیہ :ص ۲۶ ومناقب کردری، ج ۲، ص ۲۱۱

امام المحدثین ہیں آپ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں آپ کی علمی جلالت اور حفظ واتقاء پر سب کو اتفاق ہے اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی وفات ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ میں ہوئی آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے خدا کے درمیان امام اعظم کو وسیلہ بنالیا امید کرتا ہوں کہ وہ بے خوف ہوگیا اور اس کو اس احتیاط میں نقصان نہ ہوگا[2]

۱: الفوائد البہیہ فے تراجم الحنفیہ :ص ۲۶ ومناقب کردری، ج ۲ ص ۲۱۱

۲: حدائق الحنفیہ ص ۱۰۸

حضرت امام ابومحمد نوح بن درّاج النخعی رضی اللہ عنہ ۱۸۲ھ

محدّث ،فقیہِ زفرابن شیرمہ، ابن ابی لیلیٰ ،امام اعمش ،اور سعید بن منصور کے تلمیذ ہیں، تدوین فقہ حنفی کے شاہکار تھے، ابن ماجہ نے باب التفسیر کی آپ سے تخریج کی، کوفہ اور بغداد کے قاضی رہے فقہ میں امام اعظم سے درجہء تخصص حاصل کیا۔ جامع المسانید میں امام اعظم سے روایت کرتے ہیں آپ کا ۱۸۲ھ میں وصال ہوا ان تلامذہ کے علاوہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے ۲۷۷ نامور شاگرد ہیں جن کا ذکر کتب تذکرہ میں موجود ہے۔ اختصار کی پیش نظر ان اکابر ارشد تلامذہ کا تذکرہ قلمبند کیا ہے دعا کریں بارگاہ رب العزت میں جل وعلیٰ اور حبیب رب اکبر رسول اعظم واکرم ﷺ کے حضور قبولیت کا شرف پائے اور میرے لئے یہ تحریر توشہء آخرت ثابت ہو

طالب دعا: محمد منشاء تابش قصوری

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے توسل

یہ فطرت اسلامی ہی نہیں بلکہ جبلّت انسانی بھی ہے کہ انسان بمضمون مصداق من احب شیئا اکثر ذکرہ اپنے محبوب کا ذکر سننے اور سنانے سے کبھی سیر نہیں ہوتا بلکہ ذکرِ حبیب سے ہی کیف وسرور پاتا ہے اور پھر بھی تشنگی ہی رہتی ہے چنانچہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام شافعی سے کا یوں کرتے ہیں: ھو المسک ماکررته یتضوع: یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعلیٰ عنہ کا ذکرِ جمیل بار بار کرو کیونکہ وہ مشک اور کستوری کی خاصیت رکھتا ہے جس قدر اس کو بکھیرو گے اتنی ہی مہک زیادہ ہوتی جائے گی لہٰذا ذکرِ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ میرے لئے فرحت وانبساط کا باعث ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اپنی مجالس میں تلامذہ وحاضرین کے سامنے بڑے شوق واحترام سے فرمایا کرتے تھے، کبھی یوں رطب اللسان ہوتے من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لایتبحر فی الفقه[1] (جو حضرت سیدنا ابوحنیفہ کی تصانیف پر نظر نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کرسکتا جب کبھی آپ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کمالاتِ عالیہ کے اظہار کا ارادہ کرتے تو جذبات کے عالم میں پکار اٹھتے

من اراد ان یعرف الفقه فیلزم اباحنیفة واصحابه فان الناس کلھم عیال علیه فی الفقة[2] جو شخص فقہ میں معرفت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت ابوحنیفہ کی ذات سے استفادہ کرے۔ بیشک تمام فقہاء فقہ میں امام اعظم کے فرزند ہیں

---

[1] مناقب الامام الاعظم۔ الموفق، ج ۲ ص ٦٦ [2] مناقب موفق ج ۲ ص ۳۱

احمد بن الصلت ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں فرمایا کرتے تھے:

الناس عیال علیه فی الفقه و القیاس و الاستحسان

آپ کا یہ مقولہ بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے گہری عقیدت ومحبت کا مظہر ہے

کل من جاء بعد الامام الاعظم فهو مقتبس منه [۱]

مندرجہ بالا ملفوظات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کو حضرت سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بے پایاں عشق ومحبت تھا پھر محبت کا ماخذ ومنبع ہی دل ہوتا ہے اگر دل کا تعلق کسی چیز سے ہو جائے تو ارادہ اس تعلق کو قوی تر بنا دیتا ہے اور ایک دائمی کشش وجذب پیدا ہو جاتی ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ انہیں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے قلبی لگاؤ تھا اور محبت کا یہ جذبہ ہر وقت بیدار رہا آپ نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور مجد وشرف کا ان الفاظ میں اعتراف کیا:

''میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر روزانہ حاضر ہوتا ہوں۔ جب بھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو نفل پڑھ کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں اور وہاں خدا سے بتوسل ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، اپنی حاجت مانگتا ہوں تو میری حاجت پوری ہو جاتی ہے''

اسی روایت کو صدر الائمہ امام موفق بن احمد المکی المتوفی [۳] ۵۶۸ھ کتاب مناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ کے صفحہ ۱۹۹ جلد دوم میں مختلف اسناد سے بطریق امام ابوبکر خطیب

۱: مناقب موفق، ج ۲ ص ۱۶۶ الخیرات الاحسان ص ۱۰۳ ۲: مناقب موفق ج ۲ ص ۱۳۱ الخیرات الاحسان ص ۱۰۳،۱۷ ۳: مناقب موفق ج ۲ ص ۳۱

بغدادی بطریق تاج الاسلام امام صمعانی وغیرہ ہما سے بیان کرتے ہیں کہ علی بن میمون کہتے ہیں
''میں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ابوحنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں پھر ان کی قبر پر (بتوسل امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ) خدا سے دعا کرتا ہوں تو فی الفور میری حاجت پوری ہو جاتی ہے''

اسی روایت کو انہی کے الفاظ میں علامہ عزالدین بن جماعہ محدث نے بھی اپنی کتاب انس المحاضرہ میں ذکر کیا ہے

''ذکر اسفیری شارح بعض مجالس من احادیث البخاری نقل عزالدین بن جماعة فی کتاب انس المحاضرہ عن ابن میمون قال انی سمعت الشافعی یقول الٰی لا تبرک بابی حنیفة واجیء الیٰ قبرہ یونی زائر فاز عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الیٰ قبرہ وسالت اللہ تعالیٰ لحاجة عندہ فماتبعد عنی حتی تقضی [1]

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ الخیرات الاحسان [2] کے صفحہ ۲۳۰-۲۳۱ پر لکھتے ہیں

اعلم انہ لم یزل العلماء ذوالحاجات یزورون قبرہ (ای قبر ابی حنیفة) وتوسلون عنہ فی قضاء حوائجھم ویرون نجع ذلک منھم الامام الشافعی لما کان ببغداد فانہ جاء عنہ انہ قال انی لا تبرک بابی حنیفة واجیئ الیٰ قبرہ فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتیں وجئت الیٰ قبرہ وسئلت اللہ عندہ فتقضی سریعا وذکر بعض لمتکلمین علیٰ منھاج النووی ان الشافعی الصبح عند قبرہ فلم یقنت فقیل لہ لم قال تادبامع صاحب ھذاالقبر و ذکر ذلک غیرہ ایضا و زادانہ لم یجھر بابسملة والا شکال فی ذلک خلا فالمن ظن انہ یعرض

[1]: انوار الباری ج ا ص ۱۳۸ از سید احمد رضا بجنوری دیوبندی

[2]: باطل شکن ص: ۲۰، ۲۱ از مولانا جعفر پھلواری

السنة ما یر جع ترک فعلها لکنه الان اهم منها و لا شک ان الاعلام برفعه مقام العلماء امر مطلوب متا کد و انه عند الاحتیاج علی رغم انف حاسد و تعلیم جاهل افضل من مجرد فعل القنوت و الجهر بابسملة ۱؎ ۔

یعنی علماء اور دیگر حاجت مند آپ کی قبر کی مسلسل زیارت کرتے رہتے ہیں اور آپ کو وسیلہ بناتے ہیں اور اس میں کامیاب وکامران ہوتے رہتے ہیں، انھیں میں سے امام شافعی بھی ہیں جب آپ بغداد میں تھے تو آپ نے فرمایا میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے اور بعض متکلمین نے ذکر کیا کہ امام شافعی نے صبح کی نماز آپ کی قبر کے پاس پڑھی تو اس میں قنوت نہ پڑھی .. آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیوں؟ تو آپ نے فرمایا اس قبر والے کے ساتھ ادب کرتے ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے اس اضافہ کے ساتھ ذکر کیا کہ آپ نے بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی اور اس میں کچھ اشکال نہیں کیونکہ سنت کو بعض اوقات ایسے مواقع لاحق ہو جاتے ہیں کہ جس سے اس کا نہ کرنا راجح ہوتا ہے اور یہ مواقع اس سے اہم ہوتے ہیں اور یہ چیز شک سے بالاتر ہے کہ علماء کی رفعت شان کا ظاہر کرنا بہت ہی اہم مقصد ہے اور بالخصوص حاسدوں کو ذلیل کرنے اور جاہلوں کو تعلیم دینے کے وقت قنوت پڑھنے اور بسم اللہ جہر سے پڑھنے سے افضل ہے "۔

علامہ ابن حجر کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام شافعی کی طرح دیگر علماء کا بھی قدیماً اور حدیثاً امام ابوحنیفہ کی قبر انور کی زیارت بہ نیت تبرک وتوسل واتنفاع واستشفاع معمول رہا ہے حضرت

۱؎ مناقب موفق ص۱۹۹، الخیرات الحسان ص۱۷، ۱۰۳، انوار آفتاب صداقت، ج۲ ص۱۱۴، ۱۱۵، شفاء القلوب ص۸۰ تحفہ دستگیریہ (مولانا غلام دستگیر قصوری) ص۹

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عمل سے جہاں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہ غایت عقیدت کا اظہار ہوتا ہے وہاں مسئلہ استمداد و توسل کا بھی ثبوت مہیا ہو رہا ہے۔ یہ منکرین وسیلہ و استمداد اولیاء کے لیے لمحۂ فکریہ ہے انہیں چاہیے کہ اپنے غلط نظریات کے جال کو اتار پھینکیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہوں جس پر ائمہ مجتہدین عمل پیرا رہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور علم حدیث

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء قرآن وحدیث اور ائمہ اسلام کے ارشادات کی روشنی میں عظمت امام کی بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

اور سب میں اگلے پچھلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

امام ابوحنیفہ تابعین میں سے ہیں اس لیے "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ" کا مژدہ جانفزا ان کے لیے بھی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ فَارِسٍ [1]

اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو فارس کا ایک مرد اسے پا لے گا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں یہ صحیح اور قابل اعتماد اصل ہے جس میں امام ابوحنیفہ کی بشارت ہے، علامہ سیوطی کے شاگرد اور سیرت شامیہ کے مصنف حضرت شیخ محمد بن یوسف صالحی شافعی فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم کی طرف ہے کیونکہ اہلِ فارس میں سے کوئی بھی ان کے مبلغ علم کو نہیں پہنچ سکا [2]

---

[1] مسلم بن الحجاج القشیری، امام مسلم شریف عربی (نور محمد، کراچی) ج ۲ ص ۳۱۲

[2] ابن عابدین شامی ردالمحتار: ج ۱ ص ۴۹

امام اعظم کی خصوصیات: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد اوصاف میں دیگر ائمہ مجتہدین سے ممتاز ہیں۔

• آپ زمانہ صحابہ میں پیدا ہوئے جو بحکم حدیث خیر القرون میں سے ہے۔

• آپ نے متعدد صحابہ کرام کی زیارت کی، ان سے حدیثیں سنیں اور روایت بھی کیں۔

• تابعین کے دور میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا، مشہور محدث امام اعمش حج کے لئے روانہ ہوئے تو مسائل حج امام صاحب سے لکھوا کر ساتھ لے گئے، حالانکہ وہ حدیث میں امام صاحب کے اساتذہ میں سے ہیں۔

• جلیل قدر ائمہ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمرو بن دینار امام صاحب کے اساتذہ میں سے ہیں اس کے باوجود آپ سے روایت کرتے ہیں۔

• آپ نے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا، ائمہ اربعہ میں سے کسی اور کے اتنے اساتذہ نہیں۔

• خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ حضرت وکیع ابن الجراح کی مجلس میں کسی نے کہہ دیا، ابوحنیفہ نے خطا کی، انہوں نے فرمایا: ابوحنیفہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں جبکہ ان کی مجلس علمی میں ابو یوسف، زفر اور محمد ایسے ماہرین قیاس اور مجتہد موجود ہیں یحییٰ ابن ذکریا، حفص ابن غیاث، حبان اور مندل ایسے حافظ الحدیث اور حدیث کی معرفت رکھنے والے ہوں، حضرت عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں سے قاسم ابن معین ایسے لغت اور عربی زبان کے امام موجود ہیں، داؤد ابن نصیر طائی فضیل ابن عیاض ایسے پیکر زہد و تقویٰ ہیں، جہاں ایسے لوگ موجود ہوں وہ انہیں غلطی نہیں کرنے دیں گے اور اگر ان سے خطا سرزد ہو بھی جائے تو یہ حضرات انہیں حق کی طرف پھیر دیں گے۔

آپ فقہ کے پہلے مدوّن ہیں ، اس سے پہلے صحابہ کرام اور تابعین اپنی یادداشت پر اعتماد کرتے تھے، امام صاحب نے محسوس کیا کہ اگر مسائل اسی طرح بکھرے رہے تو علم کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے اس لیے آپ نے فقہ کو مختلف کتب اور ابواب پر مرتب کر دیا، امام مالک نے موطا کی ترتیب میں آپ ہی کی پیروی کی۔

آپ کا مذہب دنیا کے ان خطوں میں پہنچا جہاں دوسرے مذاہب نہیں پہنچے۔

آپ اپنے کاروبار کی آمدن سے گزر بسر کرتے تھے، اہل علم پر خرچ کرتے اور کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔

آپ کی عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ اور حج وعمرہ کی کثرت حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے[1]

اکابر اسلام کی تحسین اور ستائش

آپ کی تعریف وثنا کرنے والوں میں عالم اسلام کے وہ مسلّم امام ہیں جن کے مقابل مخالفین اور معترضین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کی ملاقات حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ حطیم کعبہ میں ہوئی انہوں نے معانقہ کیا اور خیریت دریافت کی، یہاں تک کہ خدام کی خیریت بھی دریافت کی، امام صاحب کے جانے کے بعد کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول! آپ انہیں پہچانتے ہیں؟

یہ ابوحنیفہ ہیں اور اپنے شہر (کوفہ) کے سب سے بڑے فقیہ ہیں[2]

یاد رہے کہ کوفہ اس دور میں عالم اسلام کا اہم ترین علمی مرکز تھا۔

---

[1] محمد بن یوسف صالحی شافعی :عقود الجمان مطبوعہ حیدرآباد دکن ص ۱۸۵،۱۸۹ /

[2] عبدالقدر قریشی الجواہر المضیہ ج۲ ص ۴۵۸

امام شافعی فرماتے ہیں:

کوئی شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کئے بغیر فقہ میں کمال حاصل نہیں کرسکتا۔[1]

کادح ابن زحمہ کا بیان ہے:

ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ اگر کسی کے پاس دو کپڑے ہوں ان میں سے ایک پاک اور ایک پلید ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ پاک کونسا ہے، اور نماز کا وقت آ جائے تو وہ کیا کرے؟ امام مالک نے فرمایا: غور وفکر کرے جس کے پاک ہونے کا غالب گمان ہو اسے استعمال کرے(کادح ابن زحمہ کہتے ہیں) میں نے انہیں بتایا کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ان کپڑوں میں سے ہر ایک کو پہن کر ایک ایک بار نماز ادا کرے، امام مالک نے اس شخص کو بلایا اور وہی مسئلہ بتایا جو امام ابوحنیفہ کا فتویٰ تھا۔[2]

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا اصل میدان اجتہاد اور استنباط مسائل تھا۔ حضرت ملا علی قاری نے خطیب خوارزمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تراسی ہزار (۸۳۰۰۰) مسائل بیان فرمائے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) مسائل عبادات سے اور باقی معاملات سے متعلق ہیں۔ اگر ابوحنیفہ نہ ہوتے تو لوگ گمراہی اور جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوتے۔[3]

اسی لیے آپ محدثانہ انداز میں حدیث پڑھانے اور اس کی روایت کی طرف متوجہ نہ ہو سکے، تاہم آپ حدیث کے عظیم ترین حافظ تھے، حافظ الحدیث اس عالم کو کہتے ہیں جسے ایک لاکھ حدیث متن اور سند سمیت یاد ہو اور سند کے ایک ایک راوی کے تمام حالات سے باخبر ہو۔

حضرت محمد ابن سماعہ فرماتے ہیں:

۱: حسین بن علی الصمیری اخبار ابی حنیفہ وصاحبیہ ص ۸۱ ۲: ص ۷۴

۳: عبدالقادر قرشی امام: الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۷۲

امام ابوحنیفہ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں پیش کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے[۱]۔ ائمہ حدیث کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں

یزید ابن ہارون فرماتے ہیں: ابوحنیفہ متقی، پرہیزگار، زاہد، عالم، زبان کے سچے اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ تھے، میں نے ان کے معاصرین بھی پائے انہوں نے یہی کہا کہ انہوں نے ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا[۲]۔ مشہور نقاد اور حافظ الحدیث یحیٰی ابن معین فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہ ثقہ ہیں، حدیث اور فقہ میں سچے ہیں اور اللہ کے دین کے امین ہیں [۳]

امیر المومنین فی الحدیث حضرت شعبہ نے آپ کے وصال پر دعائے خیر کے بعد فرمایا:

اہل کوفہ سے نور علم کی ضیاء چلی گئی اب یہ لوگ ان جیسا قیامت تک نہیں دیکھیں گے[۴]

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں:

ابوحنیفہ علم میں نیزے کی انی سے زیادہ تیز راہ پر چلتے تھے، خدا کی قسم! وہ علم کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے، حرام کاموں سے منع فرماتے اور اپنے شہر والوں کیلئے سرد چشمہ تھے، وہ صرف ان حدیثوں کا لینا جائز قرار دیتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے آخری فعل کی تلاش میں رہتے تھے اور علمائے کوفہ کی اکثریت کو جس راہ حق پر پاتے اسے اپنا لیتے اور اسے اپنا دین قرار دیتے تھے [۵]

قاضی القضاۃ امام ابویوسف فرماتے ہیں:

میں نے جس مسئلے میں بھی امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا تو غور کرنے پر ان کا مذہب ہی

[۱]: عبدالقادر قرشی امام: الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۷۴

---

[۲]: محمد بن یوسف صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۹۴ [۳]: محمد بن یوسف صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۹۴

[۴]: حسین بن علی الصمیری: اخبار ابی وصاحبیہ: ص [۵]: حسین بن علی الصمیری: اخبار ابی وصاحبیہ: ص ۷۔۲۶

آخر میں زیادہ نجات دینے والا معلوم ہوا بعض اوقات میں حدیث کی طرف رجحان اختیار کرتا تو وہ حدیث صحیح کے مجھ سے زیادہ واقف ہوتے۔[۱]

یہ بھی انہی کا بیان ہے کہ

ہم علم کے کسی باب میں امام ابوحنیفہ سے گفتگو کرتے جب امام کسی قول پر اپنا فیصلہ دے دیتے اور آپ کے تلامذہ اس پر متفق ہو جاتے یا امام صاحب فرماتے کہ ہمارا اس قول پر اتفاق ہے تو میں مشائخ کوفہ کے پاس اس توقع پر حاضر ہوتا کہ ان سے کوئی حدیث یا اثر صحابہ امام کے قول کی تائید میں حاصل کروں، چنانچہ کبھی مجھے دس حدیثیں مل جاتیں اور کبھی تین، میں وہ حدیثیں لاکر امام کی خدمت میں پیش کرتا تو وہ ان میں سے بعض کو قبول کر لیتے اور بعض رد کر دیتے اور فرماتے یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے حالانکہ وہ حدیث ان کے مذہب کے موافق ہوتی، میں عرض کرتا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہے تو امام صاحب فرماتے کوفہ کا تمام علم مجھے ہے۔[۲]

امام ترمذی جو حدیث میں امام بخاری و مسلم کے بھی استاد ہیں جرح و تعدیل میں امام اعظم کے قول کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ ترمذی شریف کی دوسری جلد، کتاب العلل میں ابو یحییٰ حمانی سے روایت کرتے ہیں میں نے ابوحنیفہ کو فرماتے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور عطاء ابن رباح سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں دیکھا۔[۳]

علامہ ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔

تطبیق احادیث: احادیث میں اگر بظاہر تعارض واقع ہو تو پہلا مرحلہ یہ ہے

---

[۱] محمد بن یوسفی صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۳۲۱ [۲] محمد بن یوسفی صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۳۲۱

[۳] عبدالاول جونپوری، مقدمہ مفید المفتی ص ۱۰۱

کہ ان میں تطبیق دی جائے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احادیث مختلفہ کی تطبیق میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔

سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت کسے حاصل ہوئی؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں، پہلے پہل ان میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں تطبیق دی کہ بڑوں میں حضرت صدیق اکبر، بچوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت زید ایمان لائے رضی الہ تعالیٰ عنہم [1] اسی طرح رکعات نماز میں کسی کو شک واقع ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہئے اس سلسلے میں تین مختلف روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں یوں تطبیق دی کہا گر کسی کو پہلی مرتبہ شک واقع ہوا تو اسے از سرِ نو نماز پڑھنی چاہئے اور اگر اسے شک واقع ہوتا رہتا ہے تو غور کرے جس طرف اس کا غالب گمان ہو اس پر عمل کرے اور اگر کسی طرف بھی غلبۂ ظن حاصل نہیں اور دونوں جانبیں برابر ہیں تو کم تعداد کو اختیار کرے [2] مثلاً تین اور چار میں تردد ہو تو تین رکعتیں قرار دے اور ایک رکعت مزید پڑھ لے۔

امام ابو حنیفہ اور محدثین: یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر با کمال پر حسد کیا گیا ہے اور دانستہ یا نادانستہ اس کی عظمت کو داغ دار کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ امام اعظم پر حسد نہ کیا جاتا امام صاحب نے اسی صورت حال کے پیش نظر فرمایا،

اِنْ یَّحْسُدُوْنِی فَاِنِّیْ غَیْرُلَائِمِہِمْ　　قَبْلِیْ مِنَ النَّاسِ اَھْلُ الْفَضْلِ قَدْحُسِدُوْ

فَدَامَ لِیْ وَلَھُمْ مَابِیْ وَمَا بِھِمْ وَ　　مَاتَ اَکْثَرُنَا غَیْظاً لِّمَا وَجَدُوْ [3]

---

[1] عبد الوہاب عبد اللطیف حاشیہ الصواعق المحرقہ (مطبوعہ مکتبہ قاہرہ مصر) ص ۷۶

[2] عبد العزیز پرہاروی: کوثر النبی (مکتبہ قاسمیہ ملتان) ج ۱ ص ۱۴۱ [3] عبد القادر قریشی الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۹۸

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو میں انہیں ملامت نہیں کرتا مجھ سے پہلے فضیلت والوں پر حسد کیا گیا ہے۔

میری خوبی اور حالت میرے ساتھ رہی اور انکی ان کے ساتھ اور ہم میں سے اکثر اپنے صدمے کے غصے میں مر گئے۔

ضابطہء جرح وتعدیل: مشہور یہ ہے کہ جرح، تعدیل پر مقدم ہے لیکن یہ مطلقاً صحیح نہیں ہے، امام حافظ تاج الدین سبکی، طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس شخصیت کی امامت وعدالت ثابت ہوا تو اس کی مدح اور تعریف کرنے والے زیادہ اور اس پر جرح کرنے والے کم ہوں اور مذہبی تعصب یا اس کے علاوہ دیگر قرائن بھی موجود ہوں جن کی بنا پر جرح کی گئی ہو تو ہم جرح کو قابل توجہ قرار نہیں دیں گے اور ہم اس شخص کی عدالت کو تسلیم کریں گے، کیونکہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں اور مطلقاً جرح کا مقدم ہونا تسلیم کرلیں تو کوئی امام بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا اس لئے کہ ہر امام پر کچھ نہ کچھ لوگوں نے طعن کیا ہے اور ہلاکت کی وادی میں جا گرے ہیں!ا

حدیث اور قیاس: بعض شوافع نے کہا کہ امام ابوحنیفہ قیاس پر عمل کرتے ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض محدثین ''قال بعض اہل الراء'' کے عنوان سے امام صاحب کا قول بیان کرتے ہیں:

یہ الزام حقیقت کے سراسر خلاف ہے، حضرت عبداللہ ابن المبارک فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ نے فرمایا:

ا: محمد بن یوسف صالحی عقود الجمان ص ۳۹۳

جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہم تک پہنچے تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ کرام سے مروی ہو (اور صحابہ ءکرام کا آپس میں اختلاف ہو) تو ہم ان میں سے کسی ایک کا قول اختیار کرتے ہیں ایسا نہیں ہوتا کہ ہم ان میں سے کسی کا قول بھی اختیار نہ کریں اور جب تابعین کا قول مروی ہو تو ہم ان سے اختلاف کرتے ہیں! ا

امام صاحب کی مجلس میں ایک شخص نے تعریض کرتے ہوئے کہا سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا، امام اعظم نے فرمایا:

تمہارا یہ کلام بے محل ہے ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کا حکم رد کرنے کے لئے قیاس کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا

أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيناً

کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے

اور ہم اس لئے قیاس کرتے ہیں کہ ایک مسئلے کو دلائل شرعیہ میں سے کسی دلیل، کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اجماع صحابہ کی طرف راجع کہیں، ہم اجتہاد کرتے ہیں اور اتباع خداوندی کے گرد گردش کرتے ہیں ہمارے قیاس کا اُس قیاس سے کیا تعلق؟ ۲

اس شخص نے برملا توبہ کی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو منور کرے جس طرح آپ نے میرا دل منور کیا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ احناف کے نزدیک سند کے لحاظ سے ضعیف حدیث قیاس پر مقدم ہے جب کہ امام شافعی حدیث ضعیف کی بعض قسموں پر قیاس کو مقدم قرار دیتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک حدیث مرسل جسے تابعی، صحابی کا ذکر کئے بغیر روایت کرے) حجت ہے جب کہ

ا: محمد بن یوسف صالحی عقود الجمان ص ۱۷۳ ۲: عبدالقادر القریشی الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۷۳

امام شافعی کے نزدیک حجت نہیں ہے امام ابوحنیفہ صحابی کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے صحابی نے وہ حدیث حضور اکرم ﷺ سے سنی ہو جب کہ امام شافعی صحابی کی تقلید نہیں کرتے، امام احمد بن حنبل کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے مذہب کی بنا حدیث پر ہے تحقیق اور تتبع سے پتا چلتا ہے کہ امام احمد کا اختلاف امام ابوحنیفہ سے اتنا نہیں جتنا امام شافعی سے ہے۔ ۱؎

حضرت نصر ابن محمد ابن یحییٰ فرماتے ہیں۔

میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا آپ کو امام ابوحنیفہ پر کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ قیاس کرتے ہیں، میں نے کہا کیا امام مالک قیاس نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں وہ قیاس کرتے ہیں لیکن ابوحنیفہ کا قیاس کتابوں میں محفوظ ہو گیا ہے، میں نے کہا امام مالک کا قیاس بھی کتابوں میں محفوظ ہے فرمایا: ابوحنیفہ ان سے زیادہ قیاس کرتے ہیں میں نے کہا آپ کو چاہیئے تھا کہ امام ابوحنیفہ پر ان کے حصہ کے مطابق کلام کرتے، تو امام احمد خاموش ہو گئے۔ ۲؎

علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کا طریقہ یہ تھا کہ اس حدیث کو ترجیح دیتے تھے جو قیاس کے موافق ہوتی تھی اور مخالف قیاس حدیث کو مرجوح قرار دیتے تھے، امام صاحب حدیث کو ترجیح دینے کے لیے عقلی دلیل بیان فرمادیتے تھے لیکن بعض حنفی علماء نے حدیث کے تلاش کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا اور صرف عقلی دلائل بیان کردیئے جس سے لوگوں میں یہ تأثر پیدا ہو گیا کہ اس مذہب کی بناء ہی رائے اور قیاس پر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیث کی

۱؎: عبدالعزیز پرہاروی   کوثر النبی ج ۱ ص ۵۴

۲؎: محمد بن یوسف صالحی   عقود الجمان ص ۱۷۳

معرفت اور اتباع سنت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔[1]

چند احادیث ملاحظہ ہوں جن پر امام ابوحنیفہ نے عمل نہیں کیا اور وجہ بھی ملاحظہ فرمائیں کیوں عمل نہیں کیا۔

حدیثِ مُصَرّاۃ: عرب میں تاجروں کی عام طور پر یہ عادت تھی کہ مادہ جانور کے فروخت کرنے سے پہلے ایک دو دن اس کا دودھ نہیں دوہتے تھے۔ خریدار تھنوں کو دودھ سے بھر ہوا دیکھ کر وہ جانور گراں قیمت پر خرید لیتا، گھر جا کر اس پر منکشف ہوتا کہ اس کے ساتھ کیا دھوکہ ہوا ہے ایسے جانور کو مصراۃ کہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مرسل ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص مُصَراۃ بکری خریدے اور گھر جا کر اس کا دودھ دوہے تو اگر اس کے دودھ پر راضی ہے تو اسے رکھ لے ورنہ وہ بکری اور اس کے ساتھ ایک صاع (ساڑھے چار سیر) کھجور واپس کر دے۔[2]

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ خریدار بکری واپس نہیں کر سکتا البتہ دودھ کی کمی کے سبب بکری کی قیمت میں جتنی کمی واقع ہو گی وہ بائع سے لے سکتا ہے، امام صاحب نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور عمل نہ کرنے کی وجوہ درج ذیل ہیں

ا۔ یہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہے، ارشاد ربانی ہے؛

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَااعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ٭

تم پر جتنی زیادتی کی گئی ہے تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو

خریدار نے بکری کا دودھ جو پیا ہے ضروری نہیں کہ ایک صاع کھجور کے برابر ہو کم بھی

---

[1] عبدالعزیز پرہاروی کوثر النبی ج ۱ ص ۵۴ [2] مسلم بن الحجاج القشیری، امام مسلم شریف (نور محمد کراچی) ج ۲ ص ۴

ہوسکتا ہے اور زیادہ بھی۔

۲۔ یہ حدیث معروف کے خلاف ہے، حضور ﷺ سے مروی ہے کہ: اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ خریدی ہوئی چیز کی پیداوار اور آمدن کا استحقاق اصل کی ضمانت کی بنا پر ہے ایک شخص نے غلام خرید کر اسے اجارہ پر دیا بعد میں اس کے عیب کا پتا چلا، اسنے یہ مسئلہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا حضور نے عیب کی بنا پر غلام واپس کر دیا، بائع نے عرض کیا حضور اس سے نفع بھی حاصل کیا ہے: فرمایا: الغلّة بالضمان: نفع ضمانت کی بنا پر ہے۔[۱] یعنی اگر غلام مرجاتا تو اس کی ذمہ داری میں مرتا۔

۳۔ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اگر کوئی شخص دوسرے کی کوئی چیز ضائع کردے تو اس پر اجماع ہے کہ اس کے بدلے میں ویسی ہی چیز دے یا قیمت ادا کرے۔

اس اجماع کے مطابق بکری واپس کرنے کی صورت میں خریدار پر لازم ہونا چاہیئے کہ جتنا دودھ پیا ہے اتنا دودھ واپس کردے یا اس کی قیمت، ایک صاع کھجوریں نہ تو دودھ کی مثل ہیں اور نہ اس کی قیمت۔

۴۔ یہ حدیث قیاس کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی کی کوئی چیز ضائع کردینے کی صورت میں قیاس یہ ہے کہ یا تو اس کی مثل ادا کی جائے یا ثمن یا قیمت، ایک صاع کھجور نہ ثمن ہے نہ قیمت اور نہ مثل [۱] ثمن وہ معاوضہ ہے جو بائع اور مشتری کے درمیان طے پائے اور قیمت وہ مالیت ہے جو بازار کے بھاؤ کے حساب سے ہو۔

۵۔ امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ بکری کی فروخت کے وقت جو دودھ موجود تھا وہ بائع کی ملکیت تھا جب بکری کی بیع منسوخ ہوئی تو اس دودھ

---

[۱] ابو جعفر محمد بن احمد الطحاوی: شرح معانی الآثار (ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) ج ۲ ص ۲۲۷

عبدالقادر القرشی الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۱۸۔۴۱۷

کی بیع بھی منسوخ ہوگئی اور چونکہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے اس لئے وہ دین کی دَین کے ساتھ بیع ہوا اور اس کے مقابل ایک صاع کھجور خریدار کے ذمہ پر آگئی وہ بھی دین ہے تو یہ دَین کے دَین کے ساتھ بیع ہوئی اور وہ بحکمِ شریعت ممنوع ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

اِنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نَھیٰ عَنْ الْکَالِی ءِ بِالْکَالِی ءِ [1]

حضور ﷺ نے دین کی دین سے بیع کرنے سے منع فرمایا

کُتّے کے جھوٹے برتن کا حکم: امام بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اسے سات مرتبہ دھوئے۔

امام ابو حنیفہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا، ان کے نزدیک تین مرتبہ دھونا ہی کافی ہے مذکورہ بالا حدیث پر عمل نہ کرنے کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں

۱۔ یہ حدیث مضطرب ہے کسی روایت میں ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھوئے، کسی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ دھوئے، کسی روایت میں آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونے کا حکم ہے ایک روایت میں دوسری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونے کا حکم ہے اس اضطراب کی بناء پر اس حدیث پر عمل نہیں کیا گیا۔

۲۔ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ جب راوی کو خود اپنی روایت کے خلاف عمل ہو تو اس کی روایت کو نہیں بلکہ اس کے عمل کو اپنایا جائے گا۔ کیونکہ جس راوی کی دیانت پر اعتماد ہو وہ جب

---

[1] ابو جعفر محمد بن احمد الطحاوی شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۲۲۷

ایک حدیث رسول ﷺ سے روایت کرتا ہے اور خود اس کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ حدیث اس راوی کے نزدیک منسوخ ہے یا اس کے معارض اس سے زیادہ قوی حدیث موجود ہے وغیر ذالک۔

شیخ تقی الدین ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کے نزدیک کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے گا[۱]

حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کوفی نے اپنی مصنف کے ایک حصہ کا نام کتاب الردّ علی ابی حنیفہ رکھا ہے اور اس میں وہ ایسی حدیثیں لائے ہیں جو بظاہر امام اعظم کے مذہب کے خلاف ہیں علامہ عبدالقادر قرشی متوفی ۷۷۵ھ اور علامہ قاسم ابن قطلو بغا نے اس کا تفصیلی رد لکھا، علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی (مصنف السیرۃ الشامیہ) نے عقود الجمان میں اجمالاً ردّ کیا، فقیہ اعظم مولانا محمد شریف سیالکوٹی نے ''تائید الامام باحادیث خیر الانام'' کے نام سے ان کا جواب لکھا صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرآدآبادی نے اس پر تقریظ لکھی وہ فرماتے ہیں:

حافظ ابن ابی شیبہ اگر آج ہوتے تو اس تحریر کی ضرور قدر کرتے اور اس کو اپنی مصنف کا جز بناتے یا کتاب الرّد کو اپنی مصنف سے خارج کرتے[۲]

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے فتاوٰی رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں میں فقہ حنفی کو ایسے دلائل و براہین سے بیان کیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں فتاوٰی رضویہ، فقہ حنفی کا وہ دائرہ المعارف ہے کہ کسی بھی مسئلے پر تفصیلی دلائل اس میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اب اس جدید دور کے تقاضہ کے مطابق ترجمہ و تخریج کے ساتھ رضا فاؤنڈیشن لاہور نے چھبیس ۲۶ ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔ امید ہے تیس جلدوں میں قدیم بارہ جلدیں سما جائیں گی:۔ (۲۰۰۴ء)

---

[۱] عبدالقادر القرشی الجواہر المضیہ ج ۲ ص ۴۱۷-۱۸ [۲] محمد شریف سیالکوٹی فقہ الفقیہ ص ۳۳۵

مشہور غیر مقلد عالم مولوی نذیر حسین دہلوی نے شافعیہ کی تقلید میں یہ فتویٰ دیا کہ سفر کی حالت میں بغیر عذر کے سفری نمازیں ایک نماز کے وقت میں پڑھی جا سکتی ہیں، امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں سوا سو صفحات کا ایک رسالہ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلواتین تحریر فرمایا اور اس میں حدیث کی روشنی میں مذہب حنفی کو بیان کیا اس رسالے میں حدیث سے متعلق محدثانہ ابحاث کو دیکھ کر بڑے بڑے محدث انگشت بدنداں رہ گئے۔

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ نماز تراویح میں سورۂ برأت کے علاوہ ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ شریف کا بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے ورنہ ختم مکمل نہ ہوگا، امام احمد رضا بریلوی نے اس موضوع پر ایک رسالہ قلمبند فرمایا، جس کا نام "وصاف الرجیح فی بسملۃ التراویح" اور تفصیلی دلائل سے ثابت کیا کہ فقہ حنفی کے مطابق سورۂ نمل کے علاوہ صرف ایک مرتبہ بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی جائے گی۔ یہ فتویٰ حرف آخر ثابت ہوا اور آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ تمام حفاظ کا اسی پر عمل ہے۔

روئے زمین پر جب تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے مطابق اس کا ثواب امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ملتا رہے گا اور رہتی دنیا تک فقہاء اور قانون دان حضرات امام اعظم سے کسب فیض کرتے رہیں گے۔

نوٹ: مولانا عبدالحکیم محمد شرف قادری مدظلہ کا یہ تحقیقی مقالہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۴ء کو جامعہ رضویہ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں پڑھا گیا (تابش قصوری)

بارگاہ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ

نگہبان شریعت حضرت نعمان بن ثابت
حدی خوانِ طریقت ، حضرت نعمان بن ثابت
سراجِ امت و مشکوٰۃ ملت ، مشعل قدرت
مہِ چرخ فقاہت ، حضرت نعمان بن ثابت
علَم بردارِ سنّت ، حُجّۃ اللہ ، آیہ ء رحمت
قطیعِ رفض و بدعت ، حضرت نعمان بن ثابت
تفقّہ میں بھی لافانی ، تدبر میں بھی لاثانی
امامِ اہلِ سُنّت ، حضرت نعمان بن ثابت
سراپا ورع و تقویٰ ، سَر بسر ایمان و حق گو
مجسم علم و حکمت ، حضرت نعمان بن ثابت
رسولِ دوسرا نے جن کی آمد کی بشارت دی
وہی آقائے نعمت ، حضرت نعمان بن ثابت
ہوئی تدوینِ علم شرع تائب جنکے ہاتھوں سے
وہ فرزندِ رسالت ، حضرت نعمان بن ثابت

امام اعظم ابوحنیفہ

خدا کا پیار ہمارا رہبر امامِ اعظم ابوحنیفہ
سپہر دین نبی کا اختر امامِ اعظم ابوحنیفہ

خدا کے بندوں پہ حصر کیا ہے نہ دیکھا چشم فلک نے ابتک
تمہارا ثانی تمہارا ہمسر امامِ اعظم ابوحنیفہ

قسم ہے دور قمر میں شہرہ تری فقاہت کا چارسو ہے
تری فضیلت کا ذکر گھر گھر امامِ اعظم ابوحنیفہ

امام مالک امام حنبل بخاری و شافعی مقرر
مثال انجم ہیں تو ہے خاور امامِ اعظم ابوحنیفہ

الٹ دیا تخت نجد جس نے جہاں میں آکر بروز روشن
وہ ہے حبیب شفیع محشر امامِ اعظم ابوحنیفہ

اشاروں سے مہر و ماہ دونوں بتارہے ہیں چمک چمک کر
ہے چرخ دین نبی کا محور امامِ اعظم ابوحنیفہ

تری بدولت ہوا منور رسول اکرم کا دین ایسا
ہے چشم خورشید دہر ششدر امامِ اعظم ابوحنیفہ

کلام حق کے سمجھنے والے حدیث قدسی کے نکتہ داں ہو
خدا کی رحمت مدام تم پر امامِ اعظم ابوحنیفہ

جلا کے کر دے گا خاک خواجہ ہر اک نجدی کے دل جگر کو
ترے فضائل سنا سنا کر امامِ اعظم ابوحنیفہ

بارگاہ امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امام اعظم ابوحنیفہ
ہمارے ملجا ہمارے ماوےٰ، امام اعظم ابوحنیفہ

زمانہ بھرنے زمانہ بھر میں بہت تجسس کیا ولیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا، امام اعظم ابوحنیفہ

سپہر علم و عمل کے سورج تمہی ہو سب ہیں تمہارے تارے
تمہی سے چمکا ہے جو بھی چمکا، امام اعظم ابوحنیفہ

تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
کہ پیشوایان دیں نے مانا، امام اعظم ابوحنیفہ

نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چمکا نصیب اُمت
سراج امت ملا جو تم سا، امام اعظم ابوحنیفہ

خدا نے تجھ کو وہ دی ہے رفعت کہ تیرا منسوب بھی ہے مرفوع
تری اضافت میں رفع پایا، امام اعظم ابوحنیفہ

ہوا اولی الامر سے ثابت کہ تیری طاعت اہم واجب
خدا نے تم کو کیا ہمارا، امام اعظم ابوحنیفہ

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر کسی کے جگر میں آرا، امام اعظم ابوحنیفہ

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین سارے ہوتے مشرک
بخاری و مسلم و ابن ماجہ، امام اعظم ابوحنیفہ

کہ جتنے فقہا، محدثین ہیں تمہارے خرمن کے خوشہ چیں ہیں
ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ، امام اعظم ابوحنیفہ

سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث وقرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ، امام اعظم ابوحنیفہ

خبر لے اے دستگیر امت ہے سالک بے خبر پہ شدت
وہ تیرا ہوکر پھرے بھٹکتا، امام اعظم ابوحنیفہ

رحمت الرّحمان اُردو شرح قصیدۃ النعمان

در شان سید انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف سراج الامت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

اردو شرح عارفِ طریقت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ (میروال)

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے وقت یہ قصیدہ مبارکہ امام ہمام امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے آقائے نامدار، سرورِ عالم و عالمیان، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا جو عربی زبان میں ۵۴ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں انتہائی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان، مقام محبوبیت، حیات النبی، معجزات باہرہ آپ کے افضل الخلق اور جامع الصفات ہونے کے ساتھ ساتھ ندائے یارسول اللہ، رضائے مصطفیٰ، وسیلہ مبارکہ، شفاعت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد محامد و فضائل نظم کرتے ہوئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً احناف کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی ہے۔

اس قصیدہ مبارکہ کے منظوم اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں برصغیر پاک و ہند کے ایک عالم اجل، فقیہ اَنجم، ادیب شہیر علامہ عصر حضرت علامہ مولانا محمد اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (میروال) نے اس کا اردو میں ترجمہ و شرح کرتے ہوئے حق ادا کر دیا ہے اور ہر ایک شعر کی تشریح و وضاحت قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کی ہے۔ یہ کتابی شکل میں قبل ازیں بھی چھپ چکی ہے لیکن اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اسے مع دیباچہ و مقدمہ کے الحسن کے اس خصوصی نمبر میں دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حمد باری تعالیٰ عزاسمہ

معراج ہے چشم حوصلہ کی | رؤیت ہے ہلال بسملہ کی!
دل شکر خدا کا معترف ہے | نالہ الحمد کا الف ہے
ہر موئے بدن اگر زباں ہو | ممکن نہیں حمد کا بیاں ہو

قاصر ہیں سب اصل مدعا سے
پوچھو یہ زبانِ مصطفیٰ سے

نعت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا نعت رسول کا ہو اثبات | چھوٹا سا ہے منہ بہت بڑی بات
شاہنشہ انبیا محمد | ہے عرش بریں پہ جس کی مسند
معراج ہے اوج باب عالی | قوسین خم رکاب عالی

غائب نہ وہ نور ہے نظر سے
صاد صلوت آنکھیں مانگے

امابعد

سرتاپا عیب، اپنے گناہوں سے شرمسار، خدا کی رحمت کا امیدوار محمد اعظم بن محمد یار ناظرین پاک خیال کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ان دنوں اتفاق وقت سے تذکرۂ معاذیہ جو حضرت معاذ بن جبل ﷺ کے یمن جانے اور خواب میں وفات سرور کائنات وفخر موجودات علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے دیکھنے اور بصد ولولہ واضطراب مدینہ منورہ میں پہنچنے اور ہر ایک صحابی سے مل

...ل کر آپ کی وفات کا حال پوچھنے اور کمالِ عشق ومحبت کے اظہار میں بزبان عربی تصنیف ہے عاجز کی ...ظر سے گزرا۔ اس کے آخر میں بطور خاتمہ قصیدہ متبرکہ تصنیف حضرت امام الائمہ سراج الامہ فخر الفقہاء و ...لمد ثین کمال معنی صورت مجسم رافت روئی امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ مرقوم ہے دیکھا گیا۔

یہ قصیدہ اس وقت کا جوش طبع ہے جبکہ آپ کو زیارت فیض زیادت روضہ ریاض جنت کی مدینہ ...لطہرہ زادہا اللہ شرفا میں ہوئی تھی۔ چونکہ آج تک ایسا قصیدہ حاوی صدہا نکات ومعانی گنج مخفی کی طرح ...اس خاص جگہ میں تھا خیال میں گزرا کہ اگر بنظر افادۂ عوام اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تو بہبودی دین و ...نیا ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا بھی ثواب اور خوشنودئ حق تعالیٰ ہے۔ اس خیال سے اس کو حتی الوسع بسط و ...تفصیل کے ساتھ تمام کیا بعونہ ومنہ تعالیٰ اور بعد اتمام کے بغرض اشاعت واستمزاج بخدمت فیض ...جت جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالاحد صاحب سلمہ (مالک مطبع مجتبائی واقع دہلی) بھیج دیا سوالحمد للہ ...کہ مولانا موصوف نے اول سے آخر تک ملاحظہ فرمایا اور بعض بعض مناسب مقامات پر اصلاح بھی ...رمائی اور ہر شعر کو خوش اسلوبی سے دو دو شعر ترجمہ کے ساتھ بھی مزین فرمایا، حق تعالیٰ قبول فرمائے۔

مؤلف

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک نعمان تھا اور کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم کیونکہ آپ

اس قصیدہ سے متعلق حضرت مولانا عبدالعلی آسی مدراسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ قصیدہ مجموعہ تذکرہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ...کے اخیر میں بطور خاتمہ کے چھپ گیا ہے اور نیز سلف صالح نے تاریخ میں اس قصیدۂ متبرکہ کا پتہ دیا ہے اور یہ قصیدہ ...اس وقت کے جوش طبع کا نتیجہ ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ میں روضہ مقدسہ حضرت رسالت پناہ روحی فدا ...ہ کی زیارت سراپا خیر وبرکت بمعاینہ چشم صوری وعین معنوی نصیب ہوئی۔ اس قصیدہ میں جا بجا نکات ودقائق وحقائق ...اسرار الٰہی کی طرف اشارہ ہے بلکہ تمام قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ ومحامد زاہرہ وفضائل قرآنیہ وشمائل ...حدیثیہ سے بھرا ہوا ہے کہ ایک ایک شعر اس کا دلدادگان شاہد رسالت وطالبان ذکر حضرت نبوت کے واسطے جوش و ...خروش پیدا کرنے والا ہے اور طالب کو مطلوب تک پہنچانے والا ہے۔ (صفحہ ۶۲۷، دبوس المقدلین)

اپنے وقت میں فقہ اور اجتہاد اور تتبع کتاب وسنت میں بہت درجہ رکھتے تھے۔ سرآمد فضلائے کاملین و علمائے تبحرین تھے، ان کے باپ کا نام ثابت تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ثابت کا باپ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ثابت ساتھ تھا۔ آپ نے دونوں کی اولاد کے واسطے خیر و برکت کی دعا کی۔ امام اعظم فارسی النسل اور ابنائے فارس سے تھے۔ بحکم مرویہ بخاری و مسلم ومتفقہ دیگر محدثین

لَوْ کَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ بِالثُّرَیَّا لَیَنَاوِلُہٗ رَجُلٌ مِنْ اٰلِ فَارِسَ

ترجمہ: اگر علم ثریا میں ہو تو اہلِ فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے (حاصل کرلیں گے) ایک روایت میں علم کی بجائے دین کا لفظ ہے۔

آپ مخزن علم وایمان تھے، ورع وتقویٰ زہد وریاضت میں قدم آگے تھا۔ اہل عرفان کے بڑے بڑے پیشوا مثل ابراہیم ادہم وفضیل بن عیاض وداؤد طائی وبشر حافی رحمۃ اللہ علیہم آپ سے مستفیض تھے۔ فقہائے محدثین میں سے عبداللہ بن مبارک وسفیان بن عیینہ وسفیان ثوری وعبدالرزاق وحماد بن زید ووکیع واعمش ومقری استاد بخاری وہشیم جیسے علمائے اعلام آپ کے شاگرد تھے۔

تعلیم دقائق کتاب وسنت ومعارف کیلئے من جملہ شیوخ اس فن کے آپ کو امام الانام زبدہ خاندان نبوی قدوۂ دودمان مرتضوی جناب امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے خاص نسبت تھی اور بیعت بھی انہیں سے تھی۔

مقامات علیہ کی سیر حضرت ابن رسول بحق ناطق امام ہمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کی چنانچہ امام محمد و ابی یوسف اور وکیع سے منقول ہے کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار پر بڑی ارادت سے جاتے تھے، عَتَبَہ (آستانہ) عالیہ کی خود جاروب کشی کرتے اور مجاوروں کو کچھ دیتے۔

حافظ قرآن تھے ہر ایک مسئلہ کیلئے بارہا تمام قرآن پر نظر کرتے، اجتہاد میں آپ کا پایہ عالی تھا۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ سے ان کا طریق اقتباس نہایت ادق اور احوط ہے۔ اس لئے بعض نافہموں نے جو ان دقائق کو نہیں پہنچے آپ کی شان والا میں بلباس تحکم واستعلا کچھ کچھ کہا ہے وَلَنِعْمَ مَا

بِـــاَحْــكَـــامٍ وَّ اٰثَـــارٍ وَّفِـقْـــهٍ | كَـاٰيَـاتِ الزَّبُوْرِ عَلَى الصَّحِيْفَهْ
فَـمَـا فِـي الْمَشْـرِقَيْـنِ لَـهٗ نَظِيْـرٌ | وَلَا بَـالْـمَـغْـرِبَيْـنِ وَلَا بِـكُـوْفَـهْ
يَبِيْـتُ مُشَـمِّـرًا سَهَـرًا لِلَّيَـالِ | وَصَـــامَ نَهَـــارَهٗ لِلّٰهِ خِيْــفَـــهْ

(تبیض الصحیفہ صفحہ ۲۸، مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن)

ترجمہ: مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے شہروں اور شہروں میں بسنے والوں کو زینت دے دی ہے۔ احکام شرعی، احادیث اور فقہ کے باعث جو آیات زبور کی طرح ورق پر مرقوم ہیں۔ پس نہ تو دونوں مشرقوں میں ان کی کوئی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ شہر کوفہ میں۔ وہ مستعد عبادت ہو کر راتوں میں بیدار رہتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے دن کو روزہ رکھتے ہیں۔

اعیان و اکابر اہل علم نے آپ نے مذہب کو ترجیح دی کما قال غیر واحد

حَسْبِيْ مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُهٗ | يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ رِضَى الرَّحْمٰنِ
دِيْـنَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰى | ثُـمَّ اعْتِـقَـادِيْ مَذْهَبَ النُّعْمَانِ

(تبیض الصحیفہ صفحہ ۳۱، مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن)

ترجمہ: قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے نیکیوں میں سے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے وہ میرے لئے کافی ہے اور وہ محمد ﷺ کا دین ہے جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں اور پھر مذہبِ نعمان کی صداقت پر میرا اعتقاد ہے۔

آپ مستغنی عن التوصیف ہیں آپ کے مناقب بے شمار اور اوصاف بیرون از حصار ہیں۔ ائمہ اعلام مقلدین و غیر مقلدین نے آپ کے مناقب و محامد میں بقدر ما تیسر تصنیفیں کی ہیں۔ اس کے دریافت کرنے کو کتب ذیل دیکھنی چاہئیں:۔

۱: خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان (علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

۲: تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ (حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

۳: شقائق النعمان (علامہ جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ)

۴: بستان فی مناقب النعمان (شیخ محی الدین عبدالقادر ابن الوفا حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

۵: کشف الاسرار (عبداللہ بن محمد حارثی)

۶: انتصار (یوسف بن فرغلی سبط ابن جوزی)

۷: تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان (ابن کاس)

۸: عقود الجمان فی مناقب النعمان (ابوعبداللہ بن محمد دمشقی)

۹: عقود الجمان فی مناقب النعمان (امام ابوجعفر طحاوی)

۱۰: اکمال فی اسماءِ الرجال (صاحبِ مشکوٰۃ)

۱۱: طبقات (ملا علی قاری)

۱۲: مجلّہ (مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس)

۱۳: کشف المحجوب (علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴: تذکرۃ الاولیاء (شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

۱۵: نافع الکبیر لمن یطالع جامع الصغیر (مولانا عبدالحی فاضل لکھنوی)

۱۶: جلب المنفعت (نواب صدیق حسن خاں)

۱۷: سیرت النعمان (علامہ شبلی نعمانی پروفیسر علی گڑھ کالج)

۱۸: تنویر الحاسہ فی مناقب الائمۃ الثلاثۃ (مولوی محمد حسن)

۱۹: روح الایمان فی مناقب النعمان ۲۰: امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی

ان کے سوا صدہا کتابیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ہیں اور لاکھوں اہل کشف کے اقوال شاہد ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی متاخرین سے اور بہت سے متقدمین سے منقول ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا -- يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ - لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

مقدمہ

چونکہ قصیدے کا آغاز ''یا'' سے ہے جو حرف ندا ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ حیات انبیاء اور جوازِ ندا کا ثبوت اول دیا جائے تاکہ ظنونِ فاسدہ اور شکوک جہلاء اول دل سے دور ہو جائیں اور ملال و کدورت نہ رہے۔ واضح ہو کہ پایہ ثبوت شرعیہ تین ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) عمل اُمت یا اجماع۔ جب ان سے کوئی امر ثابت نہ ہو تو پھر ایک چوتھے کی حاجت پڑتی ہے جسے قیاس کہتے ہیں۔

قرآن

۱: اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ ''شہید[۲] زندہ ہیں'' اور پیغمبر اُن سے افضل[۳] ہیں۔

---

[۱] بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ وَ يَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا وَ اِنْ سَاَلَنِىْ لَاُعْطِيَنَّهٗ خلاصہ: میرا بندہ کثرت نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور دیتا ہوں۔

جائے غور و تامل ہے کہ صفات محدودہ بشریہ کے زائل ہونے سے صفات غیر محدودہ حقیہ حاصل ہوتی ہیں جیسے دور دراز سے سننا، دیکھنا، یا بنانا یا پہنچانا وغیرہ۔ تو جب بالجملہ علائق دنیوی سے پاک ہو کر بالکل الی اللہ و فی اللہ و باللہ ہو جائے کیونکر صفات حقیہ سے متصف نہ ہوگا۔ فافہم۔

[۲] وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲، ع ۳) ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پ ۴، ع ۴) (ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں)۔

[۳] کیونکہ وہ کامل الشہادت ہیں۔

۲: یہ بھی فرمایا ہے کہ ایمان والوں کا مرنا جینا۲ برابر ہے اور پیغمبر ان سے افضل ہیں۔۳

۳: یہ رسول۴ تمہارا گواہ ہے جس روز کہ پیغمبر اپنی اپنی امت پر گواہی دینے کو حاضر ہوں گے اور تو اس (اپنی) امت پر گواہی دینے کو بلایا جائے گا'' اگر وہ زندہ نہیں اور ہمارے حال سے مطلع نہیں تو کیا گواہی دیں گے؟

۱: اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ (پ۲۵، ع۱۸) (کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کا مرنا اور جینا برابر ہے) نافع مدنی، ابن کثیر، ابوعمر بصری، ابن عمر شامی، سلیمان، اعمش ائمہ قرأت کے نزدیک سواءً کے آخر تنوین میں ضمہ ہے۔ اس کے مطابق ترجمہ یہی ہے جو درج ہوا۔

۲: کیونکہ یہ کامل الایمان ہیں۔

۳: تفسیر عباسی میں لکھا ہے کہ محی المومنین وممات المومنین سواء بسوا یعنی ایمان والوں کا مرنا اور جینا برابر برابر ہے۔

۴: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در جامع البرکات نوشتہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال واعمال امتان مطلع است و بر مقربان و خاصان خود ممد ومفیض وحاضر و ناضر۔ ترجمہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جامع البرکات'' میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حالات واعمال سے آگاہ ہیں اور اپنے مقربوں اور خاصوں کیلئے مدد وفیض رساں اور حاضر وناظر ہیں۔ وشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی در تفسیر خود تحت قول اللہ تعالی وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا (پ۲، ع۱) وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی ماندہ است کدام است بس اوی شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا واخلاص شما ونفاق شمارا۔ انتہی (ترجمہ: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا کے ذیل میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے درجے اور رتبے سے آگاہ ہیں کہ وہ دین کے کس مرتبے پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کون سا حجاب ہے جس سے وہ ترقی سے رک گیا ہے پس آپ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے اخلاص ونفاق سے بھی واقف ہیں) وملا علی قاری در شرح شفا از ابن دینار تابعی کی روایت کردہ است کہ روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام یعنی روح مبارک آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔ الدر المعظم

احادیث

۱:مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوْسٰى فَاِذَا هُوَ فِيْهِ قَائِمٌ يُصَلِّيْ (اخرجه مسلم بن انس ۱۲) معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں (انباء الاذکیا للسیوطی)

۲: آپ نے فرمایا دنوں میں اچھا دن جمعہ ہے اس روز بہت درود پڑھا کرو کیونکہ جو مجھ پر درود بھیجے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی مٹی میں کچھ رہ نہیں جاتا، آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ اللہ نے پیغمبروں کے جسم مٹی پر حرام کئے ہیں ان کو نہیں کھاتی - اخرجہ ابو داؤد والبیہقی عن اوس الثقفی ---(مشکوٰۃ باب الجمعی)

۳:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (اخرجه ابو يعلى و البيهقي عن انس) پیغمبر زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (انباء الاذکیا للسیوطی)

۴:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ وَلٰكِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ (اخرجه البيهقي عن انس) پیغمبر زندہ ہے چالیس روز کے بعد پھر قبروں میں مکلّف کئے جاتے ہیں۔ قیامت تک اللہ کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۵۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةً فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَةِ وَ ثَلٰثِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ وَكَّلَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُ عَلَيَّ فِيْ قَبْرِيْ كَمَا يُدْخَلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِيْ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ بِاسْمِهٖ وَ نَسَبِهٖ فَاُثْبِتُهٗ عِنْدِيْ فِيْ صَحِيْفَةٍ بَيْضَاءَ (بيهقي)اِنَّ عِلْمِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَعِلْمِيْ فِي الْحَيَاةِ (اخرجه البيهقي والاصبهاني في الترغيب، (انباه الاذكياء للسيوطي)

جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کوئی مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجت پوری کر دیتا ہے، ستر آخرت میں تیس دنیا میں پھر اللہ ایک فرشتہ اس پر موکل (مقرر) کرتا ہے کہ وہ مجھے اس طرح پر درود

پہنچاتا ہے جیسے کوئی کسی کے پاس ہدیہ لے جاتا ہے (وہ مجھے درود پڑھنے والے کے نام ونسب کی بھی خبر دیتا ہے کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَآلِکَ وَسَلَّمَ یہ درود فلاں بن فلاں کا ہے۔ میں اس کو اپنے ایک نورانی دفتر میں لکھ لیتا ہوں (۱۲ بیہقی) میری جان پہچان بعد موت بھی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ اب ہے۔

۶: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَ مَنْ صَلّٰی غَائِبًا بُلِّغْتُہٗ (اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان والاصبہانی فی الترغیب عن ابی ہریرۃ) جو شخص میری قبر کے پاس آ کر درود پڑھے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۷: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ فَمَا مِنْ اَحَدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَّغَنِیْہَا (اخرجہ البخاری فی تاریخہٖ) اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام جہان کی باتیں سنائی دینے کا رتبہ عطا کیا ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا رہتا ہے جہاں کہیں کوئی مجھ پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچا دیتا ہے۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۸: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی عن انس) اللہ کے کئی فرشتے سیاح ہیں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری اُمت کا سلام پہنچا دیتے ہیں۔

۹: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتَ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَ مَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَا حَالُہُمَا عِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَہْلِ مَحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُہُمْ وَ تُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ غَیْرِہِمْ عَرْضًا (دلائل الخیرات)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا گیا کہ فرمایئے جو لوگ دور سے آپ کو مخاطب کر کے درود پڑھیں یا بعد آپ کے تو ان کا درود وسلام کیونکر آپ کو معلوم ہوگا۔ فرمایا میں اپنی محبت اور عشق والوں کا درود تو خود سن لوں گا اور انہیں پہچان لوں گا اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کر دیا جائے گا۔

۱۰: عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَدْخُلُ بَیْتِیَ الَّذِیْ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ

وَاضِعٌ ثَوْبِیْ وَ اَقُوْلُ اِنَّمَا ھُوَ زَوْجِیْ وَ اَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَھُمْ فَوَاللہِ مَا دَخَلْتُہٗ اِلَّا وَ اَنَا مَشْدُوْدَۃٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً مِنْ عُمَرَ (رواہ الامام احمد فی مسندہ)

میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول خدا ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدفون ہیں کھلے کپڑوں جایا کرتی اور دل میں کہتی کہ کچھ حرج نہیں۔ آنحضرت ﷺ تو میرے شوہر ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے باپ مگر جب عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو پھر عمر رضی اللہ عنہ سے شرم کی وجہ سے میں اس کمرے میں اس حالت میں داخل ہوتی ہوں کہ پردے کے کپڑے مجھ پر بندھے ہوتے ہیں۔

اجماع یا عمل امت: باتفاق اہل سنت و جماعت ابوبکر رضی اللہ عنہ اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ وَ اَعْلَمُھُمْ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ[۱] ہیں بعد وفات سرور کائنات ﷺ ان کا یہ مرثیہ ہے۔

وَدَّعَنَا الْوَحْیُ اِذَا وَلَّیْتَ عَنَّا	فَوَدَّعَنَا مِنَ اللہِ الْکَلَامُ
سِوٰی مَا قَدْ تَرَکْتَ لَنَا رَھِیْنًا	تَضَمَّنَہُ الْقَرَاطِیْسُ الْکِرَامُ

ترجمہ: جب آپ نے ہم سے منہ پھیرلیا (یعنی وفات پائی) تو وحی الٰہی اور اللہ کے کلام نے بھی الوداع کہہ دیا سوائے اس کلام کے جسے آپ نے ہمارے لئے کاغذوں میں بند چھوڑا ہے۔

(حضرت) عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ لَقَدْ کَانَ لَکَ جِذْعٌ تَخْطُبُ النَّاسَ عَلَیْہِ فَلَمَّا کَثُرَ النَّاسُ اِتَّخَذْتَ مِنْبَرًا لِتُسْمِعَھُمْ فَحَنَّ الْجِذْعُ --- الخ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ایک ستون سے تکیہ لگا کر خطاب کیا کرتے تھے جب لوگ زیادہ ہوئے تو آپ نے منبر بنوالیا تا کہ لوگوں کو اپنا کلام سنا سکیں تو وہ ستون رو دیا (السیرۃ النبویہ۔ مفتی مکہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ)۔

---

[۱] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور قرآن و سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

(حضرت) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ | فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَلْیَمُتْ | فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

ترجمہ: آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔ پس آپ کی وجہ سے (یا آپ کے غم میں) آنکھ اندھی ہوگئی (عمی کی یا کو ساکن کرنا خلاف قیاس ہے) آپ کے بعد جو شخص چاہے مرے (یعنی جو مرتا ہے مرتا رہے) مجھے تو صرف آپ کی وفات کا ڈر تھا (السیرۃ النبویہ، مفتی مکہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ)

وَلَهُ اَیْضًا

رَسُوْلَ اللّٰہِ ضَاقَ بِنَا الْفَضَاءُ | وَجَلَّ الْخَطْبُ وَ انْقَطَعَ الْاِخَاءُ
فَجَاهُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَاهٌ | رَفِیْعٌ مَا لِرَفْعَتِهٖ انْتِهَاءُ
رَجَوْتُکَ یَا ابْنَ اٰمِنَةٍ لِاَنِّیْ | مُحِبٌّ وَ الْمُحِبُّ لَهٗ الرَّجَاءُ

ترجمہ: اے اللہ کے رسول (آپ کی وفات سے) وسیع زمین میرے لئے تنگ ہوگئی اور مصیبت بہت بڑھ گئی اور دوستی منقطع ہوگئی۔ اے اللہ کے رسول آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے اس کی بلندی کی کوئی انتہا نہیں۔ اے آمنہ کے فرزند میں آپ سے امید رکھتا ہوں کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے اور محب کو اپنے محبوب سے امید ہوا کرتی ہے۔

(حضرت) صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْتَ رَجَاءَنَا | وَ کُنْتَ بِنَا بَرًّا وَّلَمْ تَکُ جَافِیًا
وَ کُنْتَ رَحِیْمًا هَادِیًا وَّمُعَلِّمًا | لِیَبْکِ عَلَیْکَ الْیَوْمَ مَنْ کَانَ بَاکِیًا
لَعَمْرُکَ مَا اَبْکِی النَّبِیَّ لِفَقْدِهٖ | وَلٰکِنْ لِمَا اَخْشٰی مِنَ الْهَرَجِ اٰتِیًا
کَاَنَّ عَلٰی قَلْبِیْ لِذِکْرِ مُحَمَّدٍ | وَمَا خِفْتُهٗ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ لَکَاوِیًا
اَفَاطِمَ صَلّٰی اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ | عَلٰی جَدَثٍ اَمْسٰی بِیَثْرِبَ ثَاوِیًا

فِدًی لِرَسُوْلِ اللہِ اُمِّیْ وَ خَالَتِیْ | وَ عَمِّیْ وَ اٰبَائِیْ وَ نَفْسِیْ وَمَالِیَا
فَلَوْ اَنَّ رَبَّ النَّاسِ اَبْقٰی مُحَمَّدًا | سُرِرْنَا وَ لٰکِنْ اَمْرُہٗ کَانَ مَاضِیَا
عَلَیْکَ مِنَ اللہِ السَّلَام تَحِیَّۃٌ | وَ اُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِنَ الْعَدْنِ رَاضِیَا

(طبقات ابنِ سعد، جلد دوم، صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول آپ ہماری امید تھے اور آپ ہمارے محسن تھے، جفا کار نہ تھے۔ آپ بڑے مہربان بھی تھے اور ہادی اور معلم بھی۔ ہر رونے والے کو آج آپ پر رونا چاہئے۔ اے مخاطب تیری زندگی کی قسم میں نبی اکرم ﷺ کے گم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے بعد آنے والے فتنہ و آشوب کے ڈر سے رو رہی ہوں۔ گویا آنحضرت کی یاد اور آپ کے بعد آنے والے واقعات کے ڈر سے میرے دل پر داغ دینے کے گرم لوہے رکھے ہوئے ہیں۔ اے فاطمہ اللہ تعالیٰ جو محمد ﷺ کا رب ہے اپنی رحمت نازل فرمائے اس قبر پر جو یثرب (مدینہ منورہ) میں موجود ہے۔ رسولِ خدا پر میری ماں، خالہ، چچا اور آباؤ اجداد اور خود میری ذات اور میرا مال فدا ہو جائے۔ اگر لوگوں کا پروردگار ہم میں آنحضرت کو باقی رہنے دیتا تو ہم خوش ہوتے لیکن اس کا حکم جاری ہو کر رہتا ہے۔ آپ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ راضی خوشی جنتِ عدن میں داخل ہوں۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جب مزار پر انوار پر آتی تھیں تو اپنے شوق و اضطراب کو بیان کرتی تھیں کہ!

اَذَا اشْتَدَّ شَوْقِیْ زُرْتُ قَبْرَکَ بَاکِیًا | اَنُوْحُ وَ اَشْکُوْ مَا اَرَاکَ مُجَاوِبٖ
اَیَا سَاکِنَ الْغَبْرَاءِ عَلَّمْتَنِی الْبُکَا | وَ ذِکْرُکَ اَنْسَانِیْ جَمِیْعَ الْمَصَائِبٖ
فَاِنْ کُنْتَ عَنِّیْ فِی التُّرَابِ مُغَیَّبًا | فَمَا کُنْتَ عَنْ قَلْبِ الْحَزِیْنِ بِغَائِبٖ

(مدارج النبوت، وصل دفن آنحضرت ﷺ صفحہ ۵۷)

ترجمہ: جب میرا شوق بڑھ جاتا ہے تو آپ کی قبر کی روتے ہوئے زیارت کرتی ہوں اور نوحہ کرتی ہوں شکایت کرتی ہوں مگر دیکھتی ہوں کہ آپ جواب نہیں دیتے (نحوی ترکیب کے لحاظ سے مجاوب منصوب

ہونا چاہئے لیکن آخری دو شعروں میں حرف روی مکسور ہے) اے زمین میں سکونت رکھنے والے تو نے مجھے رونا سکھا دیا اور تیری یاد نے میری تمام مصیبتیں بھلا دیں۔ اگر آپ مجھ سے قبر میں غائب ہیں (تو کیا ہوا) آپ میرے غمزدہ دل سے غائب نہیں۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما

یــا مُــصــطــفــی یَــا مُــجْــتَــبَــی	اِرْحَــمْ عَــلَــی عِــصْــیَــانَــنَــا

ترجمہ: اے مصطفیٰ اور اے مجتبیٰ (صلی اللہ علیک) ہماری نافرمانی پر رحم فرمائیے۔

کتب سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ جب قاتلانِ امام ﷺ آپ کی شہادت کے بعد پسماندگان اہلِ بیت نبوت کو دمشق کی طرف اسیر کر کے چلے تو جناب زینب بن فاطمہ رضی اللہ عنہما نے ان بیتوں سے حضور اقدس نبی کریم ﷺ میں استغاثہ کیا۔

یــا جــد مــن هــولــی یــتــامــی و اخــوتــی	بــالــذل قــد ســلــبــوا الــقــنــاع و جــرّدوا
یــاجــد مــن ثــكــلــی و طــول مــصــیــبــتــی	لــمــــاعــیــنـــــه اقــوم و اقــعــد
یــا جــد لــو ابــصــرتــنــی و رایــتــنــی	یــاجــد نــا نــحــر الــحــســیــن و مــورد
یــا خــالــقــی انــت الــرقــیــب عــلــیــهــم	فــی فــعــلــه ظــلــمــا و انــت الــشــاهــد
یــا والــدی الــمــشــفــق عــلــی الــمــرتــضــی	مــال الــعــبــد و بــنــا قــد مــهــد
یــا امــی الــزهــراء قــومــی وعــددی	و جــمــیــع امــلاک الــســمــاء تــشــهــد
هــذا حــبــیــبــک بــالــحــدیــد مــقــطــع	و مــخــضــب بــدمــائــه مــتــشــهــد
و الــطــیــبــون بــنــورک قــتــلــی حــولــه	فــوق الــصــعــیــد مــفــرج و مــجــرد
هــذا مــصــائــب مــا اصــلــیــب بــمــثــلــه	بــشــر مــن الــمــخــلــوق الاواحــد

(مذکورہ بالا اشعار میں بہت سی اغلاط ہیں ان کی اصل نہیں مل سکی اس لئے ان کا ترجمہ اور تصحیح نہیں ہو سکی)

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو روضۂ مطہرہ پر دست بستہ کھڑے ہو کر التماس کیا۔

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُہَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ
وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَدَیْکَ لِکَیْ یَحْظُوْ بِھَا شَفَتِیْ

ترجمہ: دوری کی حالت میں تو میں اپنی روح کو جو میری قائم مقام ہے بھیجا کرتا تھا تا کہ آپ کی زمین کو بوسہ دے۔ اب نوبت جسموں کی حاضری کی ہے جو حاضر ہو گئے۔ اپنے دست مبارک دراز کیجئے تا کہ میرا ہونٹ ان کو چومنے سے بہرہ ور ہو۔

رسول خدا ﷺ نے دست مبارک نکالے اور مصافحہ کیا اور بھی جناب قدسی مآب نے رفع اشتباہ مشتبہین کیلئے دور سے حضرت کریم میں گذارش کی ہے۔

یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ خُذْ بِیَدِیْ
مَا لِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ
غَیْرُ عَزْوَاکَ لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ
لِلْعَلِیْلِ الذَّلِیْلِ مُعْتَمَدِیْ
اِعْتِصَامِیْ بِسُوْیْ جَنَابِکَ لِیْ
لَیْسَ یَا سَیِّدِیْ اِلَی الْاَحَدِ

ترجمہ: اے خدا کے حبیب میری دستگیری فرمایئے کیونکہ میری عاجزی اور درماندگی کیلئے آپ کے سوا اور

۱؎ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے، مذکورہ اشعار بھی ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بعض کتابوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت موجود تھے اور یہ واقعہ نوے ہزار کے مجمع میں پیش آیا۔ (فضائل حج صفحہ ۱۳۰)

کوئی نہیں جس پر میرا اعتماد ہو۔ دونوں جہانوں میں آپ کی دست آویز کے سوا اس علیل و ذلیل کیلئے کوئی نہیں جس پر میں بھروسہ کر سکوں، اے میرے آقا آپ کی جناب کے سوا کوئی ایسا نہیں جسکی پناہ لوں

وَمِنْهُ اَيْضًا

يَـــا رَسُــوْلَ اللهِ اِسْــمَــعْ قَــالَـنَــا | يَــا حَبِيْــبَ اللهِ اُنْــظُــرْ حَــالَـنَــا
اِنَّـنِــیْ فِــیْ بَــحْــرِ غَــمٍّ مُغْــرَقٌ | خُــذْيَــدِیْ سَهِّــلْ لَنَــا اَشْكَــالَـنَــا

نوٹ: یہ دونوں اشعار مولانا عبدالعلی آسی مدراسی رحمۃ اللہ علیہ نے دبوس المقلدین کے خاتمہ میں قدسی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ہماری بات سنئے اور اے اللہ کے حبیب ہمارے حال کو ملاحظہ فرمایئے، میں غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں، میری دستگیری کیجئے اور ہماری مشکلات کو آسان کیجئے۔ اِسْمَعْ اور اُنْظُرْ میں ہمزہ وصلی ہے اسے درجِ کلام بطور ہمزہ قطعی استعمال کرنا صحیح نہیں۔

شیخ امام بوصیری قدس سرہ

يَــا اَكْــرَمَ الْــخَــلْــقِ مَــالِــیْ مَنْ اَلُوْذُ بِــهٖ
سِــوَاكَ عِــنْــدَ حُــلُــوْلِ الْــحَــادِثِ الْعَــمَــمِ

ترجمہ: اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ کسی بڑے حادثہ کے نازل ہونے کے وقت میں اس کی پناہ لوں۔

اسی طرح کسی کو اہلِ علم و اعتقاد سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور سمع میں اختلاف نہیں اور جاہلوں کا مرض لاعلاج ہے۔ فرد

دانا کیلئے کافی ہے اک لفظ نصیحت
نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

آغاز قصیدہ مبارکہ بجناب رسالت مآب ﷺ

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا | اَرْجُوْا رِضَاکَ وَ اَحْتَمِیْ بِحِمَاکَا

معنے بیت: اے سیدوں کے سید، پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے آپ ہی کے حضور آیا ہوں، آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اے پیشوائے دو سرا در پر ہوں تیرے آ پڑا
چشم کرم بہر خدا چشم کرم بہر خدا
تیری عنایت چاہئے، تیری حمایت چاہئے
مطلوب ہے تیری طلب، محبوب ہے تیری رضا

سید السادات

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سید السادات ہونے میں کسی کو کلام نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے یٰسٓ[1] اے سید، اے پیشوا! کذا فی التفاسیر اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (پ۲۲، ع۲) یعنی محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے تو کسی کا باپ نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول اور نبیوں کا پورا کرنے والا ضرور ہے۔ ختم بآخر رسانیدن کذا فی المنتخب وغیرہ۔ پس آپ نبیوں کے پورا کرنے والے ہیں۔ بجز آپ کے کمی تھی تکمیل آپ وجود باجود سے ہوئی تو کمال آپ ہی کو حاصل ہوا۔ پس سید

---

[1] ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی طفیل سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ (۱) محمد (ﷺ) (۲) احمد (۳) فاتح (۴) خاتم (۵) ابو القاسم (۶) حاشر (۷) عاقب (۸) ماحی (۹) یٰس (۱۰) طٰہٰ۔ (الدر المنظم)

(پیشوا) یہی ہیں کیونکہ پیشوائی اہلِ کمال کو لائق ہے اور خاتم النبیینَ سے ثابت ہو چکا ہے کہ درجاتِ انبیاء کے پورا کرنے والے آپ ہیں کیونکہ سب پیغمبروں کو اکیلے اکیلے جو کمال حاصل تھے وہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات شریف میں کلیتہً موجود ہوئے۔ اس صورت سے بھی سیادت اور پیشوائی کے حقدار آپ ہیں۔ فَالنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ سَیِّدٌ مِنْ اَیِّ وَجْہٍ کَانَ (پس نبی اُمی ہر وجہ اور ہر طریقہ سے سردار ہیں)۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَ رَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ۔ (پ۳، ع۱) یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور جن کو فضیلت دی ہے ان میں سے (کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے) اور بعض کا درجہ بلند کیا ہے۔

اور بعض سے مراد محمد ﷺ ہیں جیسے کہ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے اور تفسیر مظہری میں ہے کہ اونچے درجے والے سے مراد محمد ﷺ کی ذات ہے اور آپ کا فاضل و رفیع الدرجات ہونا وحی اغیر متلو سے بھی ثابت ہے جو مجمع علیہا امت ہے انتہٰی اور مظہری والے نے بعد اس کے بہت سی حدیثیں جو مشتمل بر فضیلت آپ کے دیگر انبیاء پر ہیں ذکر کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیثیں اگرچہ از قسم آحاد ہیں لیکن معنی متواتر اور مقبول محدثین وائمہ اعلام ہیں۔ بیہقی وطبرانی وابن عساکر نے حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں نے تمام زمین پر شرقاً غرباً پھر پھر کر دیکھا لیکن محمد ﷺ سے کوئی شخص اور بنی ہاشم سے کوئی قوم افضل نہیں دیکھی۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تعقبات علی موضوعات ابن الجوزی میں لائے ہیں کہ ابو نعیم نے حلیہ میں حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور حاکم نے مستدرک صحیح میں حضرت عائشہ و جابر سے بھی اور اسی نے بسند صحیح ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ

۱؎ ھو قول جبریل اذا ذُکِرْتَ ذُکِرْتَ معیَ عن اللہ تعالٰی عند تفسیر قولہ جل جلالہ و رفعنا لک ذکرک معالم (ترجمہ: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا، جب میرا ذکر ہوتا ہے تو میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوتا ہے) رفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں صاحب معالم نے اس کا ذکر کیا ہے)۔

ادم و علیٌّ سیّدُ العرب ترجمہ: میں سرداراولادآدم ہوں اور علی سردارعرب ہے۔[1]

اورابن عساکر نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے۔

انا سَیّدُ وُلدِ ادم و ابُوبکرٍ سیّدُ کھُولِ العَربِ و علِیٌّ سیّدُ العرب

ترجمہ: میں تو تمام اولادآدم کا سردار ہوں اور ابوبکرؓ عرب کے میانہ عمر والوں کا سردار ہے اور علی جوانانِ عرب کا سردار ہے۔

اور مسلم میں بروایت ابی ہریرہ اور ترمذی میں ابی سعید سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا علیہ وآلہ التحیۃ الثناء نے فرمایا اَنَا سَیّدُ وُلدِ ادمَ یوم َالقِیامۃِ یعنی قیامت کو (کہ موقع اظہارِ حقیقت ہے) میں ہی اولادآدم کا سرداراور پیشوا ہوں گا۔

اور چونکہ انبیاءاپنی اپنی امت کے پیشوااور سردار ہیں اور رسول اللہ ﷺ انبیاومرسلین کے پیشوا تو آپ سیدالسادات ہیں۔وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

زیارت کی نیت سے حاضری

قَاصِدًا اس واسطے کہا کہ رسول خدا ﷺ کی قصد خدمت کے سوااورکوئی غرض یہاں آنے کی نہیں۔آنا محض بقصدِ نیت سعادت اندوزی ملازمان حضور ہے۔جذب القلوب میں ہے مَنْ جاءَ نی زائرًا لا تحملہ حاجۃٌ الّا زیارتی کانَ حقًا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لہٗ شفیعًا یوْمَ القیامۃِ۔یعنی جوشخص میری زیارت کوآئے بشرطیکہ اسے سوائے میری زیارت کےاورکوئی کام نہ ہوتو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کوضروراس کی سفارش کروں گا۔

اور بھی حدیث میں ہے مَنْ زارنی مُتعمِّدًا کانَ فِیْ جواری یوْمَ القیامۃ یعنی جو

[1] ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ جب حلیمہ نے حضرت ﷺ کولیا تو آپ کی والدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے حلیمہ! جس بچہ کوتو نے لیا ہے اس کی شان عجیب ہے،میں جب اس سے حاملہ تھی تو مجھے کہا گیا تھا کہ جب تو جنے تو اس کا نام احمد رکھیو کیونکہ سیدالعالمین ﷺ یعنی تمام جہاں کا سردار ہے۔الخ۔الدرالمنظم مختصر من الحدیث۔

شخص میری زیارت کرے اور اس کا اصلی مقصود میرے پاس تک آنے کا یہی ہو تو وہ قیامت کو میرے پڑوس میں ہوگا۔

رضائے مصطفیٰ رضائے خدا ہے

اَرْجُوْ رِضَاکَ خوشنودی خدا تعالیٰ کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے بجز اس کے کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل ہو کیونکہ خوشنودی آپ کی موجب خوشنودی خدا ہے۔ اسی واسطے صلح حدیبیہ میں جب مومنوں نے رسول کریم ﷺ سے بجہت استرضائے (حصول خوشنودی) آپ سے بیعت کی (کہ جب تک جان ہے میدان سے نہ نکلیں گے تا آں کہ آپ ہم پر راضی ہو جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوشنودی کو اپنی خوشنودی ٹھہرایا اور یہ آیت نازل فرمائی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ (پ ۲۶، ع ۱۱، الآیہ) تحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوا جبکہ انہوں نے تیری بیعت کی۔

مشکوٰۃ شریف میں (نقلاً عن البیہقی فی شعب الایمان) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا مَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ وَ مَنْ سَرَّ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ خلاصہ یہ ہے کہ جس نے مجھے خوش کیا گویا اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اسے بہشت میں داخل کرے گا۔

الغرض آپ کے تمام منسوبات فی النبوۃ والرسالۃ منسوبات بحق ہیں جیسے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا پ ۵ ع ۸) اور وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی پ ۹ ع ۱۶) اور یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ اور بخاری میں ہے مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَ مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ جل جلالہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی تو گویا اس

نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد ہی فرماں برداروں اور سرکشوں میں فرق ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ جس نے مجھ کو خفا کیا اس نے خدا کو خفا کیا اور جس نے مجھ کو راضی کیا اس نے خدا کو راضی کیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میری فرمانبرداری کی اس نے گویا خدا کی فرمانبرداری کی چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳، ع۱۲) تو کہہ کہ اگر تم اللہ سے پیار لگانا چاہتے ہو تو پہلے مجھ سے پیار لگاؤ۔ میرے ساتھ پیار لگانے سے اللہ خود بخود تم سے پیار کرے گا کیونکہ میری خوشی اس کی خوشی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ اللّٰهِ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ | قَلْبًا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاکَا

معنے بیت: اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوقات تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چاہتا۔

اے رہنمائے گمرہاں، اے بہترین دو جہاں
اے خاتم پیغمبراں، اے مظہرِ نورِ خدا
رہتے ہیں تیرے شوق میں مضطر دل و جان و جگر
راحت کہاں تیرے بغیر الفت کسے تیرے سوا

وَ اللّٰهِ قسم اس لئے کھائی کہ قسم سے کلام موکد ہو جاتا ہے اور اللہ سے زیادہ عظمت اور بزرگی والا کون ہے کہ جس کی قسم لائق تسکین مخاطب ہو۔ ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَکَ جس نے سوائے اللہ کے کسی اور شے کی قسم کھائی تو گویا اس نے شرک کیا۔

سب مخلوق سے بہتر

خَیْرَ الْخَلَائِقِ بے شک رسول خدا ﷺ سب مخلوقات سے بہتر ہیں۔ ترمذی میں حضرت

عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اِنَّہٗ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَکَاَنَّہٗ سَمِعَ شَیْئًا فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا ؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتًا فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَ خَیْرُھُمْ بَیْتًا

خلاصہ: یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب خیر الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے بحالتیکہ گویا انہوں نے کسی بد انجام سے آپ کے نسب عالی کی نسبت کوئی نامناسب بات سنی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ تو ہے ہی پر بطور شخصی میں محمد بن عبداللہ ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا کیا اور مجھے مخلوقات کے بہترین نوع میں کہ وہ نوع انسانی ہے بنایا پھر کئی فرقے بنائے مجھے ان سے بہترین فرقے میں بنایا۔ پھر اس کے بھی کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو ان سے بہترین قبیلے میں بنایا۔ پھر اس کے کئی گھر بنائے۔ مجھے ان سے بہترین گھر میں پیدا کیا تو میں ان سب سے بذاتِ خود بھی بہتر ہوں اور میرا گھرانہ بھی ان سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے بوضوح تمام آپ کا خیر الانام ہونا ثابت ہوگیا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لا یبرزد دل آپ کے سوا کسی اور شئے سے نہیں لگتا یعنی بجز آپ کے میرے دل میں صبر و قرار نہیں اور دلی محبت کی شرط بھی یہی ہے کہ دل سوائے محبوب کے اور کچھ نہ چاہے۔

ومن حیث قال من قال العشق نار یحرق ماسوی المحبوب ؎

؎ حب اسمیست مر صفاء مودت را موضوع ازانچہ عرب صفاء بیاض چشم انسان را حبۃ الانسان خوانند چنانچہ سویدائے دل حبۃ القلب۔ پس این کہ محل محبت آمد و آں کہ محل رویت از اں معنی بود کہ دل و دیدہ (حاشیہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

وَ بِحَقِّ جَاهِكَ اِنِّیْ بِكَ مُغْرَمٌ | وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّیْ اَهْوَاكَا

معنے بیت: اور مجھے قسم ہے آپ کے رتبہ برتر کے حق کی کہ تحقیق میں آپ کا عاشق ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

اے سرور، والا حشم جاہِ مبارک کی قسم
جان آپ پر قربان ہے دل آپ کا ہے مبتلا
میں اور الفت کا بیاں، میرا یہ منہ میری زباں
اللہ کو معلوم ہے میری محبت کا پتا

بِحَقِّ جَاهِكَ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں (۱) یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو ہم پر ہے۔ (۲) یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو اللہ کے نزدیک ہے (۱) یہ کہ ہم ان سے دلی محبت رکھیں اور ان کے کہے پر چلیں اور ہٹائے سے ہٹیں اور اس شکریہ میں کہ انہوں نے ہم کو راہِ ہدایت دکھائی ان کیلئے پروردگار سے بعث فی مقام محمود چاہیں اور ان پر بکثرت صلاۃ وسلام بھیجیں اور کسی وقت ایک ذرہ بھی ان کی مخالفت نہ کریں کیونکہ آپ کی ذراسی مخالفت بھی کفر اور ناحق شناسی اور ناسپاسی ہے اور آپ کی محبت والفت اطاعت ہے۔ آپ کے حق جو ہم پر ہیں وہ بھی علاوہ ان حقوق کے جو اس واحد یگانہ کے ہم پر ہیں خدا کے ہی حق ہیں۔ گویا خدا کے رتبہ اعلیٰ وارفع کے حق کی جو ہم پر ہیں قسم کھائی ہے۔ (۲) اس میں کیا شبہ ہے اللہ کے نزدیک آپ کا بہت ہی بڑا رتبہ ہے۔

شانِ رسالت

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ۳۰، ع۱۹)

(بقیہ حاشیہ) اندو دوتی مقارن بود (کشف المحجوب) ترجمہ: حب ایک اسم ہے جو صفائے محبت کیلئے وضع کیا گیا ہے اس لئے اہل عرب آنکھ کے تل کو حبۃ الانسان (آنکھ کی پتلی کا تل) کہتے ہیں جیسا کہ وہ دل کے نقطۂ سیاہ کو حبۃ القلب (دل کے سیاہ دانہ یا نقطہ) کہتے ہیں یا ایک (حبۃ القلب) تو محبت کا محل ہے اور دوسرا حبۃ الانسان رویت کا محل ہے یہی سبب ہے کہ دل اور آنکھ محبت میں متصل ہیں)۔

اور ہم نے بلند کیا ہے تیرے لئے تیرے ذکر کو۔ معالم میں ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جبریل علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا معنی اس کے یہ ہیں اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ جب میں ذکر کیا جاؤں تو تو بھی ساتھ ہی ذکر کیا جائے۔ مواہب لدنیہ میں منقول ہے کہ ابن عساکر نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر بے واسطہ کلام کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بھرا اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور آدم علیہ السلام کو صفی کہا، آپ کو کونسی بزرگی دی؟ پس جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کیا ہے تو تجھ کو حبیب اور اگر موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا ہے تو تجھ پر آسمانوں پر اپنے انتہائے قرب میں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس[1] پیدا کیا ہے تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار سال پیشتر پیدا کیا اور میں نے آسمان اور زمین میں تیرے واسطے وہ چیزیں پیدا کیں کہ اولین وآخرین سے کسی کیلئے مہیا نہیں کیں۔ اگر میں نے آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا تو تجھ کو خاتم الانبیاء کیا تجھ سے زیادہ بزرگ کسی کو نہیں بنایا۔ تجھ کو حوض، شفاعت، ناقہ، عصا، تاج، علم، حج، عمرہ، رمضان، اور شفاعت مطلق عطا کی۔ سب کچھ تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج الحمد تیرے سر پر رکھا ہوگا۔ تیرے نام اور میرے نام کے مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا بھی ذکر ہوگا اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ تیرے بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتلا دوں۔ میرے حبیب! اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

غرض کہ رسول اللہ ﷺ کا درجہ تمام جہان سے برتر ہے اور کس کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ باری تعالیٰ کے نام سے ساتھ اس کا نام ہو، یہ محض آپ کی شان ہے۔ توحید ہی میں دیکھو کہ ہر چند کوئی شخص توحید الٰہی پکارتا ہو لیکن جب تک تصدیق رسالت آنجناب ﷺ نہ کرے مقبول نہیں چنانچہ قرآن مجید ناطق

---

[1] اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ (صحاح) (میرے دل میں ڈال گیا یعنی مجھے الہام ہوا) اس سے روح القدس کے نازل ہونے میں کچھ خصوصیت عیسیٰ علیہ السلام کی نہ رہی۔

ہے مَنْ یَبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ' (جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا-- پ۳ ع۱۷) اور حضرت ﷺ کے ذریعہ کے سوا کہ وہ ذریعہ اسلام ہے کوئی دین نہ کوئی عبادت نہ کوئی عمل مقبول ہوگا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ نبی ﷺ کے درجہ برتر (مجمع رسالت و نبوت و ولایت و عبدیت ہے) کا حق باری تعالیٰ عز اسمہ نے محض اپنی عنایات بے غایات سے بے الزام لازم کر رکھا ہے۔ وہی ذات بے مثل ہے اور قاعدہ ہے کہ کبھی دال کا ذکر کرتے ہیں اور مراد مدلول کی ہوتی ہے چنانچہ علم بیان میں بضمن دلالت[1] مذکور ہے پس اس طرح بھی ذات واحد باری تعالیٰ کی قسم کھائی ہے۔

مسئلہ: دعا میں بحق کسی کے کہنا جائز ہے ہر چند کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں۔

دعا میں بحق کسی کے کہنا جائز ہے

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے چنانچہ سورۂ یونس میں فرمایا ہے ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ (پھر ہم اپنے رسولوں کو ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمان کو نجات دینا پ۱۱ ع۱۵) اور سورۂ روم میں وَ کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (اور ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ پ۲۱ ع۸) اور صحیحین میں معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے

قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی حِمَارٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ اِلَّا مُؤْخَرَۃُ الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذُ ھَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ وَ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ قُلْتُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْہُ وَ لَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَّا یُشْرِکُ شَیْئًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِہِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْھُمْ فَیَتَّکِلُوْا

---

[1]: دلالت کی تین قسمیں ہیں۔ ا: دلالت وضعی مطابقی جیسے دلالت انسان کو حیوان ناطق پر۔ تضمنی جیسے دلالت انسان کی حیوان پر اور التزامی جیسے دلالت انسان کی چلنے والے پر۔ (حدائق)

کہ ایک دن میں نبی ﷺ کے پیچھے خچر پر سوار تھا اور سوائے پچھلے موڑ زین کے میرے اور آپ کے درمیان کوئی شے حائل نہ تھی۔ آپ نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو کہ جس نے اس کے ساتھ شریک نہ کیا ہو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ میں لوگوں کو ایسی خوشخبری سناؤں فرمایا نہیں ایسا نہ ہو کہ بھروسہ کر بیٹھیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے پس اللہ کے بندوں سے بجوائے حدیث جن کا موحد ہونا اور نیک عمل ہونا یقینی ہو تو اللہ پر ان کا حق مغفرت و رحمت ہے اور وہ جو اللہ کا حکم مانتے ہیں اور اس کا حق بجالاتے ہیں تو اللہ ان کا حق نہیں بھولتا فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو۔ پ۲ ع۲) اور بھی حدیث میں ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (جو شخص اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جائے گا)۔ اسی واسطے اگر کوئی ان کے حق سے دعا مانگے تو جائز ہے لِاَنَّ لَهُمْ رَاْفَةً لَّاغْيَارِهِمْ (کیونکہ ان کیلئے بہت مہربانی ہے ان کے اغیار کی وجہ سے) اور سائل محروم نہیں رہتا لِعِزَّتِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى اَوْلِيَآئِهٖ (ان کی اس عزت کی وجہ سے جو اللہ کے نزدیک ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اپنے مقبولوں پر)۔

جناب محمد بن عمر بن علی بن ابن طالب سے مروی ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد والدہ ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فوت ہو گئیں تو جناب رسالت مآب ﷺ ان کی لحد میں لیٹے اور یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ يُحْيِىْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ اغْفِرْ لِاُمِّىْ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَسَدٍ وَ وَسِّعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِىْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۔

اللہ وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے کہ نہیں مرتا۔ اے رب میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کشادہ کر دے اپنے نبی کے حق سے اور دوسرے نبیوں کے حق سے جو پہلے مجھ سے تھے کیونکہ تو بے شک سب سے بڑی رحمت والا ہے۔

اور مشکوٰۃ کے باب الرحمۃ والشفقۃ میں لکھا ہے

مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِیْهِ بِالْمَغِیْبَةِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللهِ اَنْ یُعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: جوکوئی کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنے سے کسی کو روکے تو اللہ پر حق ہوگا کہ اس کو آتش دوزخ سے آزاد کرے۔

اور بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَرُدُّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَی اللهِ اَنْ یَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَ کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

جوکوئی کسی کو کسی مسلمان بھائی کی آبروریزی سے بند کرے تو اللہ پر حق ہوتا ہے کہ اس سے قیامت کے دن دوزخ کی آگ دور کرے پھر آپ نے اس کا ثبوت کے واسطے کہ اللہ پر بھی بندوں کا حق ہے یہ آیت وَ کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (اور ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا ---پ۲۱ ع۸) پڑھی۔ پس مذکورہ آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے دعاو سوال میں کسی نبی یا ولی کے حق کو وسیلہ اجابت کرنا منع نہیں۔

اِنِّیْ بِکَ مُغْرَمٌ میں آپ سے دلی الفت رکھتا ہوں کیونکہ زبان بغیر دل کے کچھ نہیں بلکہ عین نفاق ہے۔ اس واسطے غرام کا لفظ مذکور ہوا جس کے معنی حرص رکھنے اور شیفتگی اور دل محبت رکھنے کے ہیں۔

دل جانم فدائے جاناں باد | کہ دل و جاں وجود عالم اوست

اور پھر بلفظ وَ اللهُ یَعْلَمُ کی گواہی سے اپنی اس محبت کو مؤکد اور مصدق کر کے تکرار اِنِّیْ اُهْوَاکَ سے تخصیص کردی ہے۔

حضور ﷺ کی محبت عین ایمان ہے

واضح ہو کہ محبت آپ کی عین ایمان ہے جس کو آپ کی محبت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اسی واسطے اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (پ ۲۱، ع ۱۷) یعنی نبی مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ تر پیارا ہے۔ اور قسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَ وَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی کوئی تم میں ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان اور اپنے بیٹے اور باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ دوست نہ رکھتا ہو اور صحیحین میں ہے کہ تم سے کوئی ایماندار نہ ہوگا تاوقتیکہ مجھے (اپنی جان اور مال اور) باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ جانتا ہو۔ پس چونکہ محبت محمدی عین ایمان ہے اس واسطے بقسم و شہادت زبانی مؤکد کر کے دلی محبت والفت کا اظہار کیا ہے۔[1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ | کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَا

معنے بیت۔ آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ ہوتی۔ (ترجمہ کی عبارت مغلق تھی اس لئے سہل کردی ہے)

اے خاتم پیغمبراں، اے باعث خلق جہاں
اے سرور والا نشاں، اے شاہِ لولاکِ لما
باعث نہ ہوتا تو اگر، پیدا نہ ہوتا اک بشر
معدوم تھا سب سر بسر جز ذات پاکِ کبریا

[1] کیونکہ حصول درجات عالیہ و منازل رفیعہ خاص محبت سے متعلق ہیں۔ دیگر اعمال قلبی و قالبی اس کو نہیں پہنچتے۔ ان سب کی اصل وہی ایک محبت ہے وہ نہ ہو تو یہ کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے قیامت کیلئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ عرض کیا کچھ نہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول (یعنی آپ کی) کی محبت ہے! آپ نے فرمایا پھر "کچھ نہیں" کیوں کہتا ہے، تیرے پاس تو سب کچھ ہے۔ یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے آدمی محبت رکھتا ہے قیامت کو اس کے ساتھ ہوگا۔ اب خیال کیجئے کہ رسول کریم ﷺ کا درجہ سب کے نزدیک کس قدر ہے اور آپ کا مقام اور منزلت کہاں تک ہے۔ پس وہ شخص جو آپ ﷺ کا محب و عاشق ہے آپ کے پاس ہوگا۔

شانِ لولاک

لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ بے شک آپ باعثِ ایجاد ہیں۔ حاکم نے صحیح مستدرک میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے اسم پاک محمد ﷺ اللہ جل جلالہ کے نام کے ساتھ عرش پر لکھا دیکھا تو عرض کیا الٰہی یہ کون ایسا ہے کہ جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے۔ حکم ہوا کہ لَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ وہ میرے نزدیک ایسا عزیز و مکرم ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ اور ابوالشیخ و حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَ لَا النَّارَ (اگر محمد نہ ہوتا تو میں نہ آدم پیدا کرتا نہ بہشت نہ دوزخ) اور اسی طرح مسند دیلمی میں بھی ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَا ابن عساکر نے ابنِ عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا اور حافظ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں اس طرح روایت کیا ہے لَوْلَاہُ لَمَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَ لَا اَرْضًا اگر وہ نہ ہوتا تو میں آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا پس بوحی غیر متلو رسول اللہ ﷺ باعثِ ایجادِ عالم ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی | وَ الشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاکَا

معنے بیت: آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند[1] آپ کے نور سے منور ہوا اور آپ ہی کے جمال

---

[1] ترمذی میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانَةٍ وَ عَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَ اِلَی الْقَمَرِ فَهُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک دفعہ چاندنی رات میں حاضر ہوا آپ سرخ لباس پہنے ہوئے تھے سو میں کبھی آپ ﷺ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھتا اور کبھی چاندنی کی طرف۔ اس غور سے محقق (ثابت) ہوا کہ آپ کا روئے مبارک چاند سے (بڑھ کر) زیبا اور روشن تھا۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ میں نے کبھی کوئی شے رسول کریم ﷺ سے خوب تر نہیں دیکھی گویا سورج آپ کے چہرۂ مبارک پر رواں تھا یعنی اس قدر روشن تھا کہ نظر نہ ٹھہر سکتی تھی۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

با کمال سے سورج روشن ہے۔

اے جلوۂ نورِ خدا، اے نورِ ذاتِ کبریا
ہے نور سے تیرے بجا ماہِ منور کی ضیاء
یہ جلوہ یہ تابندگی یہ نور یہ رخشندگی
مہرِ درخشاں میں نہ تھی گر تو نہ ہوتا جلوہ زا

آپ کے نور سے کائنات پیدا ہوئی

حدیث میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ جل جلالہ نے میرے نور کو پیدا کیا اور عبدالرزاق نے بسندِ خود جابر بن عبداللہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے پہل کیا پیدا ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ اول ہی اول اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرا نور پیدا کیا۔ سو یہ تو بمشیتِ الٰہی پھرتا رہا اور اس وقت لوح وقلم، دوزخ وبہشت، زمین وآسمان، جن وانس، فرشتہ، سورج اور چاند وغیرہ سوائے ذات باری تعالیٰ کے کچھ نہ تھا پھر جب پروردگار نے جہان پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نور کے چار حصے کر دیئے سو پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصہ سے پھر چار حصے کئے۔ سو پہلے حملة العرش (عرش اٹھانے والے فرشتے) دوسرے سے کرسی، تیسرے سے اور تمام فرشتے پیدا کر دیئے اور چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین، تیسرے سے دوزخ وبہشت اور چوتھے کے پھر چار حصے کئے۔ پہلے سے مومنین کا نور بصارت دوسرے سے ان کا نور دل اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور جو کلمہ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے پیدا کیا۔ کتب اخبار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت ﷺ کے نور کو پیدا کیا پھر تمام عالم کو اس سے ظاہر کیا۔ زمین، آسمان، ستارے، چاند، سورج اور سب انبیاء اولیاء اسی نور کے پرتو ہیں اور حقیقتِ محمدی سب کا منشاء ہے اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ دقائق الاخبار میں لکھتے ہیں کہ وَمِنْ عَرَقِ وَجْهِهٖ خُلِقَ الْعَرْشُ وَالْكُرْسِیُّ وَ اللَّوْحُ

وَالْقَلَمُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْحِجَابُ وَالْكَوَاكِبُ وَ مَا كَانَ فِي السَّمَاءِ (اور مسند عبد الرزاق میں بھی جابر بن عبداللہ سے مروی ہے) عرش، کرسی، لوح وقلم، سورج، چاند، نورانی ستارے، اور جو کچھ آسمان میں ہے آپ کے عرق روئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

صاف روشن ہے رخ تابان مہرو ماہ سے | نور احمد سے یہ رکھتے ہیں مقرر اختلاط

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا رُفِعْتَ اِلَی السَّمَا! | بِکَ قَدْ سَمَتْ وَ تَزَیَّنَتْ لِسُرَاکَا

معنے بیت۔ آپ وہ ہیں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی تو آپ کے خیر مقدم کے اعزاز میں معراج کی رات کو آسمان بارونق اور پُر زینت کر دیئے۔

جب تو نے اے والا حشم افلاک پہ رکھا قدم
تھی خیر مقدم کی خوشی تھا مرحبا کا غلغلا!
شاداں ادھر رب جہاں، قرباں ادھر قدوسیاں
آراستہ ہفت آسماں، صل علیٰ صل علیٰ!

معراج کی رات آسمانوں کی زینت

بِکَ قَدْ سَمَتْ آسمان نے اپنے اوپر آپ کے قدم مبارک رکھنے کا فخر کیا اور سما بمعنی بلندی اور چونکہ ہر سمت باعتبار فضا لا انتہا ہے اس واسطے عرش کرسی وغیرہ بھی سما ہیں۔ ال اس پر اسمی ہے اور کتب ثقات میں لکھا ہے کہ عرش پیدا ہونے سے اب تک متزلزل اور قدم بوسی جناب کا مشتاق تھا۔ معراج کی رات جب آپ نے قدم مبارک رکھا تو ساکن ہو گیا۔ جب سے اس کو سکون وقرار ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان اپنی رفعت مکان کا زمین پر فخر کرتا تھا اور زمین اپنی پستی پر محزون تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد ﷺ کو بایں قدر ومنزلت زمین پر پیدا کیا تو آسمان کا وہ غرور ٹوٹ گیا اور فخر کچھ بھی نہ رہا اور ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں ملتجی رہتا تھا کہ یا الٰہی وہ اعزاز جو زمین کو عرصہ تک

حاصل ہے مجھے ایک دم ہی عطا فرما۔ پس جب آپ تشریف لے گئے تو بہت خوش ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کو اوپر بلائے تو رضوان موکل جنات کو حکم دیا بہشت کو اور بھی مزین کر دے اور آسمان کو فرمایا تَزَیَّنِیْ اے آسمان میرے حبیب کی آمد ہے تو اس کے خیر مقدم کیلئے پُر رونق اور باز ینت ہو جا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَنْتَ الَّذِیْ نَادَاکَ رَبُّکَ مَرْحَبًا | وَلَقَدْ دَعَاکَ لِقُرْبِہٖ وَحَبَاکَا

معنے بیت۔ آپ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحبا کہا اور اپنے قرب میں بلا کر بہت محبت و مہربانی کی اور جو کچھ آپ نے مانگا عطا کیا۔

میں کیا کروں مدح و ثنا شان مبارک کی بھلا
جب خود خدا فرما چکا یٰسین طٰہٰ والضحیٰ
قرب و حضوری کی عطا جو تو نے مانگا وہ دیا
گاہے کہا صد آفریں گاہے۔ کہا صد مرحبا

بارگاہِ ایزدی سے مرحبا

روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ شب معراج میں عرش سے آگے لامکان پہنچے تو آواز آنی شروع ہوئی مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَ رَسُوْلِیْ یعنی چلا آ میرے حبیب میرے رسول تیرے لئے کشادگی اور فراخی ہے۔ پھر آپ پہنچنے کی جگہ پہنچے اور امت کیلئے سہولت اور گنہگاروں کی مغفرت مانگی، حکم ہوا کہ لَکَ مَا سَأَلْتَ حَبِیْبِیْ میرے پیارے جو تو نے مانگا سو میں نے دیا اور صحیحین میں مالک بن صعصعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں نے پروردگار سے بار بار ہوت امت کیلئے سوال کیا اور ہر مرتبہ میرا سوال منظور ہوا۔ آخر مجھے آپ ہی شرم آئی اور بار بار سوال کرنے سے رک گیا۔ یہ خلاصہ ایک لمبی حدیث کا ہے۔

اَنْتَ الَّذِیْ فِیْنَا سَئَلْتَ شَفَاعَۃً | لَبَّاکَ رَبُّکَ لَمْ تَکُنْ لِسِوَاکَا

معنے بیت۔ آپ وہ ہیں کہ آپ نے ہمارے واسطے شفیع ہونا خدا سے طلب کیا تو آپ کے رب نے پکار کہہ دیا کہ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی اور کیلئے نہیں ہوگا۔

جب تو نے اے والا نسب فخر عجم فخر عرب
حق سے شفاعت کی طلب فرمان یہ نازل ہوا
ہاں ہاں اجازت ہے تجھے، آ آج عزت ہے تجھے
زیبا شفاعت ہے تجھے بے شک یہ حصہ ہے تیرا

طلب شفاعت اور اللہ کی عطاء

مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ اِبْرَاھِیْمَ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ – وَقَالَ عِیْسٰی اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَ بَکٰی فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا جِبْرَئِیْلُ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَ رَبُّکَ اَعْلَمُ فَاسْأَلْہُ مَا یُبْکِیْکَ فَاَتَاہُ جِبْرَئِیْلُ فَسَأَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللّٰہُ لِجِبْرَئِیْلَ اذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْٓءُکَ

تحقیق پیغمبر خدا ﷺ نے کلام الٰہی میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ مقولہ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ (اے میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے۔ پ۱۳ ع۱۸) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ مقولہ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ (اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ پ۷ ع۶) پڑھا تو ہاتھ اٹھا کہ کہا کہ اے اللہ! میری امت، میری امت اور بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا کہ مجھ کو سب

کچھ معلوم تو ہے پر اظہار امر کیلئے جا میرے حبیب محمد (ﷺ) سے پوچھ کہ کیوں روتا ہے۔ پس آپ نے رونے کا سبب بتایا۔ اللہ رحیم کریم نے فرمایا جا میرے حبیب کو کہہ کہ غمگین مت ہو ہم تجھ کو راضی کریں گے کہ تیری امت بخش دیں گے اور تجھ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور ہم تجھ کو ہرگز نہیں بھلائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ | مِنْ زَلَّةٍ بِکَ فَازَ وَهُوَ اَبَاکَا

معنے بیت: آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ بخشانے میں آپ کے رتبہ برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی۔

آدم کا جب ہونے لگا تنگ خطا سے دم فنا
تیرے توسل نے کیا پھر مورد لطف خدا
تھا یہ بھی اے شاہِ عرب تیری نبوت کا سبب
ہونے لگا الطاف رب بخشی گئی بالکل خطا

توسل کا بیان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو وہ اس طرح معافی کے خواستگار ہوئے یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَنْ تَغْفِرَلِیْ اے میرے رب میں بحق محمد اور ان کی آل کے تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ حکم ہوا تو نے محمد ﷺ کو کہاں سے پہچانا حالانکہ وہ ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عرض کیا کہ اے رب العالمین جب تو نے میرے قالب میں روح پھونکی اور میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے میں نے جانا کہ خدا تعالیٰ نے جس کا نام مجھ سے پہلے ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ ضرور مجھ سے اور تمام مخلوق سے عزیز محبوب اور مقرب ہے، حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے سچ ہے، تو اس کا وسیلہ لے کر میری بارگاہ میں معافی مانگتا

ہے اس لئے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔ اس حدیث کو طبرانی و بیہقی و ابونعیم و ابن عساکر وغیرہم نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ (ف) دعا میں کسی نبی یا ولی یا صالح کے وسیلہ سے کچھ مانگنا جائز ہے چنانچہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ فَقَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (رواه الترمذی والنسائی و ابن ماجه)

ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو کہے تو دعا کروں اگر صبر کرے تو بھی تیرے لئے اچھا ہے۔ اس نے کہا کہ دعا ہی کیجئے کہ مجھے آرام ہو۔ آپ نے حکم دیا کہ پہلے اچھی طرح وضو کر پھر یہ دعا پڑھو۔ اے میرے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے اور تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ سے اے محمد اپنے رب کی طرف کہ وہ میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ اے رب تو اس کا وسیلہ قبول کر۔

(ف) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقَوْا (رواه البخاری)

بخاری میں حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت عمر ﷺ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباس ﷺ کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور یہ کہتے اے رب ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے مینہ مانگتے تو دیئے جاتے۔ اب ہم تیری جناب میں تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر مینہ مانگتے

کچھ معلوم تو ہے پر اظہار امر کیلئے جا میرے حبیب محمد (ﷺ) سے پوچھ کہ کیوں روتا ہے۔ پس آپ نے رونے کا سبب بتایا۔ اللہ رحیم کریم نے فرمایا جا میرے حبیب کو کہہ کہ غمگین مت ہو ہم تجھ کو راضی کریں گے کہ تیری امت بخش دیں گے اور تجھ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور ہم تجھ کو ہر گز نہیں بھلائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ! | مِنْ زَلَّةٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَا

معنے بیت: آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ بخشانے میں آپ کے رتبہ برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی۔

آدم کا جب ہونے لگا تنگ خطا سے دم فنا
تیرے توسل نے کیا پھر مورد لطف خدا
تھا یہ بھی اے شاہِ عرب تیری نبوت کا سبب
ہونے لگا الطاف رب بخشی گئی بالکل خطا

توسل کا بیان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو وہ اس طرح معافی کے خواستگار ہوئے یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَنْ تَغْفِرْلِیْ اے میرے رب میں بحق محمد اور ان کی آل کے تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ حکم ہوا تو نے محمد ﷺ کو کہاں سے پہچانا حالانکہ وہ ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عرض کیا کہ اے رب العالمین جب تو نے میرے قالب میں روح پھونکی اور میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے میں نے جانا کہ خدا تعالیٰ نے جس کا نام مجھ سے پہلے ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ ضرور مجھ سے اور تمام مخلوق سے عزیز محبوب اور مقرب ہے، حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے سچ ہے، تو اس کا وسیلہ لے کر میری بارگاہ میں معافی مانگتا

ہے اس لئے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔ اس حدیث کو طبرانی وبیہقی وابونعیم وابن عساکر وغیرہم نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ (ف) دعا میں کسی نبی یا ولی یا صالح کے وسیلہ سے کچھ مانگنا جائز ہے چنانچہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ فَقَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (رواه الترمذی والنسائی و ابن ماجه)

ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو کہے تو دعا کروں اگر صبر کرے تو بھی تیرے لئے اچھا ہے۔ اس نے کہا کہ دعا ہی کیجئے کہ مجھے آرام ہو۔ آپ نے حکم دیا کہ پہلے اچھی طرح وضو کر پھر یہ دعا پڑھو۔ اے میرے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے اور تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ سے اے محمد اپنے رب کی طرف کہ وہ میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ اے رب تو اس کا وسیلہ قبول کر۔

(ف) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقَوْا (رواه البخاری)

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور یہ کہتے اے رب ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے مینہ مانگتے تو دیئے جاتے۔ اب ہم تیری جناب میں تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر مینہ مانگتے

ہیں۔ راوی (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس طرح کہتے تو فوراً بارش ہو کر قحط دور ہو جاتا۔ حدیثوں میں ذکر ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نام لیتے تو عباس رضی اللہ عنہ اپنی سفید ڈاڑھی کو پکڑ کر بہت الحاح وزاری سے کہا کرتے اے اللہ تو اپنے نبی کے حق سے اس کے چچا کی عزت رکھ۔۔ الخ۔ اور پ ا ع میں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور نبی محمد کے دنیا پر آنے سے پہلے اس کے منکر اس کے وسیلہ سے اپنے دشمنوں پر فتح مانگتے تھے، جب وہ آ گیا تو منکر ہو گئے۔

اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ مِنْ طَرِيْقِ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى يَتَقَدَّمُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى اٰدَمَ فَمَنْ بَعْدَهٗ وَلَمْ تَزَلِ الْاُمَمُ تَتَبَاشَرُوْ تَسْتَفْتِحُ بِهٖ حَتّٰى اَخْرَجَهُ اللّٰهُ فِيْ خَيْرِ اُمَّةٍ وَ فِيْ خَيْرِ قَرْنٍ وَ فِيْ خَيْرِ اَصْحَابٍ وَ فِيْ خَيْرِ بَلَدٍ فَاَقَامَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ وَهُوَ حَرَمُ اِبْرَاهِيْمَ ثُمَّ اَخْرَجَهٗ اِلَى الطَّيْبَةِ وَهِيَ حَرَمُ مُحَمَّدٍ فَكَانَ مَبْعَثُهٗ حَرَمٌ وَ مُهَاجَرُهٗ حَرَمٌ (الدر المنظم)

ابن عساکر بطریق کریب ابن عباس سے آیہ مذکورہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اول ہی حضرت کے وسیلہ سے دعا قبول کرتا ہے۔ آدم اور تمام پیغمبروں کی دعائیں آپ کی وسیلہ سے قبول ہوئیں اور سب امتیں آپس میں آپ کے خیر مقدم کی بشارتیں دیتی تھیں اور آپ ہی کے وسیلہ سے فتح مانگتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے اس کو پیدا کیا اچھی امت میں، اچھے زمانہ میں، اچھے صحابیوں میں، اچھے گاؤں میں جو حرم ابراہیم علیہ السلام ہے پھر طیبہ کی طرف کہ جو حرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کو نکالا سو آپ کا مبعث ومہاجر ہر دو حرم محترم ہیں اور حدیث میں ہے سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ اللہ سے اپنے لئے میرا وسیلہ ہونا مانگو۔

۱؎ ای يَسْتَنْصِرُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ انْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ جلالین ومعالم یعنی فتح طلب کرتے اور کہتے اے اللہ ہماری مدد کر اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جو آخری زمانے میں مبعوث ہوگا۔

وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ | بَرْدًا وَ قَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَا

معنے بیت: اور آپ کے وسیلہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تو آپ کے نور کی روشنی کی برکت سے جو اِن کی پیشانی میں تھا آگ بجھ کر سرد ہوگئی۔

تیرے وسیلہ سے شہا جس دم خلیل باصفا
کرنے لگے حق سے دعا با عجز و زاری و بکا
رحمت وہیں نازل ہوئی وہ آگ گلشن بن گئی
برکت تھی تیرے نور کی جو ان کی پیشانی میں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ دَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّہٗ | فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَا

معنے بیت: اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری و تکلیف میں آپ کے وسیلہ سے دعا کی تو ان کی بیماری دفع کی گئی۔

ایوب سا مرسل ہوا جس دم مرض میں مبتلا
تیرے ذریعہ سے ہوا جو کچھ ہوا جیسا ہوا
دولت ملی، ثروت ملی صحت ملی، راحت ملی
اللہ کی رحمت ملی، قربت بڑھی، رتبہ بڑھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا | بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا بِعُلَاکَا

معنے بیت: اور آپ کے ظہور پُر نور کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے دی اور آپ کے حلیہ جمال اور علو شان کو بیان کیا۔

موسیٰ و عیسیٰ بے گماں کرتے رہے تیرا بیاں
سب دے گئے تیرے نشاں اے بادشاہ دو سرا

محکم رسالت ہے تری توریت آیت ہے تری
انجیل حجت ہے تیری عیسیٰ تیرا مدحت سرا

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ (پ۲۸، ع۹)

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں توریت کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور خوشخبری دیتا ہوں تم کو ایک اولوالعزم سچے رسول کے آنے کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ كَذَاكَ مُوْسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا | بِكَ فِي الْقِيَامَةِ يَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا

معنے بیت: اور ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جو ایک اولوالعزم پیغمبر تھے اپنے معاملات میں ہمیشہ آپ ہی کا وسیلہ پکڑتے رہے اور قیامت کو بھی آپ ہی کی حمایت لیں گے۔

موسیٰ نے مانگی ہے سدا تیرے وسیلہ سے دعا | ایسے ہی محشر میں آڈھونڈیں گے تیرا آسرا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا توسل اختیار کیا

ف: حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر تھے۔ ان کو رسول خدا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی یہاں تک کہ آپ کے امتی ہونے کا شوق تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اپنی امت کو بہت تاکید کی ہے اکثر اپنے مجالس و محافل اور مجامع وعظ و نصائح میں آپ کا ذکر خیر کرتے۔ ابونعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر مرے گا وہ دوزخی ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا محمد کون ہے۔ اللہ نے فرمایا وہ سب مخلوق سے بزرگ تر اور معزز تر ہے۔ آسمان و زمین کی پیدائش سے پیشتر میں نے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ جب تک وہ اور اس کی امت بہشت میں نہ جائیں کوئی

اس میں نہ جائے گا۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی وہ کون ہیں جو اس کی امت ہیں۔حکم ہوا اللہ کی تعریف کرنے والے چڑھتے اترتے حمد و ثنا کہنے والے، طاعت الٰہی میں ہر وقت کمر بستہ، خلاف حق پر غالب، دن کو روزہ رکھنے والے، رات کو ذکرِ الٰہی میں جاگنے والے، ان کا تھوڑا عمل بھی مقبول ہوگا ان کو توحید (لا الٰہ الا اللہ) کے سبب بہشت میں داخل کروں گا۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب ان کو میری امت بنا! کہا نہیں، انہیں سے ایک نبی پیدا ہوگا، وہ امت اس کی ہے۔عرض کیا کہ مجھے ہی اس نبی کی امت میں داخل کر۔حکم ہوا کہ وہ تیرے بعد ایک عرصہ کے پیدا ہوگا البتہ دار الجلال میں تجھے اس سے ملاؤں گا اور کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) دیگر انبیاء قیامت میں قہر و جلال الٰہی کے وقت نجات کیلئے آپ سے متوسل ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَالْاَنْبِیَاءُ وَ کُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی | وَالرُّسُلُ وَ الْاَمْلَاکُ تَحْتَ لِوَاکَا

معنے بیت: تمام انبیاء اور دنیا کی تمام مخلوق اور سب رسول اور فرشتے آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

جس وقت محشر ہو بپا اعمال کو جانچے خدا
ممتاز ہو اچھا برا ہو نفسی نفسی کی صدا
تو از رہِ لطف و عطا بہر شفاعت ہو کھڑا
سب تکتے ہوں گے منہ تیرا کیا انبیاء کیا اولیاء

لوائے حمد حضور کے ہاتھ میں ہوگا

ترمذی میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَ لَا فَخْرَ وَ مَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَ مَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ میرے ہی ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اس روز آدم اور ان کے سوا سب انبیاء میرے علَم کے نیچے ہوں گے۔ترمذی اور دارمی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

وَ اَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ، میں ہی قیامت کو لواء حمد اٹھاؤں گا آدم سے لے کر تمام خلقت اس کے نیچے ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لَکَ مُعْجِزَاتٌ[1] اَعْجَزَتْ کُلَّ الْوَرٰی | وَ فَضَائِلُ جَلَّتْ فَلَیْسَ تُحَاکَا

معنے بیت: آپ کے معجزے ایسے ہیں کہ سب مخلوق کو مقابلہ سے عاجز کر دیا اور آپ کیلئے بڑی فضیلتیں ہیں کہ جن کا بیان نہیں ہوسکتا۔

اے شاہ شاہانِ جہاں محبوب ربِ انس و جاں
تیرے فضائل کا بیاں کیونکر کرے کوئی بھلا
ہے خاک پا میں تیرے ہاں اعجاز عیسیٰ بے گماں
ہیں معجزے تیرے عیاں اے سر گروہ انبیاء

[1] معجزہ کی اعلیٰ قسم کشف وقائع آئندہ وحوادث نازلہ بعد من بعد ہے سو بہ نسبت کتب انبیاء سابقین قرآن مجید میں بکثرت ہیں بلکہ کوئی ایسی شے جو قیامت تک پیدا ہوگی باقی نہ رہ گئی جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (پ۷،ع۱۳) اور نہ کوئی تر چیز نہ کوئی خشک مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے لیکن ہمارا علم اس کی فہم سے قاصر ہے کیونکہ ہماری معلومات محدود ہے اور علم باری تعالیٰ غیر محدود

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ | تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

تمام علم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے ہمارے درمیان اٹھ کر خطبہ پڑھا اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا سب کا بیان کیا جس کو کچھ یاد رہا، رہا جو بھول گیا بھول گیا اور جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو حیث یاد آجاتا ہے کہ فلاں وقت آپ نے اس کی اسی طرح خبر دی تھی۔ حضرت حذیفہ رسول ﷺ کے مشہور راز دار صحابی ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اگر چاہوں تو آپ کے بیان کردہ واقعات سے جس قدر مجھے یاد ہیں ایک ایک کا نام لے کر سنادوں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابو ہریرہ مروی ہے حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ۔ الخ

معجزات کا بیان

مخفی نہ رہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کو اللہ جل شانہ نے بیشمار معجزے عنایت فرمائے اور جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے وہ سب آپ کو ملے تھے۔ علمائے محدثین اور اہل سیر و تواریخ نے حسب حیثیت علمی اپنی اپنی تصانیف میں بیان کئے ہیں۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب خصائص الکبریٰ جو ایک ہزار معجزے کو حاوی ہے تصنیف کی۔ اسی طرح اوروں نے بھی قلم بند کئے چنانچہ تین ہزار معجزے مشہور کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور آئمہ صادقین سے مروی ہے کہ تین لاکھ معجزے آپ سے صادر ہوئے اور اصل میں آپ کا کوئی قول و فعل نہ تھا کہ اس میں اعجاز نہ ہو۔ اسی طرح آپ کے بے شمار معجزے ہیں اور آپ کے معجزے بھی ایسے ہیں کہ کسی کو تمام عالم میں یارائے مقابلہ نہیں ہے۔ بڑا معجزہ احیاء موتیٰ (مردے کو زندہ کرنا) ہوا کرتا ہے سو یہ تو آپ کے امتیوں اور آنجناب کے کفش برداروں سے بحد تواتر صادر ہوا ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ سے وقت بوقت مروی ہیں۔ ہر ایک کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس جناب محبوب سبحانی شیخ سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا احیاء موتیٰ صادر ہوا ہے اور دیگر ایسے امور ظہور میں آئے ہیں کہ انبیاء سابقین سے مثل ان کے ظاہر نہیں ہوئے۔ یہ سب کچھ پرتو انوار محمدی ہے (صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَوْلِیَائِہٖ) کیونکہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ کرامت ولی حقیقت میں معجزۂ نبی ہے۔ آنجناب کا بڑا معجزہ قرآن مجید ہے کہ تمام عالم اس کے معارضہ سے عاجز ہے۔ فصحائے عرب کہ فصاحت و بلاغت میں بے عدیل تھے اور قصیدہ طویلہ و نثر مسجع طویل فی البدیہہ بے تکلف آناً فاناً میں کہہ دیا کرتے تھے اس کے مقابلہ سے عاجز آئے اور آج تک ہزاروں کروڑوں ایسے ایسے فصیح و بلیغ دنیا میں گزرے ہیں کہ جز کے جز نظم و نثر پُر از بدائع لفظی و معنوی کھڑے کھڑے مجلسوں میں کہہ جانا ان کو کچھ مشکل نہ تھا۔ مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ قرآن کریم کا مقابلہ کرے باوجودیکہ قرآن کریم میں تحدی (مقابلہ کیلئے پکارنا) ہو چکی ہے اور منکرین کو قیامت تک پکارتا ہے

وَ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص بندہ پر) اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔۔پ ا ع ۳)

دشمنان دین اسلام خَذَلَهُمُ اللّٰهُ آج تخریب اسلام کی فکر میں ہیں۔ باوجود ادعاء کے قادر نہیں ہو سکے کہ کروڑوں پیشوایانِ ادیانِ باطلہ مدعی علوم جلیلہ ہر چند کہ زور لگا رہے ہیں لیکن ناکام رہے ہیں اور رہیں گے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (اور اللہ پورا کرنے والا ہے نور اپنے کو اگرچہ برا مانے کافر۔۔پ ۲۸ ع ۹) اور آپ ہی کا یہ ایک معجزہ ہے جو حاوی ہزارہا معجزات ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ کلام اللہ میں باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں اور اس پر ایک قوی دلیل قائم کی ہے کہ محققین علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورہ اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ کے ہے معجزہ ہے اور سورہ اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ۔ الخ کے دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں۔ پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں۔

معجزہ شق القمر

اور آپ ہی کا ایک معجزہ ہے شق القمر کہ فلسفی اور حکما اور علم الاشیاء کے جاننے والوں کی عقل حیران ہے۔ یہ معجزہ علمائے حدیث وسیر و تواریخ نے اپنی اپنی کتابوں میں باسناد روایت کیا ہے۔ منکرین کے شبہات کے جواب مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں جو اسی معجزہ کے بارہ میں ہے بوضاحت تمام دیئے ہیں اور مد رج اور معارج و شواہد وغیرہ میں بھی کچھ درج ہیں اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ملیبار کا راجہ کہ جسے راجہ بھوج کہتے ہیں اس کے عہد میں یہ معجزہ ظہور پزیر ہوا تھا وہ سن کر مسلمان ہوا۔ اس کی قبر اب تک بیرون دروازہ شہر زیارت گاہ خلائق ہے۔

وَ فَضَائِلُ جَلَّتْ۔۔الخ ثقات سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضرت فاطمہ زہرہ سلامہ اللہ علیہا سے حال خلق پیغمبر خدا ﷺ کا پوچھا۔فرمایا کہ تو بیان کر کہ دنیا کس قدر ہے اور دنیا میں کیا کیا شئے ہے۔اس نے عرض کیا کہ میں کیونکر بیان کروں۔فرمایا کہ جب تو دنیا کا حال نہیں بیان کرسکتا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ یعنی دنیا تھوڑی پونجی ہے۔پس میں حضرت ﷺ کا خلق کس طرح سے بیان کرسکتی ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی تیرا خلق بہت بڑا ہے اور بیضاوی میں ثقات سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے خلق کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الآیۃ یعنی قرآن میں جو اخلاق مذکور ہیں سب آپ کی ذات میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے مدائح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں، دوسرے کی کیا مجال کہ آپ کی صفت کر سکے۔

غرض آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کی سی ایک بات بھی کہیں کسی اور میں پائی نہیں جاتی۔ چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خود چند معجزے بیان فرمائے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ حیوانات و جمادات نے کسی اور کی تصدیق کے واسطے شہادتیں نہیں دیں اور نہ کبھی ایسے فعل جن کا ہر ایک جز بجائے خود ایک کامل معجزہ ہے کسی دوسرے سے صادر ہوئے۔منجملہ یہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نَطَقَ الذِّرَاعُ بِسَمِّہٖ لَکَ مُعْلِنًا | وَ الضَّبُّ قَدْ لَبَّاکَ حِیْنَ اَتَاکَا

معنے بیت: پارچہ (گوشت کا ٹکڑا) زہر آمیز نے آپ کو اپنے زہر آلودہ ہونے سے خبر دی اور گو جب آپ کے پاس لائی گئی تو اس نے آپ کی اجابت کی۔

جب تیری خدمت میں شہا ایک دست بز لایا گیا
تھا چونکہ زہر اس میں ملا وہ دست خود چلا اٹھا
اور سوسمار مردہ جب لائی گئی تیرے حضور
لبیک بولی برملا، تصدیق کی، کلمہ پڑھا

زہر آلود گوشت بول اٹھا

قسطلانی شرح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جنگِ خیبر میں ایک یہودیہ زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے پارچہ بکری زہر آلود کر کے آپ کے کھانے کو بھیجا۔ حضور اقدس صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے فقط ایک لقمہ منہ میں اٹھا کر رکھا ہی تھا کہ باہر پھینک دیا اور فرمایا کہ اس پارچہ نے مجھے خبر دی ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے ایک صحابی کچھ کھا چکا تھا وہ زہر کی وجہ سے شہید ہو گیا۔ آپ نے اس یہودیہ کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا میں نے زہر اس لئے دیا تھا کہ اگر آپ پیغمبر ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر پیغمبر نہ ہوں گے تو ہم نجات پائیں گے۔ آخر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسے اس مسموم شہید کے قصاص میں قتل کیا۔

سوسمار نے کلام کیا اور گواہی دی

وَالضَّبُ ۔الخ: نسیم الریاض میں ہے کہ طبرانی اور بیہقی نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی سوسمار شکار کئے ہوئے لے آیا اور آپ کے روبرو ڈال دیا اور کہا لات وعزیٰ کی قسم! اگر یہ سوسمار تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے تو میں بھی تم پر ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اس سوسمار کو پکارا کہ اے سوسمار! اس نے زبان فصیح سے کہ سب لوگوں نے سنا، جواب دیا کہ میں حاضر ہوں اور تابعدار ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے کہا اس خدا کی کہ جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کا حکم ہے اور دریاؤں میں اس کی بنائی ہوئی راہیں ہیں اور بہشت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ پروردگار عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی اور جو آپ کی تکذیب کرے محروم ہے۔ یہ سن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو نماز اور قرآت سکھائی اور سورہ اخلاص یاد کرائی۔ اس نے جا کر یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا وہ سب آنحضرت ﷺ کے حضور میں

حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَالـذِّئْـبُ جَاءَکَ وَ الْغَزَالَۃُ قَدْ اَتَتْ[۱] | بِکَ تَسْتَجِیْرُ وَ تَشْتَکِیْ بِجِمَاکَا

معنے بیت: اور بھیڑیے نے آپ کی تصدیق کی اور ہرنی نے آپ کے پاس آکر اپنے حال کی شکایت کی بے چاری آپ کی پناہ مانگتی تھی اور خلاصی چاہتی تھی۔

آگے یہودی کے تری جب گرگ نے تصدیق کی
پڑھ کلمۂ طیب جبھی وہ بھی مسلماں ہو گیا
اور آ کے ہرنی نے کیا صیاد کا جس دم گلا
کی تو نے شفقت سے رہا بر لایا اس کا مدعا

بھیڑیئے کا کلام کرنا

شرح السنہ میں ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے کی بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا، چرواہے نے جھپٹ کر بکری اس سے چھڑالی۔ وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور اس نے چرواہے سے کہا کہ خدا تعالٰی نے مجھے جو رزق دیا تھا، وہ تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ درمیان دو پتھریلی زمیں کے ان چھوہاروں کے درختوں میں ایک شخص تمہیں اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے اور تم سچ نہیں مانتے۔ ابو ہریرہ ﷛ کہتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا اور

شواهد النبوۃ میں ہے کہ اہبان اوس خزاعی اپنی بکریوں میں تھا، ایک بھیڑیا آیا، بکری کو لے گیا۔ اہبان نے چھڑالی اور بھیڑیا بولا کہ میرا نصیب تو نے چھین لیا۔ اہبان نے کہا تعجب ہے بھیڑیا انسانوں

---

[۱] وَالذِّئْبُ صَدَّقَ وَالظَّبْيَۃُ قَدْ شَکَتْ

کی طرح باتیں کرتا ہے، بھیڑیے نے کہا کہ زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ رسول آخرالزماں محمد بن عبداللہ ﷺ نخلستان مدینہ میں مبعوث ہو کر تم سب کو دینِ الٰہی کی طرف بلاتے ہیں اور تم غافل ہو۔ اہبان نے کہا کہ اگر میں اس نبی محمد ﷺ کے پاس جاؤں تو میری بکریوں کی یہاں حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیے نے کہا میں کروں گا اور مجھے قسم ہے اس کی جس نے اس نبی محمد ﷺ برحق کو تمام عالم کی طرف ہدایت دینے کو بھیجا ہے اور میں اس پر ایمان لایا ہوں کہ سوائے اپنی خوراک کے جو تو خود مقرر کر جائے گا زیادہ نہ کھاؤں گا۔ اہبان حضور پرنور میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا اہبان بھیڑیے نے جو عہد کیا اسے پورا کیا۔ بعدازیں اس نے تمام ماجراعرض کیا اور مسلمان ہو گیا۔ 122

وَالظَّبیۃ قد شکت نسیم الریاض شرح شفاعیاض میں طبرانی اور بیہقی سے بروایت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ ایک جنگل میں تھے ایک ہرنی نے آپ کو پکارا یَارَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ آپ نے پھر کے دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک اعرابی سوتا ہے۔ آپ نے اس ہرنی سے پوچھا کہ کیا کہتی ہے اس نے عرض کیا کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کیا ہے اور پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھ چھوڑ دیں تو میں ان کو دودھ پلا آؤں، آپ نے فرمایا کہ پھر آئے گی؟ اس نے کہا بے شک پھر آؤں گی، آپ نے اس کھول دیا وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر آگئی، آپ نے اسے باندھ دیا اور اس اعرابی نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور عرض کیا کہ کچھ آپ نے ارشاد کرنا ہے جو آپ تشریف فرما ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے، اس نے چھوڑ دیا، ہرنی وہاں سے یہ کہتے ہوئی چل گئی

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ کَذَا لْوُحُوْشُ اَتَتْ اِلَیْکَ وَسَلَّمَتْ | وَشَکَا الْبَعِیْرُ اِلَیْکَ حِیْنَ رَاٰکَا

معنے بیت: اسی طرح وحشی جانوروں نے آپ کو سلام کیا اور اونٹ نے جب آپ کو دیکھا تو اپنے حال کی شکایت کی۔

کی وحشیوں نے بھی تیری تصدیق اے حق کے نبی
تیرے سلامی تھے سبھی اے بادشاہ دو سرا
کی اونٹ نے تجھ سے بیان دکھ درد کی سب داستاں
دیکھا جو تجھ کو مہربان شکوہ مصیبت کا کیا

بکریوں اوراونٹ نے سجدہ کیا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بزار نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ مع شیخین رضی اللہ عنہما اور ایک شخص انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں سب نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے ہم کو اس سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنی چاہیے۔ ہم بھی آپ کو سجدہ کریں، فرمایا نہیں اگر سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اور ابوداؤد میں عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا کہ جو کوئی وہاں جاتا اسے کاٹنے کیلئے جھپٹتا۔ آپ نے اسے بلایا وہ آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور سامنے بیٹھ گیا اور آپ نے اس کے ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا کہ جنّی اور انسی کفار کے سوا جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں وہ سب جانتی ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں۔

وَشَكَا الْبَعِيْرُ ---الخ شرح السنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ چلے جاتے تھے کہ ایک اونٹ نے آپ کے سامنے سر رکھ دیا اور گلے میں کچھ آواز کی۔ آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ مجھ سے محنت زیادہ لی جاتی ہے اور دانہ چارہ کم ملتا ہے۔ یہ ایک بڑی طویل عبارت کا خلاصہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ دَعَوْتَ اَشْجَارًا اَتَتْکَ مُطِیْعَةً | وَ سَعَتْ اِلَیْکَ مُجِیْبَةً لِنِدَاکَمَا

معنے بیت: اور آپ نے درختوں سے اپنی صداقت پر استشہاد کیا تو انہوں نے گواہی دی اور جب آپ نے کسی درخت کو اپنی طرف بلایا تو بلا تامل بقبولیت تمام دوڑتا آیا۔

بھولے ترے احسان کو لازم نہیں انسان کو
ٹالے تیرے فرمان کو یہ تاب کس کی ہے بھلا
تو نے درختوں کو شہا جب حکم آنے کا دیا
لائے تیرا فرماں بجا سب آئے اور کلمہ پڑھا

درخت نے آپ کی رسالت کی گواہی دی

وَ دَعْوَتَ اَشْجَارَ دارمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کی رسالت من اللہ کا کون گواہ ہے؟ فرمایا کہ سلم کا درخت جو کنارہ میدان میں نظر آتا ہے اور اسے بلایا اور وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ آپ نے اس سے تین بار گواہی لی، اس نے ہر سہ بار گواہی دی کہ آپ سچے ہیں اور پھر باجازت بدستور سابق اپنی جگہ واپس گیا۔ صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جن آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ اور کون گواہی دیتا ہے کہ آپ رسول خدا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ درخت اور بعد اس کے درخت کو بلایا وہ اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا چلا آیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس درخت خرما کے خوشہ کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں رسول خدا ہوں پھر آپ نے اس کو بلایا اور وہ درخت پر سے جھکتا ہوا آیا اور آپ کے پاس گرا اور اس نے آپ کے پیغمبری کی گواہی دی اور پھر آپ نے اس سے فرمایا پھر جا۔ وہ پھر گیا اور وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

درختوں نے آپ کی اطاعت کی

مُطِیْعَةٌ: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک منزل میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک میدان وسیع میں جا اترے۔ آنحضرت ﷺ قضائے حاجت کو تشریف لے گئے، وہاں کوئی آڑ نہ تھی۔ جنگل کے کنارے پر دو درخت تھے۔ آپ ایک کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ کو پکڑ کر فرمایا کہ بحکم خدا میری اطاعت کر، وہ ساتھ ہولیا جیسے اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وسط میں اس کو کھڑا کیا پھر اسی طرح دوسرے کو بھی لے آئے اور فرمایا کہ بحکم خدا مل جاؤ سو وہ دونوں درخت مل گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پر جا کر قائم ہو گئے۔

ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت

وَ سَعَتْ اِلَیْکَ نسیم الریاض میں ہے کہ بزار نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے آپ سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی درخت کو جسے تیرا جی چاہے کہہ دے کہ تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں اس نے ایک درخت کو کہا وہ فوراً زمین کو پھاڑتا اور اپنی جڑیں گھسیٹتا آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ۔ اعرابی نے عرض کیا کہ اسے اپنی جگہ پر پھیر دیجئے۔ آپ نے حکم دیا وہ بدستور اپنی جگہ پر جا کر قائم ہوا۔ وہ اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا اجازت تو میں آپ کو سجدہ کروں آپ نے فرمایا کہ سجدہ غیر اللہ کو حرام ہے اگر جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ اس نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ پاؤں کو چوموں، آپ نے اجازت دی، اس نے ہاتھ اور پاؤں آپ کے چومے۔[1]

---

[1] فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی عالم یا صالح کی قدم بوسی کرنا چاہے تو عالم یا صالح کو چاہئے کہ اپنے پاؤں پھیلا دے۔ چنانچہ معدن الجواہر مصنفہ حضرت مولانا محمد قطب خان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے اور اس مسئلہ کی اصل ایک یہ جو ابوداؤد نے بَابُ مَاجَاءَ فِیْ قُبْلَةِ بَعْضِ الْجَسَدِ میں زارع سے روایت کیا (حاشیہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

مُعجِزَہ : محدث بیہقی اور ابویعلیٰ نے حضرت اسامہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک سفر جہاد میں فرمایا کہ کہیں قضائے حاجت کی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت سے کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟ میں نے عرض کے کہ کچھ درخت متفرق نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جا ان درختوں سے کہہ رسول اللہ ﷺ کا تمہیں حکم ہے کہ اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہہ۔ میں نے جا کر کہہ دیا۔ قسم اللہ کی میں دیکھا کہ وہ درخت قریب ہو کر اکٹھے ہو گئے اور مل کر مثل دیوار کی بن گئے۔ آپ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور پھر مجھ سے فرمایا کہ اب ان سے کہہ دو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہہ دیا وہ اپنی اپنی جگہ پر جا کر قائم ہوئے اور ایسے ہی امام احمد و بیہقی وطبرانی نے یعلی بن سیابہ سے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَالْمَاءُ فَاضَ بِرَاحَتَیْکَ وَ سَبَّحَتْ | صُمُّ الْحِصٰی بِالْفَضْلِ فِیْ یُمْنَاکَا

معنے بیت: اور پانی آپ کی انگلیوں سے بہہ نکلا اور کنکریوں نے آپ کے داہنے ہاتھ میں تسبیح پکاری۔

جنگ حدیبیہ میں تھی لشکر کو بے حد تشنگی!
انگشت اطہر سے تری چشمے چلے دریا بہا

(بقیہ حاشیہ) ہے کہ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنَتَقَبَّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَ رِجْلَیْہِ جب ہم مدینہ شریفہ کو آتے تھے تو اپنی اپنی سواریوں سے جلد جلد اتر کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔ دوسرے یہ جو ترمذی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا چل اس نبی سے کچھ پوچھیں، اس نے کہا کہ نبی نہ کہہ اگر وہ سن لے گیا تو بڑا خوش ہوگا۔ بس آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو احکام کا سوال کیا گیا کہ کیا کیا تھے۔ آپ ﷺ نے جواب میں جو کچھ فرمایا انہوں نے اس کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ ہم آپ ﷺ کے سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ تیسرے یہ جو متن میں مذکور ہے۔

اللہ رے تیرا معجزہ جب ہاتھ میں تو نے لیا
کی سنگریزوں نے ادا تسبیح رب کلمہ پڑھا

آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے

صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک لوٹا تھا اس سے آپ وضو کیا کرتے۔ سب لوگوں نے آپ کے پاس آ کر عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں پانی نہیں رہا۔ یہی ہے جو آپ کے اس لوٹے میں ہے۔ ہم وضو اور پینے کے واسطے کیا کریں؟ پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی نے آپ کی انگلیوں سے مانند چشموں کی جوش مارا ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا۔ مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے اور بھی صحیحین میں روایت ہے کہ آپ زورا (مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک برتن پانی کا آپ کے سامنے لائے۔ آپ نے دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور آپ کی انگلیوں سے پانی چشموں کی مانند بہہ نکلا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ تین سو آدمی یا قریب اس کے تھے اور نیز صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے پانی کم رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ۔ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے دست مبارک اس میں رکھا اور کہا لو پاک کرنے والے مبارک اور اللہ کی برکت کو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بالتحقیق میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں سے جوش مارتا تھا۔

کنکریوں کی تسبیح

سَبَّحَتْ صُمَّ الْحِصی بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے حضور میں تھا کہ تینوں خلفاء ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بھی یکے بعد دیگرے آئے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ سات کنکریاں تھیں۔ وہ آپ نے اٹھا کر کف مبارک پر رکھیں تو وہ کنکریاں

خدا کی تسبیح کرتی تھیں۔ آواز ان کی شہد کی مکھی کے مانند تھی۔ پھر ہر سہ خلفاء نے بھی ہاتھ پر رکھا تو ایسا ہی سنا گیا۔ حافظ ابوالقاسم نے اپنی تاریخ میں یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَعَلَیْکَ ظَلَّلَتِ الْغَمَامَةُ فِی الْوَرٰی | وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلٰی کَرِیْمِ لِقَاکَا

معنٔے بیت: اور بادلوں نے آپ پر سایہ کیا اور ستون آپ کے ہجر میں رویا۔

جب دھوپ میں سوئے حرا تشریف فرما تو ہوا
بدلی نے آ سایہ کیا تھا اس کو یہ حکم خدا
جب تو نے اے نور ہدا منبر پر خطبے کو پڑھا
تو وہ ستوں رونے لگا جو تکیہ گہ پہلے سے تھا

بادلوں کا سایہ

وَعَلَیْکَ ظَلَّلَتْ: شواھد النبوۃ میں بی بی حلیمہ مرضعہ پیغمبر خدا ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ تین سال کی عمر کے ہوئے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ باہر چراگاہ میں عصا پکڑ کر جاتے اور رات کو خوش وخرم پھر آتے۔ ایک دن ہوا گرم اور دھوپ سخت تھی مجھے تشویش ہوئی کہ ایسا نہ ہو آج آپ کو تکلیف پہنچے۔ شیما جو آپ کی رضائی بہن تھی بولی کہ اے ماں غم نہ کر میں نے دیکھا کہ محمد (ﷺ) کے گرداگرد دو حوض سرد آبہ ہیں اور اوپر ایک بادل ہے جدھر وہ جاتا ہے ادھر آپ بھی جاتے ہیں۔

ستون رونے لگا

وَالْجِذْعُ: صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ خطبہ کے وقت مسجد کے ستون سے کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے۔ جب منبر بنا خطبہ پڑھا تو وہ ستون چلا کر رونے لگا قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ آنحضرت ﷺ منبر سے اترے اور ستون کو اپنے بدن

لے اور یہی حدیث بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ما ثبت بالسنۃ الشیخ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مبارک سے لگا لیا۔ دیر تک وہ ستون ہچکیاں لیتا رہا جس طرح لڑکے رونے کے بعد ہچکیاں لیتے ہیں جب تھم گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ کَذَاکَ لَا اَثَرٌ لِمَشْیِکَ فِی الثَّرٰی | وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِہٖ قَدَمَاکَا

معنے بیت: آپ کے پاؤں کا نشان زمین پر نہ لگا اور پتھر میں آپ کے دونوں پاؤں کا نشان پڑ گیا۔

اے سید جن و بشر! چلتا تھا جب تو خاک پر
ہوتا نہ تھا مطلق اثر تیرے قدم کا ایک جا
پتھر پہ گر چلتا کبھی تو اے میرے حق کے نبی
نقشِ قدم ہوتا جبھی دل موم ہوتا سنگ کا

زمین پر آپ کے قدم کے نشان نہ پڑتے اور پتھر پر پڑتے

کَذَاکَ لَا اَثَرٌ --- ہجرت کے وقت آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نکلے پیادہ پا تھے بہت تلاش کیا کہیں نشان قدم مبارک نہ ملا۔

وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ --- الخ اصحاب سیر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ اکثر اوقات پاپیادہ چلتے تھے تو پتھر آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے تھے اور آپ کے قدم مبارک کے نشان اس میں ہو جاتے تھے۔ علامہ حافظ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ میں ثقات سے روایت کیا اور بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کیا اور المرتجٰی بالقبول میں لکھا ہے کہ اصحاب سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ کَثِیْرًا مَّا کَانَ اِذَا مَشٰی عَلَی الْحَجَرِ یَصِیْرُ رَطَبًا لَہٗ حَتّٰی غَاصَتْ قَدَمَاہُ فِیْہِ اکثر وقت ابتدا حالت میں آپ ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور نشان قدم مبارک کے ہو جاتے تھے۔

وَ شَفَیْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ اَمْرَاضِہٖ | وَمَلَأْتَ کُلَّ الْاَرْضِ مِنْ جَدْوَاکَا

معنے بیت: آپ کی دعا سے بہت سے مصیبت زدہ اور بیماروں کو شفا ہوئی اور تمام زمین آپ کے فیض و نور اسلام سے منور ہوئی۔

مدت کے جو بیمار تھے تیرے طفیل اچھے ہوئے
مملو ہے تیرے فیض سے کون و مکاں ارض و سما

رحمت للعالمین

آنحضرت ﷺ کے پاس جو آیا خالی نہیں گیا۔ بے شمار مصیبت زدگان سے آلام و مصائب سے نجات پائی۔ کتب حدیث اور سیر اس کی گواہ ہیں اب بھی جو صدق ارادت سے بارگاہ عالی میں حاضر ہوا ان شاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہے گا بلکہ ہر ایک جگہ آپ کے توسل سے مراد پائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اے محمد! ہم نے آپ کو اہل عالم کیلئے رحمت کر کے بھیجا۔ واضح ہو کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ بہشت، دوزخ، آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، جن، انسان، فرشتے، درندے، چرندے، پرندے، آگ، پانی، ہوا وغیرہ درخت، پتھر، سورج، چاند، ستارے، سیارے، سب عالم ہیں۔ اسی طرح عالم، دنیا، عالم عقبیٰ بھی عالم ہیں اور حضرت ﷺ ہر ایک شے کے واسطے ہر ایک وقت میں رحمت ہیں۔ عالم دنیا میں اہل عالم کیلئے تو یوں رحمت ہیں کہ آپ کے وجود فیض آمود کے دنیا میں ہونے سے اہل دنیا کی بدعملیوں کی سزا موقوف بر وقت دیگر ہے پچھلے وقت کی مانند سور بندر وغیرہ نہیں کیے جاتے[1]۔ اگر چہ کیسے ہی سزاوار ہوں لیکن مسخ سے محفوظ ہیں تاکہ حیات دنیا سے متمتع ہو لیں اور عالم عقبیٰ میں اس طرح رحمت ہیں کہ جب تمام بنیآدم کا کوئی حامی اور شفیع

---

[1] وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ الخ اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا کیونکہ تو ان میں ہے۔ پس آیہ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آپ کے وجود باجود کے طفیل جہاں سے عذاب مرتفع ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بظاہر موت ہوئی اور آپ کا جسد مبارک دنیا میں مدفون ہوا تا کہ قیامت تک باعث امن خلائق ہو ورنہ آپ کو موت نہیں، مرفوع الی السماء ہوتا تھا کیونکہ آپ جامع فضائل انبیاء تھے وَمِنْھُمْ اِدْرِیْسُ وَ عِیْسٰی عَلَیْھِمَا السَّلَامُ۔

نہ ہوگا تو آپ بڑی اولوالعزمی سے یہ بیڑا اٹھائیں گے۔ اگر عالم عقبیٰ میں شفاعت رحمت نہیں تو وہاں اور کیا کام رحمت کا ہوگا اور آیہ مذکورہ میں رحمت کے کیا معنی۔

آپ ہم کو بہت چاہتے ہیں اور ہم پر بڑے مہربان ہیں اور آپ کا فیض تمام روئے زمین پر منتشر ہوا۔ انبیاء سابقین باوجود بڑی بڑی عمروں کے ایسے نہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کمتر عمر کے چھٹے حصے میں کثیر التابعین ہو گئے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس قصیدہ میں چند مصیبت زدگان و آفت رسیدگان کا ذکر کیا ہے جن کی مشکلات جناب رسالت مآب سے حل ہوئیں۔

صَلَوَاتُ اللهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ رَدَدْتَّ عَيْنَ قَتَادَةٍ بَعْدَ الْعَمٰى | وَ ابْنَ الْحُصَيْنِ شَفَيْتَهُ بِشِفَاكَا

معنے بیت: آپ نے قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ کو درست کر دیا اور ابن الحصین کو بھی آپ سے تندرستی حاصل ہوئی۔

جس وقت تیر آ کر لگا چشمِ قتادہ میں شہا
حدقہ میں تو نے رکھ دیا ڈھیلے کو، اچھا ہو گیا
ابن حصین اے شاہ دیں مدت سے تھا زار و حزیں
صدقہ میں تیرے بعد ازیں امراض سے پائی شفا

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ درست ہوگئی

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا۔ آنکھ ان کی رخسارہ سے لٹک آئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس آنکھ کو پھر حدقہ میں اپنے دست مبارک سے رکھ دیا۔ وہ اچھی ہوگئی بلکہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

وَ کَذَا خُبَیْبًا وَ ابْنَ عَفْرَا بَعْدَ مَا | جُرِحَا شَفَیْتَهُمَا بِلَمْسٍ یَدَاکَا[1]

معنے بیت: اور خبیب اور ابن عفرا جب دونوں زخمی ہوئے تو آپ کے دست مبارک پھیرنے سے شفا ہوگئی۔

زخمی ہوئے جس دم خبیب اور ابن عفرا بدر میں
دست کرامت نے تیری ہر ایک کو بخشی شفا

کٹے ہوئے پہلو کو جوڑ دیا گیا

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ خبیب بن یساف کو بدر کے دن پشت پر تلوار لگی اور ایک پہلو کٹ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دست مبارک سے اس پہلو کو بدن سے ملا دیا اور اس پر دم کیا وہ اچھا ہوگیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ عَلِیًّا الْمَرْمَدَ اِذْ دَاوَیْتَهٗ | فِیْ خَیْبَرَ فَشَفٰی بِطَیِّبِ لَمَاکَا

معنے بیت: اور خیبر کی لڑائی میں جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوب چشم ہوا تو آپ کے لب مبارک لگانے سے صحت ہوئی۔

حضرت علی خیبر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے
حاصل ہوئی ان کو ترے اک لب لگانے سے شفا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے لعاب سے شفا ہوگئی

اور صحیحین میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جنگ خیبر کے دن دکھتی تھیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے آب دہن مبارک ان پر لگا دیا فوراً اچھی ہوگئیں۔ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

[1] یہاں حسب قاعدہ نحو یدیک ہونا چاہئے مگر بتوافق حرف روی قافیہ کے مجرور اور منصوب کو مرفوع پڑھنا جائز ہے بلکہ بلاضرورت شعری میں بھی اس کی نظیر ملتی ہے۔

میں ایک بار آنحضرت کے حضور میں حاضر ہوا۔ ایسا بیمار تھا کہ یہ کلمات میرے زبان پر تھے یا اللہ اگر میری اجل آگئی ہے تو آ جائے میں اس درد سے نجات پاؤں اگر ابھی نہیں آئی ہے تو شفا دے۔ اگر میرے امتحان کیلئے یہ بیماری ہے تو مجھے صبر دے۔ آنحضرت ﷺ نے پاؤں سے مجھے ٹھوکر مار کر فرمایا تو نے کیا کہا پھر کہہ، میں نے وہی دعا کی، فرمایا اللہ اسے شفا دے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہتے ہیں میں اسی وقت اچھا ہو گیا اور بعد اس کے مجھے ایسا درد نہیں ہوا۔[۱]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ سَاَلْتَ رَبَّکَ فِی ابْنِ جَابِرٍ بَعْدَ الَّذِیْ | قَدْ مَاتَ اَحْیَاہُ وَ قَدْ اَرْضَاکَا

معنے بیت: اور ابن جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے حق میں جب وہ مر گیا تھا تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر کے آپ کو راضی کر دیا۔

اللہ رے تیرا معجزہ جابر کا جب بیٹا مرا
کی اس طرف تو نے دعا وہ اس طرف اچھا ہوا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مردہ بچے زندہ ہو گئے

شواھد النبوۃ میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے ایک برّہ ذبح کیا اور سامان ضیافت میں مصروف ہوا۔ میرا بڑا لڑکا دیکھتا تھا۔ اس نے چھوٹے سے کہا آ تجھے دکھاؤں ہمارے باپ نے برہ کس طرح ذبح کیا ہے یہ کہا اور پکڑ کر چھری اس کے گلے پر پھیر دی۔ ان کی ماں نے دیکھ لیا وہ ان کی طرف دوڑی۔ لڑکا خوف سے بھاگ کر کوٹھے پر چڑھنے

---

[۱] صحاح ستہ اور دیگر کتب مغازی میں مروی ہے کہ جنگ خیبر میں شام کے وقت آپ نے فرمایا لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ ۔ میں کل کے دن ایسے شخص کو علم (جھنڈا) دوں گا جو بڑا دلیر اور بہادر ہے میدان سے پھرنے والا نہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ اس کو اچھا جانتے ہیں۔ یہ قلعہ اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اس وقت ان کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے لب مبارک لگا دیا۔ فوراً اچھی ہو گئیں اور علم فتح ان کو عطا فرمایا۔

لگا۔ اوپر سے زینہ سے پاؤں پھسلا اور گر کر وہ بھی مر گیا۔ عورت مردانہ سیرت نے بایں خیال کہ آپ کی ضیافت میں حرج ہوگا دونوں مذبوح و مسقوط پر گدڑی ڈال کر چھپا دیا اور مجھے بھی خبر نہ کی۔ جب کھانا تیار ہوا اور حضور ﷺ بعادت کریمانہ تشریف لائے۔ میں نے کھانا پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر اپنے فرزندوں کو بلا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ کھائیں، میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ لڑکے کہاں ہیں؟ آپ بلاتے ہیں وہ نیک بخت بولی کہ وہ کہیں باہر کھیلتے ہوں گے۔ معلوم نہیں کہاں اور کدھر ہیں۔ میں یہ بات حضور میں عرض کی، آپ نے فرمایا کہ حکم الٰہی ہے جب تک وہ نہ آئیں گے میں نہ کھاؤں گا۔ مجبوراً عورت نے وہ تمام حال ظاہر کر کے گدڑی اٹھا کر دکھادی۔ میرے ہوش جاتے رہے اور شور وغل پیدا ہوگیا۔ حضرت شفیع المذنبین رحمت للعالمین ﷺ نے اٹھ کر ان کے سر پر آ دیکھا بعد ازاں بحکم الٰہی دعا کی کہ اے بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے والے اور ہر شئے کو عدم سے ظہور میں لانے والے، مردوں میں روح پھونکنے والے انہیں زندہ کر۔ آپ کے یہ دعا کرتے ہی دونوں زندہ ہو گئے اور مل کر کھانا کھایا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شَـــاةٌ مَسَـنَـــتَ لِاُمِّ مَعْبَدَ اَلْبَــيُ | نَشَـفَــتُ فَـدَرَّتُ مِنُ شِـفَـا رُقْيَـاكَـا

معنے بیت: اور ام معبد کی بکری کا جبکہ دودھ خشک ہو گیا تو آپ کے دست مبارک کے چھونے پر بہت ہو گیا اور آپ کے کچھ پڑھنے کی برکت سے دودھ دار ہو گئی۔

خشک بکری دودھ دار ہوگئی

شرح السنہ میں حبیش بن خالد برادرِ اُمِ معبد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کو مع ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ آزاد غلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور عبداللہ لیثی بھی کہ راہ بتانے کیلئے آپ کے ساتھ تھا ام معبد کے خیمہ پر گزرے اور اس سے گوشت اور چھوہارے خریدنے چاہے قحط کے باعث اس کے پاس نہ تھے۔ ام معبد کے خیمہ

ا؎ مَسَنَتْ شَاةً لِاُمِّ مَعْبَدَ بَعْدَ مَا

میں ایک بکری کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ ام معبد نے کہا کہ بسبب لاغری کے اور بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں جاسکتی اس سبب سے یہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے تھنوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ بالکل خشک ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اجازت دو تو ہم اس سے دودھ دوہ لیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور اس بکری کے تھنوں پر بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا تو بکری نے پاؤں پھیلا دیئے اور دودھ اس کے تھنوں میں بھر آیا اور اس نے جگالی کرنی شروع کی۔ پھر آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا اور اس میں دودھ دوہا اور وہ برتن بھر گیا۔ پھر آپ نے پہلے ام معبد کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں کو پلایا، وہ بھر سیر ہو لئے پھر سب سے پیچھے آپ نے پیا۔ اس کے بعد دوبارہ برتن آپ نے دودھ سے بھر کر ام معبد کے حوالے کیا۔ ام معبد مسلمان ہو گئی اور آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ دَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّکَ مُعْلِنًا | فَانْہَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِیْنَ دُعَاکَا

معنے بیت: قحط سالی میں لوگوں کی التجا پر آپ نے پروردگار کی جناب میں دعا کی تو بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔

تیری کرامت تھی شہا جو دودھ بکری نے دیا
کی قحط میں تو نے دعا بارش ہوئی بے انتہا

آپ کی دعا سے اسی وقت مینہ برس پڑا

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں ایک بار قحط ہوا آپ خطبہ جمعہ میں کھڑے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکے مرتے ہیں آپ مینہ کے واسطے دعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر کوئی ابر کا ٹکڑا نہ تھا۔ خدا کی قسم ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے تھے کہ ابر مانند پہاڑوں کی ہر طرف سے

گھر آیا۔آپ منبر سے اترنے نہیں پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے۔اس دن سے دوسرے جمعہ تک برابر مینہ برسا پھر دوسرے جمعہ کو کسی شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا۔آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ گرد ہمارے برسے ہم پر نہ برسے اور ابر کی طرف اشارہ کیا وہ کھل گیا۔مدینے پر بالکل پانی برسنا موقوف ہوگیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا۔اطراف سے جو لوگ آتے مینہ کی کثرت بیان کرتے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ دَعَوْتَ کُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوْ اِلٰی | دَعْوَاکَ طَوْعًا سَامِعِیْنَ نِدَاکَا

معنے بیت: اور آپ نے تمام مخلوق کو توحید الٰہی کی طرف پکارا تو سب نے آپ کی دعوت کو تہہ دل سے قبول کیا اور تابعداری کی۔

کی تو نے دعوت خلق کی جس وقت اے حق کے نبی
آئے تری جانب سبھی اور سب نے صدقنا کہا

رسالت عامہ

کُلَّ الْخَلْقِ --قَالَ اللہُ تَعَالٰی-- وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ (اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔پ۲۲ع۹) وَ اَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا (اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کیلئے رسول بھیجا)۔صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک نبی اپنی اپنی قوم کی طرف خاص کر بھیجا جاتا تھا اور میں علی العموم تمام آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً میں بھیجا گیا ہوں مخلوق کے ہر گروہ کی طرف۔اور ثابت ہے کہ آپ کی نبوت کی معرفت ہر ایک ذی روح اور غیر ذی روح کو ہے۔چنانچہ مسلم اور ابوداؤد میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں اور بحیرہ راہب کا ابوطالب سے کہنا جو حدیث طویل صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ لَمْ یَبْقَ شَجَرٌ وَ لَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا۔ شجر و حجر وغیرہا سے کوئی شئے باقی نہ رہ گئی تھی کہ جس نے محمد ﷺ کو سجدہ نہ کیا ہو۔ یہ سید العالمین، یہ رسول رب العالمین ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو رحمت للعالمین کر کے بھیجے گا صاف دلالت کرتا ہے کہ بے جان چیزوں کو بھی آپ کی شناخت قدیمی اور معرفت ازلی تھی۔ چنانچہ ترمذی اور دارمی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک طرف کو مکہ سے باہر

---

۱ شواہد النبوۃ اور دیگر کتب احادیث و سیر میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ ابوطالب پیغمبر خدا ﷺ کو ساتھ لے کر سفر تجارت کیلئے ملک شام کو نکلے۔ راستہ میں ایک راہب بحیرہ نامی کے مکان پر اترے۔ اس نے ابوطالب سے کہا کہ اے ابوطالب تو اس جوان کو واپس پھیر دے اور شام کی طرف نہ لے جا کیونکہ وہ لوگ بذریعہ کتب آسمانی اس کو پہچان لیں گے اور مَهْمَا اَمْكَنَ جہاں تک ممکن ہوگا اس کو قتل کرنے میں کوشش کریں گے۔ ابوطالب نے کہا تو کیونکر جانتا ہے۔ راہب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ یہ جوان جدھر جاتا ہے اسی طرف کے درخت پتھر وغیرہ اس کے آگے جھک جاتے ہیں اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ سوائے نبی کے اور کسی کے آگے نہیں جھکتے۔ پھر اس نے آپ کا کپڑا اٹھا کر مہر نبوت کا نشان بھی دکھایا۔ اندر لے جا کر جہاں تمام انبیا کی صورتیں رکھی تھی آپ کی صورت بھی ملادی اور بھی اپنی تصدیق کلام کے واسطے ابوطالب کو کئی نشان دکھائے۔ ابوطالب نے آپ کو واپس کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل از پیدائش علاوہ آدمیوں کے دیگر اشیاء کو بھی آپ کی نبوت کا علم تھا اور سب چیزیں آپ ﷺ کو پہچانتی تھیں۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے ہو چکا ہے بفضلہ تعالیٰ حافظ ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب محمد ﷺ پیدا ہوئے تو ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور آپ کو اٹھا کر لے گیا اور ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو مشرق و مغرب اور دریاؤں اور جنگلوں میں پھراؤ کہ خشکی اور تری کی سب چیزیں حیوانات، جمادات اور نباتات اس کی صورت کو پہچانیں اور اس کی شان نبوت و منزلت رسالت کو جانیں کہ یہ شخص ہے جو شرک کو مٹائے گا اور ربوبیت و الوہیت واحد یگانہ کو پھیلائے گا۔ ماثبت بالسنہ صفحہ ۶۹ اور الدر المنظم فی مولد النبی المعظم میں بروایت ابن عباس حلیہ ابونعیم سے منقول ہے کہ حیوانات روئے زمین مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کو پھر گئے اور ایک دوسرے کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی اور اسی طرح حیوانات آبی نے ایک دوسرے کو خبر کی اور آسمان و زمین میں جنوں اور فرشتوں کے آواز اور آپ کے ظہور مبارک کی نسبت سنائی دیتیں الخ۔

تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا پس آپ جس درخت پتھر اور ٹیلہ وغیرہ کے پاس جاتے وہ کہتا
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

پس ثابت ہو گیا کہ آپ تمام مخلوق وموجود کی طرف بھیجے گئے اور سب نے آپ کو پہچانا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ خَفَضْتَ دِیْنَ الْکُفْرِ یَا عَلَمَ الْھُدٰی | وَ رَفَعْتَ دِیْنَکَ فَاسْتَقَامَ ھُدَاکَا

معنٰے بیت: اے ہدایت اور راہنمائی کے نشان آپ نے تمام جھوٹے دینوں اور شرک، وہوا پرستی کی راہوں کو مٹایا اور اپنے دین حق کو ظاہر کیا تو وہ صحیح طریق سے قائم ہو گیا۔

دنیا سے شرک و کفر کا پردہ دیا تو نے اٹھا!
دنیا میں دین پاک کا جھنڈا کیا محکم کھڑا!!

آپ نے دین کو غالب کر دیا

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّ اِسْمُہٗ ـــ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (پ ۱۰، ع ۱۱) اللہ وہ ہے کہ جس نے بھیجا، اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے تا کہ غالب کرے اس کو اوپر تمام دینوں کے۔ بے شک جناب پیغمبر خدا ﷺ جس وقت پیدا ہوئے ادیان باطلہ پست ہونے لگے اور دین حق کہ دین اسلام محمد بن عبداللہ نبی امی ہاشمی ﷺ کا ہے غالب اور روشن ہوا۔ ہجرت سے آج تک ہر زمانہ کی تاریخیں شاہد ہیں کتب احادیث سے بنقل ثقات کتاب شواہد النبوت[1] میں لکھا ہے کہ جب رات آپ پیدا ہوئے اسی رات کسریٰ کا ایوان کانپا اور چودہ کنگرے اس کے گر گئے۔ وہ آتش کدہ کہ ہزار سال سے برابر ایک ساعت بجھنے نہ پایا تھا بالکل بجھ گیا۔ علیٰ ہذا القیاس روئے زمین پر بہت نشان خرابی بے دینان ومشرکان ظاہر ہوئے۔ مرغ وماہی زمین وآسمان میں خبر ہو گئی۔ روئے زمین اور تمام حرم خاص کے بت سرنگوں ہو گئے۔ اس واقعہ کی

[1] یہ روایت ماثبت بالسنہ میں بھی ہے۔

تصدیق زردشتیوں کی کتاب دساتیر میں بھی لکھی ہے۔ صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور مشارق و مغارب زمین کے مجھے دکھائے جہاں تک میں دیکھ چکا ہوں وہاں تک عنقریب میری امت کی بادشاہی ہوگی۔

وَ رَفَعَتْ دِیْنَکَ الخ- اللہ تعالیٰ نے فرمایا و رفعنا لک ذکرک و کلمۃ اللہ ھی العلیا۔ وہ ذکر اور کلمۃ اللہ دین اسلام ہی ہے جو ہمیشہ تک رہے گا اور نیز فرمایا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون (پ ۲۸، ع ۹) اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا قیامت تک اگرچہ ناحق شناس برا ہی مانیں۔ وہ نور دین محمدی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَعْدَاکَ عَادُوْا فِی الْقَلِیْبِ بِجَھْلِھِمْ | صَرْعٰی وَ قَدْ حُرِمُوْا الرِّضٰی بِجَفَاکَا

معنے بیت: آپ کے دشمن جہالت کی وجہ سے گڑھے میں پڑ گئے اور رضا و رحمت الٰہی سے آپ کو تکلیف دینے کے باعث محروم رہے۔

جو جو تیرا دشمن ہو قعر جہنم میں گرا
جو درپے ایذا ہوا محروم رحمت سے رہا

مقتولین بدر سے کلام

بخاری میں ہے کہ غزوہ بدر میں بعد فتح کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کافروں کو چاہِ بدر میں ڈلوایا اور متصل اس کنوئیں کے کھڑے ہو کر ایک ایک کا نام پکار کر فرمایا خدائے تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے ٹھیک پایا اور تم نے بھی جو کچھ خدائے تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا پا لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایسے جسموں سے کلام کرتے ہیں جن میں روح نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

فِــیْ یَــوْمِ بَــدْرٍ قَــدْ اَتَتْکَ مَلَائِکٌ | مِنْ عِنْـدِ رَبِّکَ قَـاتَلَـتْ اَعْدَاکَا

معنئے بیت: اور جنگِ بدر کے دن فرشتے آپ کی مدد کو آئے اور آپ کے دشمنوں کو قتل کیا۔

دن بدر کے بے شبہ و شک خالق نے کی تیری کمک
ایک دم میں آ پہنچے ملک فی النار اعدا کو کیا

دربارنبوی میں فرشتوں کی حاضری

قَـالَ اللّٰہُ تَعَالٰی جَلَّ جَلَالَہٗ ——وَ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ– اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ– بَلٰی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ (اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتہ اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر وتقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ پ۴ع۴)اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ (جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ پ۹ع۱۵)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چکی فرشتے پھیرتے تھے

تفصیل نزول ملائکہ و جنگ وغیرہ کتب احادیث وسیر میں موجود ہے کہ اللہ کے فرشتے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت کرتے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام جو ایک مقرب فرشتہ تھے آپ کی بارگاہ کے غلام تھے اور دیگر فرشتے بھی اہلبیت نبوت کی خدمت گزاری کرتے تھے چنانچہ سید سمہودی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر سے بلا لاؤں۔ میں نے

دروازہ پر بہت دفعہ بلایا کسی نے آواز نہ دی، میں پھر آیا۔ آپ نے فرمایا جا علی رضی اللہ عنہ گھر میں ہے۔ میں پھر گیا اور ذرا اندر کی طرف ہو کر بلانے کو کھڑا ہوا تا گہاں اندرون خانہ کے ایک گوشے میں میری نظر پڑی تو چکی پھر رہی ہے مگر پھراتا کوئی نہیں۔ میں حیران ہو گیا اور باواز بلند علی رضی اللہ عنہ کو پکارا وہ خوش وخرم اور بشاش باہر نکلے چلے آئے۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے میری حیران صورت کو دیکھ کر فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ یہ کیا حال ہے؟ میں نے تعجب سے بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں خود بخود چکی کا پھرنا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو کچھ تعجب کی بات نہیں اللہ کے فرشتے آل محمد ﷺ کی معونت پر مقرر ہیں۔ یہ خدمت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں وہ ان کی خدمت میں مصروف۔ کذافی سیرۃ شامی ۱۲ زاد السبیل الی الجنۃ و السلسبیل

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ الْفَتْحُ جَآئَکَ یَوْمَ فَتحِکَ مَکَّۃً | وَ النَّصْرُ فِیْ الْاَحْزَابِ قَدْ وَافَاکَا

معنے بیت: مکہ کی فتح آپکو کامل طور پر حاصل ہوئی اور روز احزاب میں نصرت الٰہی آپکے شامل حال ہوئی

تھی روز فتح مکہ بھی فتح و ظفر تجھ سے ملی
احزاب میں نصرت ہوئی حاصل تجھے اے پیشوا

کفار قریش کی آخری جنگ مکہ میں تھی۔ اس کے بعد بیخ کفر و شرک اور تخم فساد و عناد عرب سے جاتا رہا گویا یہ فتح مسلمانوں کیلئے ایسی مفید اور پر تصرف تھی جیسے پایہ تخت بادشاہی کا فتح ہو تو تمام ملک متعلقہ تحت و تصرف فاتح میں آجاتا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی جَلَّ جَلَالُہٗ --- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَ کَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (پ ۲۱، ع ۱۸) اے ایمان والو! یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر کیا جب آئیں تم پر فوجیں۔ ف قریش اور غطفان اور یہود اور قریظہ اور نبی نضیر بارہ ہزار آدمی لے کر چڑھ آئے۔ ت: ہم نے ان پر ہوا ٹھنڈی چھوڑی ف۔ جس نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا۔ ان کے مونہوں میں گرد و غبار ڈالا اور آگ ان کی بجھا دی اور ہانڈیاں ان کی الٹ دیں اور میخیں ان کی اکھاڑ

دیں کہ خیمے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے۔ ف اور بھی بھیجا ہم نے ان پر ایسے لشکر کو کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا یعنی فرشتوں کو کہ انہوں نے ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالا اور ایسی دہشت ان کے دلوں میں ڈالی کہ وہاں سے بھاگ گئے۔ ف اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا۔ ف یہ معجزہ غزوہ احزاب میں واقع ہوا کہ اسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ کافران قریش مع غطفان وغیرہ قبائل کے لشکر عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے۔ آپ نے بصلاح صوابدید حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی اور قریب ایک مہینہ کے لشکر کفار وہاں ٹھہرا رہا اور تیر پتھر سے لڑتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ان پر مشرق کی طرف سے ایسی سخت ہوا بھیجی کہ جس کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے ہوا کے صدمات کو دیکھ کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر جادو کیا ہے۔ اب یہاں ٹھیرنا صلاح نہیں بھاگ جانا بہتر ہے۔ حدیث میں ہیں نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكَتْ عَادُ بِالدَّبُوْرِ یعنی میری مدد ہوئی پروا ہوا سے کہ اس نے کافروں کو احزاب میں بھگا دیا اور ہلاک کی گئی قوم عاد پچھوا ہوا سے۔ ف یہ معجزہ آپ کا مثل معجزہ ہود علیہ السلام کے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

هُوْدٌ وَّ يُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا | وَ جَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَا

معنے بیت: حضرت ہود علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو آپ ہی کی بزرگی سے بزرگی حاصل تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو جمال آپ کے جمال باکمال سے ملا تھا۔

تھی ہود و یونس میں عیاں تیری تجلی ہر زماں
تھا نور یوسف بے گماں تیرا جمال با صفا

حضور جامع الصفات ہیں

کتب حدیث میں مروی ہے کہ تمام صفات متفرقہ بالجملہ ذات بابرکات سرور کائنات علیہ وعلی

آپ الصلوٰۃ میں مجتمع تھیں اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو میں نے ایک آواز سنی کوئی کہتا ہے کہ محمد ﷺ نصرت و ریح اور زدہ کی کنجیوں کا قابض ہو چکا ہے اسے شرق غرب اور ہر ایک نبی کی جائے پیدائش اور ہر شے روحانی اور غیر روحانی جن، انسان، درندوں، اور پرندوں وغیرہ پر پھراؤ کہ وہ سب اس کو پہچانیں۔ اس کو صفائے آدم، رقت نوح، خلت ابراہیم، لسان اسماعیل، اور بشارت یعقوب، جمال یوسف، صوت داؤد، صبر ایوب، زہد یحییٰ، کرم عیسیٰ اور اخلاق انبیاء سب حاصل ہیں۔ ابن عساکر نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آخر شب میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ اندھیرا تھا ہر چند ڈھونڈا، نہ پائی اتفاقاً رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کے جمال مبارک سے سارا گھر روشن ہو گیا اور سوئی مل گئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا ویل ویل ویل ہے اس کو جو میرا منہ دیکھنے سے محروم رہے۔ ابن عساکر اور خطیب اور دیلمی اور ابو نعیم نے بطریق محمد بن اسماعیل بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور آپ میرے سامنے موزہ گانٹھ رہے تھے اس وقت عرق جبیں کے سبب آپ کی پیشانی کی چمک دمک دیکھ کر میں نہ رہ سکی اور بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔

وَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ غُبَّرِ حَیْضَۃٍ	وَ فَسَادِ مُرْضِعَۃٍ وَ دَآءِ مُغِیْلِ
وَ اِذَا نَظَرْتَ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْھِہٖ	بَرَقَتْ بُرُوْقَ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

(حلیۃ الاولیاء جلد ۲، تذکرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صفحہ ۴۵-۴۶، طبع اول مصر از ابو کبیر ہذلی)

اور ہر طرح کی کدورتِ حیض سے پاک، ایسا پاک اور نظیف کہ اس کے دودھ پلانے والی کی طبیعت اور دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو -- اور میں جب اس کے روئے روشن کی شکنوں کو دیکھوں تو اس کے رخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن صورتِ ہلال نظر پڑتے ہیں (بے مثل بشر صفحہ ۳۹)

اور ایک روایت میں چند ابیات دیگر مروی ہے جن سے ایک یہ ہے لَوَّامِیْ زُلَیْخَا لَوْ رَاَیْنَ جَبِیْنَہٗ اور شمائل ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بعد بیان صورت و سیرت جناب ختم رسالت ﷺ کے فرمایا لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَ لَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ کہ آپ کی مثل نہ کوئی پہلے آپ سے سنا ہے

نہ سوائے آپ کے اب دیکھنے میں آتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول میں ہزار ہا نکات واسرار ہیں بالجملہ اس کے معنے یہ ہیں کہ لَمْ اَرَ بمعنی لَمْ اَسْمَعُ ہے یا لَمْ اَرَ فِی الروایات التی تُرْوٰی فِیْہِ مَقَادِیْرُ الْجَمَالِ اس صورت میں لَمْ اَرَ قَبْلَہ، کے متعلق معنی دیگر ہیں اور بَعْدَہ، کے معنے دیگر اور بَعْدَہ، بمعنی سوا چنانچہ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہ، یُؤْمِنُوْنَ (پ ۲۹، ع ۲۲) (پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قَـدْ فُـقْـتَ یَـا طٰـہٰ جَـمِـیْـعَ الْاَنْبِیَـا! | طُـرًّا فَسُبْـحَـانَ الَّـذِیْ اَسْـرَاکَـا

معنے بیت: اے خلقت کو بچانے والے آپ تمام پیغمبروں پر فائق ہیں آپ کو معراج ہوئی اور وہ قرب ملا کہ کسی نبی مرسل کو نہیں ملا۔ وہ پاک ہے اور سب بھلی صفتوں کا مالک ہے جس نے آپ کو رات کے وقت سیر کرائی۔

طٰہٰ لقب خیر الوریٰ نبیوں پہ تو فائق ہوا
حق سے ملا سبحان من اسراک فی اللیل الدجا

ذکر معراج

معراج حق ہے، بالاتفاق مکہ معظمہ میں نبوت سے بارہویں سال بجسد عنصری یعنی جسم ظاہری جبرئیل علیہ السلام براق پر سوار کر کے آپ کو لے گئے آپ نے جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور انہیں آنکھوں سے مشرف دیدار الٰہی سے ہوئے چنانچہ تفسیر جلالین میں بروایت ترمذی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رأیت ربی عزو جل میں نے اپنے رب غالب و بزرگ کو دیکھا۔ خواب میں بھی کئی دفعہ آپ سب کچھ دیکھ چکے تھے۔ اس دفعہ یقینی طور پر کُلُّ شَیْءٍ بِحَقَائِقِھَا کَمَا ھِیَ (ہر چیز کو اس کی حقیقت کے ساتھ جیسی وہ ہے) دیکھیں۔ حدیث کی تمام کتابوں اور قرآن مجید کی تفسیروں میں ذکر معراج بہ تفصیل ودلائل وبراہین امکان ورفع شکوک درج ہے یہاں کچھ حاجت طوالت نہیں قَدْ فُقْتَ الخ

ترمذی میں لکھا ہے کہ جب آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ تمام انبیاء علیہ وعلیہم السلام پیچھے کھڑے ہوئے۔ بعد از سلام سب سے علیحدہ علیحدہ نعمائے الٰہی کا جو ان کو ملی تھیں بیان کیا۔ بعد ازاں آپ نے امتثالاً لامر اللہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ پ ۳۰ ع ۱۸) جو کچھ آپ کو عطا ہوا اظہار فرمایا اور افتتاح اور اختتام حمد وستائش الٰہی سے کیا۔ جب سب سن چکے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام پیغمبروں کو مخاطب کر کے فرمایا بِھٰذَا فَضَلَکُمْ مُحَمَّدٌ دیکھو محمد کو یہ سب کچھ ملا ہے تو تم سب سے افضل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَاللہِ یَا یٰسِیْنُ مِثْلُکَ لَمْ یَکُنْ | فِی الْعٰلَمِیْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاکَا

معنے بیت: خدا کی قسم تمام مخلوقات میں آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا قسم ہے اس کے حق کی جس نے آپ کو قرآن دیا۔

واللہ یا یٰسیں لقب ماہ عجم مہر عرب
تجھ سا ہوا اور ہو نہ اب دنیا میں بے رو و رعا

آپ بے مثل ہیں

بے شک آپ کی ذات بابرکات بے مثل و بے مانند تھی۔ عالم میں آپ ہی اپنا نظیر تھے۔ انبیاء کہ افضل المخلوقات ہیں کوئی بھی سرور کائنات کا عدیل و مثیل نہیں ہوا۔ آپ اشرف المخلوقات والموجودات اکمل المکنونات پیدا ہوئے۔ یٰسین آپ کا اسم مبارک ہے چنانچہ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یاسین، طٰہٰ۔

مِثْلُکَ لَمْ یَکُنْ —الخ یعنی علو درجات میں آپ کی مثل کوئی دنیا میں نہیں آیا۔ مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھ کو پانچ چیزیں ایسی عنایت ہوئی ہیں کہ اور

کسی کو نہ ہوئی تھیں (۱) یہ کہ مہینہ کی مسافت پر میرے پہنچنے سے پہلے میرے دشمنوں پر رعب اور دباؤ پڑ گیا (۲) تمام روئے زمین میرے لئے سجدہ گاہ مقرر کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا (۴) تمام پیغمبر خاص خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں (۵) مجھے شفاعت کبریٰ کا اختیار دیا گیا ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے (۶) جوامع الکلم بھی مجھے عطا ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ جامع المراتب ہیں اور کسی کو یہ رتبہ حاصل نہ ہوا۔ بایں جہت آپ بے مثل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عَنْ وَصْفِکَ الشُّعَرَاءُ یَا مُدَّثِّرُ | عَجَزُوْا وَکَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاکَا

معنے بیت: اے حبیب اللہ کے آپ کی صفت مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے فصحا و بلغا حتی المقدور اپنے انفاس عزیزہ کو آپ کی ثنا گوئی میں خرچ کر کے معترف بقصور ہوئے کیونکہ حصر باوصاف جمیلہ آپ کے ممکن نہیں اور آپ کے محامد اور مناقب اس سے برتر ہیں کہ انسان بیان کر سکے۔

کی شاعروں نے ہر زماں مدح و صفت تیری بیاں
آخر تھکی سب کی زباں عاجز ہوئے سب برملا
مجموعہ وصف و ثنا ہے تیری ذات مصطفا
انساں سے ہو کیونکر بھلا احصا ترے اوصاف کا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اِنْجِیْلُ عِیْسٰے قَدْ اَتٰی بِکَ مُخْبِرًا | وَلَنَا الْکِتَابُ اَتٰی بِمَدْحِ حُلَاکَا

معنے بیت: انجیل عیسیٰ علیہ السلام اور ہماری کتاب یعنی قرآن مجید آپ کی مدح و ثنا بیان کر رہے ہیں۔

انجیلِ عیسیٰ بھی تری مدح و صفت سے ہے بھری
قرآن میں خالق نے کی ہر جا تری مدح و ثنا

انبیائے سابقین کی کتب میں آپ کا ذکر

واضح ہو کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے اوصاف انبیاء سابقین کی کتابوں میں برابر مذکور ہوتے آئے ہیں اور ہر ایک پیغمبر نے اپنی امت کو آپ کی اطاعت اور نصرت کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر ایک نبی اور رسول کو آپ کے ظہور کی خبر دی جاتی تھی۔ ہمیشہ آپ کی معرفت معرفت الٰہی کے ساتھ رہی ہے اور ہر ایک نبی آپ کی نبوت کو باخبار وحی پہچانتا تھا اور اس پر ایمان لاتا تھا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں)[1]

اور اگرچہ تمام صحف انبیاء و کتب مرسلین آپ کے محامدِ جمیلہ اور مناقب جزیلہ سے مملو ہیں بالخصوص حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب توریت میں جابجا مذکور ہے چنانچہ سفر پنجم کے جزو دوم میں لکھا ہے کہ میں ان کے واسطے ان کے بھائیوں کی اولاد سے ایک نبی پیدا کر کے اس پر اپنے کلام کو نازل کروں گا اور وہ ان کو وہی کہے گا جس کا اسے حکم دوں گا اور جو شخص اس نبی کی بات کو جو میرے نام سے کہے گا نہ مانے تو میں اس سے بدلہ لوں گا۔ انتہی

اس آیت کا ضمیر نبی آخر الزمان محمد بن عبداللہ ﷺ کی طرف ہے اور اکابر علمائے یہود سے ستر احبار اس بات پر متفق ہیں اور بھی توریت کے جزو آخر میں جس پر توریت ختم ہوتی ہے۔ ایک آیت ہے

---

[1] مواہب لدنیہ میں حضرت علی ﷺ سے مروی ہے کہ کسی پیغمبر کو پیغمبری نہیں ملی جب تک کہ اس سے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے واسطے عہد نہ لیا گیا ہو کہ اگر تیری زندگی میں وہ نبی پیدا ہو تو اس کی اطاعت و مدد کرنا اور اپنی امت کو بھی یہی تاکید کر جانا بلکہ اس کو اپنی امت سے اس نبی آخر الزمان کی بیعت لینے کا حکم ہوتا تھا۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا سیناء سے نکلا اور ساعیر پر چڑھا اور کوہ فاران سے بلند تر ہوا اور بھی توریت میں حیقوق نبی کا کلام میں درج ہے خدا کا نشان کوہِ فاران سے ظاہر ہوگا اور تمام آسمان احمد اور اس کی امت کی تسبیح سے بھر جائیں گے، دریاؤں میں اس کی راہ ہوگی۔ جیسے جنگلوں میں اس کی راہیں ہوں گی۔ اس کو نئی شریعت ملے گی اور صاحب کتاب جامع ہوگا۔ اور یہ امر بعد وقوع خرابی بیت المقدس کے ظہور میں آئے گا اور بھی بضمن کلام شعیب علیہ السلام واقع ہے کہ میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے واسطے زمین و آسمان روشن گیا ایک گدھے پر سوار اور دوسرا اونٹ پر سوار ہوگا۔ گدھے والے کا نام مسیح اور اونٹ والے کا نام احمد۔ میری قوم ٹھیک مانو کہ اونٹ والے کا منہ چاند سے زیادہ روشن ہے اور توریت میں وصایائے موسیٰ علیہ السلام میں مذکور ہے کہ جلد ہے کہ ایک نبی تمہارے بھائیوں کی اولاد سے پیدا ہوگا تم اسے سچا جاننا اور اس کی سننا یعنی اطاعت کرنا۔ انتہی۔ اسی طرح انجیل میں بھی آپ کے اوصاف درج ہیں چنانچہ لوقا باب ۲۴ درس ۴۹ اور دیکھو میں اپنے باپ کے اس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں اور موعود وہ نبی تھا کہ جس کے آنے کی سب کو خبر دی گئی تھی چنانچہ یوحنا سے جب پوچھا گیا کہ تو مسیح ہے تو اس نے کہا نہیں پس آیا تُو وہ نبی ہے جواب دیا نہیں (یوحنا باب ا، درس ۱۹، ۲۰، ۲۱) وہ جو اس کو جسے میں بھیجتا ہوں قبول کرتا ہے، مجھے قبول کرتا ہے (یوحنا باب ۱۳، درس ۲۰) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے (یوحنا باب ۱۴، درس ۱۵، ۱۶) پر جب کہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا (یوحنا باب ۱۹، درس ٦) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا گناہ سے اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے، اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہاں کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی

راہ بتادے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گی وہ میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی سب چیزیں جو باپ کی میرے پاس ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مَاذَا یَقُوْلُ الْمَادِحُوْنَ وَ مَا عَسٰی | اَنْ یَجْمَعَ الْکِتَابُ مِنْ مَعْنَاکَا

معنے بیت: کیا کہہ سکتے اور لکھ سکتے ہیں آپ کی مدح کرنے والے، اگر کہیں یا لکھیں تو ممکن نہیں کہ وہ آپ کی مدح کماحقہ کر سکیں چنانچہ ان دو بیتوں میں مکرر بطور تاکید بیانی ذکر کیا ہے۔

انسان کا کیا حوصلہ تیری صفت لکھے بھلا
کس کی زباں سے ہو ادا وصف پسندیدہ ترا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَاللّٰہِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُھُمْ | وَالشُّعْبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاکَا
لَمْ یُقْدِرِ الثَّقَلَانِ یَجْمَعُ نَزْرَہٗ | اَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَہٗ اِدْرَاکَا

معنے بیت: قسم ہے اللہ کی تحقیق اگر آپ کی مدح لکھنے والوں کے واسطے سب دریا سیاہی ہو جائیں اور تمام دنیا کے درخت قلمیں بنائی جائیں اور تمام گروہ جن و انسان اور فرشتے قیامت تک زور لگائیں تو آپ کے اوصاف جلیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔

اشجار ہوں سارے قلم دریا سیاہی ہوں بہم
اور پھر کرے مل کر رقم کل خلقت ارض و سما
ممکن نہیں پھر بھی بیاں ہوں تیرے وصف بیکراں
اے سید والا نشاں اے مظہر نور خدا

کیونکہ آپ کے اوصاف کلمات الٰہیہ ہیں اور کلمات الٰہی تحریر و تقریر مخلوق سے فزوں تر ہیں کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی — لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ

اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللهِ اگر زمین و آسمان کی مخلوق کلمات الٰہیہ کو کہنے لگے اور ان کیلئے تمام درختوں کی قلمیں اور تمام جہان کے پانی کی سیاہی تیار کی جائے اور قیامت تک لکھتے رہیں تو بھی کلمات الٰہی ان سے پورے نہ ہوں (پ۲۱، ع۱۲)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِکَ لِیْ قُلَیْبٌ مُغْرَمٌ یَا سَیِّدِیْ | وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَا

معنے بیت: اے میرے مولیٰ میرے پیشوا میرے لئے ایسا دل ہے جو آپ کی محبت میں فریفتہ ہے اور میری ایسی روح ہے جو آپ کی الفت سے بھری ہے۔

اے مقتدا اے پیشوا تیرے تصور میں سدا
بے تاب ہوں میں مبتلا بے چین ہوں صبح و مسا

قُلَیْبٌ: قلب کا اسم مصغر ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ آپ کی جدائی کے خیال میں فرط محبت سے دل میرا گھٹ گیا ہے۔ یہ افراط محبت و کمال تعشق کی بات ہے و نیز عظمت و جلال محبوب و کثرت و کمال محبت کے مقابلہ میں قلب کو محقر مصغر کر کے بیان کیا ہے اور یہ کہ دل تھوڑا اور محبت بہت کب اس کے لائق ہے چھوٹا منہ بڑی بات۔ یہ اظہار عجز و اعتذار تقصیر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فَاِذَا سَكَتُّ فَفِيْكَ صَمْتِيْ كُلُّهٗ | وَاِذَا نَطَقْتُ فَمَادِحًا عُلْيَاكَا

معنے بیت: میں چپ ہوتا ہوں تو آپ ہی کے جمال با کمال کا تصور[1] میرے پیش نظر رہتا ہے اور جب بولتا ہوں تو آپ ہی کی مدح و ثنا کے لفظ بولتا ہوں گویا میری خاموشی اور کلام میں آپ ہی ہیں۔

---

[1] تصور شیخ جائز ہے۔ منکرین چونکہ اس طرف سے بالکل ناواقف ہے اس لئے اس کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ ان کو ظاہراً بھی حدیث کی کچھ خبر نہیں۔ ان کو صرف حیض و نفاس اور صدقہ و خیرات کی حدیثوں کی ممارست ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مبشرات میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو استحضار نسبت (تصور) کا امر کیا اور حدیث میں النظر الی وجه علی عبادة یعنی علی رضی اللہ عنہ کا منہ دیکھنا عبادت ہے تو یہ (حاشیہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

ساکت ہوں گر میں بے خبر، رہتا ہے تو پیش نظر
کہتا ہوں کچھ فرضاً اگر منہ سے نکلتی ہے ثنا!
ہوں بے خبر یا باخبر ساکت ہوں یا ناطق مگر
اے سید خیر البشر محوِ تماشا ہوں ترا!

تصورِ شیخ

فَـاِذَا سَـکَـتُ الـخ: یہ اس واسطے کہا کہ آپ کا جمال جہان آراء جمال الٰہی ہے چنانچہ

بقیہ حاشیہ: نظر کسی کا ایسا حق نہیں کہ اس کے بعد ساقط ہو جائے بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام احمد نے ابی ذرؓ سے روایت کیا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ قَلْبَهٗ لِلْاِیْمَانِ وَ جَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِیْمًا وَ لِسَانَهٗ صَادِقًا وَ نَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَ خَلِیْقَةً مُسْتَقِیْمَةً وَ جَعَلَ اُذُنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَ عَیْنَهٗ نَاظِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَقَمْعٌ وَ اَمَّا الْعَیْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا یُوْعِی الْقَلْبُ وَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَاعِیًا تحقیق پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا تحقیق نجات پائی جس نے اپنا دل ایمان کے واسطے خالص اور لوث بغض وحسد سے پاک کر کے متوجہ الی الحق کیا اور اپنے نفس کو مطمئن اور اپنی طبیعت کو مستقیم اور کانوں کو سننے والے اور آنکھوں کو دیکھنے والی۔ کیونکہ کان صراحی تنگ دہان دل کا پیک ہے اور آنکھ ہر شئے کو جو دیکھے دل میں بٹھانے والی اور بہ تحقیق نجات پائی جس نے اپنے دل کو حق پذیر بنالیا۔ اس حدیث میں بالجملہ آداب تصور کا بیان ہے (۱) یہ دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرے اور طالب حق ہو، مخلص بنے اور نیت صادق کو لائے۔ (۲) یہ کہ دل میں آمادگی و استعداد بہم پہنچائے (۳) زبان سے سچ بولے اور جھوٹ سے رکے (۴) اور اپنے نفس کو ذکر الٰہی سے مطمئن رکھے اور بجز اس کے مائل اور راغب نہ ہونے دے۔ (۵) صاحب استقامت بنے (۶) کانوں کو اصوات پراگندہ سے بند رکھے اور حق نیوش بنائے (۷) آنکھوں کو غیر سے دیکھنے سے بند رکھے اور دیکھنے والی بنائے۔ ص آنکھیں تو دیکھنے والی ہیں مراد یہ ہے کہ آنکھوں میں تصور لائے اور دل میں جمائے اسی واسطے حدیث میں یہ جملہ اخیر ہے پہلے رعایت امور مذکورہ بالا کرے پھر آنکھوں میں تصور لائے کیونکہ بجز رعایت امور اول الذکر تصور نہیں ہو سکتا۔ پھر معنے اس حدیث کے تمام فقرے حضرت امام صاحب کے حال پر شاہد ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ میرا چپ رہنا اور بولنا اور سننا اور دیکھنا سب کچھ آپ ہی آپ ہیں اور اس حدیث اور ان چار مصرعوں کے فقروں میں مطابقت تامہ ہے پس آپ صحیح مفلح ہیں تامل فتامل (منہ)

ترمذی میں مروی ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے خدا کو دیکھا کیونکہ مرسل قائم مقام مرسل ہوتا ہے اور آپ خلیفۃ اللہ فی الارض ونائبہ تھے اور جملہ فَاِذَا سَکَتُّ کے یہ معنے بھی ہیں کہ جب چپ رہتا ہوں تو آپ ہی کی فکر میں متفکر رہتا ہوں یا یہ کہ آپ ہی کی محبت میں متفکر ہو کر خاموش بیٹھ جاتا ہوں کہ یہ محبت بایں ذوق وشوق بسر ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ پردۂ وسواس حائل ہو کر مجھے اس پایہ عالی سے گرادے کیونکہ انسان کے درجات سے عاشقان جمال محمدی اور والہان نور احمدی کے نزدیک آپ ہی کی محبت مقام برتر اور منزل اعلیٰ اور رتبہ ارفع ہے بفحوائے حدیث مرویہ بخاری المرء مع من احب۔ محب محبوب کے درجہ میں ہوتا ہے اور آپ کا مقام ودرجہ اللہ کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہے۔

نبی کریم سب سے افضل نعمت ہیں

فکر اس لئے کہ قرآن میں ہے اُذْکُرُوْا آلَاءَ اللّٰہِ وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (پ ۴، ع ۲) اور حدیث میں تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلَاءِ اللّٰہِ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو چونکہ سب نعمتوں سے آپ افضل نعمت[1] ہیں اس لئے آپ کا ذکر وفکر کرنا گویا فرض ہے۔

وَ اِذَا نَطَقْتُ الخ حدیث میں ہے عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ صلحا کا ذکر کرنے کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ آپ کو اصلح الصالحین ہیں اس لئے آپ کا ذکر اولیٰ ہے۔ جیسے صلاحیت میں آپ کی شان برتر ہے ایسے ہی وقت ذکر آپ کے اعلیٰ حصہ رحمت الٰہی کا ذاکر پر نازل

---

[1] حضرت امام جعفر علی جدہ وعلی آباءہ وعلیہ السلام نے کسی عالم سے پوچھا کہ اللہ نے فرمایا ہے ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (پ ۳۰، ع ۲۷) وہ کونسی نعمتیں ہیں کہ حق تعالیٰ قیامت کو اپنے بندوں سے پوچھے گا۔ اس نے جواب دیا رزق پانی وغیرہ آپ نے فرمایا بھلا اگر تو کسی کو پانی پلائے یا روٹی کھلائے تو کیا اس کو جتلائے گا؟ اس نے کہا نہیں یہ تو مروت سے بعید ہے آپ نے فرمایا پھر کونسی ایسی نعمتیں ہے جس کا جتلانا ہی مروت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ قرآن اور نبوت آپ کے گھر نازل ہوئے آپ ہی جانیں۔ فرمایا وہ دونوں نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کا حق یہی ہے اور جتلانا ہی شرط مروت ہے۔ ایک قرآن دوسرے محمد ﷺ اس نے عرض کیا کہ حق یہی ہے جو ارشاد ہوا۔ فقیر محمدی (منہ)

ہوتا ہے۔ بالخصوص آنجناب تحیۃ اللہ وسلامہ علیہ تو خود بذات اقدس رحمت ہیں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آپ رحمت ہیں۔

حضور کا سایہ نہ تھا

اسی واسطے آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ رحمت ایک کلمہ ہے اور کلمہ کا سایہ[1] نہیں ہوتا۔

[1] مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سایہ نہ تھا۔ یہ محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے ثابت نہیں لیکن ذات کریم پر تو نور الٰہی حضرت محمد ﷺ کا سایہ نہ ہونا تو فریقین کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے چنانچہ المرتجی بالقبول فی خدمۃ قدم الرسول میں بنقل ثقات لکھا ہے مَاوَقَعَ ظِلُّهٗ عَلَى الْاَرْضِ قَطُّ آپ کا سایہ ہرگز زمین پر نہ پڑتا تھا اور صاحب ''لائف آف محمد نے'' لکھا ہے کہ اس کا زمین پر سایہ نہ دکھائی دینا بھی آسمانی نشان ہے اور اکثر بے خبر عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن میں مسیح کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا ہے اور کلمۃ اور روح کا سایہ نہیں ہوتا۔ ان جاہلوں کو یہ خبر نہیں کہ قرآن میں یہ دونوں لفظ محمد ﷺ کی نسبت کئی جگہ پر مذکور ہوئے ہیں (پ۱۰، ع۱۲) وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا اور اللہ نے کلمہ ناحق شناساں کو کہ مسیح ابن مریم ہے نیچا کر دیا اور کلمہ حق شناساں کو کلمۃ اللہ محمد ﷺ بن عبد اللہ ہے اونچا کر دیا۔ کَلِمَةُ اللّٰهِ کی تفسیر اگر آیت وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا (پ۳، ع۱۷) الایۃ سے کریں تو یہ معنے الاسلام ہے اور اگر آیت وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (پ۳، ع۱) اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ۲۲، ع۲) سے کریں تو محمد ﷺ ہے پس مفہوم اسلام محمد ﷺ ہے اور مفہوم محمد اسلام لِاَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ اِذَا ذُكِرَ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا دَلَّ عَلَى الْاٰخَرِ (پ۲۵، ع۴) وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (اگر کلمہ فصل یعنی محمد نہ ہوتا تو ابھی ان پر عذاب نازل ہوتا) حضرت کلمۃ الفصل ہیں جس سے کفر و اسلام کا فیصلہ ہوتا ہے چنانچہ اس کی تفسیر حدیث صحیح مرویہ مسلم میں مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ محمد ﷺ لوگوں میں فرق ہے۔ اور آیت میں یہ شرط کہ کلمہ فصل نہ ہوتا تو ان کا کام تمام ہو جاتا، مؤید اس آیت سے ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ (پ۹، ع۱۸) اللہ ان کو اس لئے عذاب نہیں دیتا کہ تو رحمت للعالمین ان کے بیچ ہے۔ پس آپ کلمہ کلمۃ اللہ کلمۃ الفصل ہیں۔ باقی روح یا روح القدس سو ہر چند کہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت روح ان معنی میں مذکور نہیں جن کو عیسائی سمجھتے ہیں۔ ولو فرضنا آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (پ۲۵، ع۶) اگر یہاں روح سے مراد قرآن لیں تو بھی اِنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ لَنْ يَّتَفَرَّقَا اِذًا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

وَ اِذَا سَمِعْتُ فَعَنْکَ قَوْلًا طَیِّبًا | وَ اِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰی اِلَّا کَا

معنے بیت: جب سنتا ہوں تو آپ ہی کا ذکر خیر سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے کلام حسن و جمال صورت و سیرت آپ کے اور کچھ سننے کو دل نہیں چاہتا اور آپ کی پیاری صورت کا تصور ایسا پیش نظر ہے کہ جدھر دیکھتا ہوں آپ ہی نظر آتے ہیں

آتی ہے کانوں میں سدا یا سیدی تیری صدا
جب دیکھتا ہوں آنکھ اٹھا ہوتا ہے تو جلوہ نما

امام اعظم اور درجہ فنافی الرسول

امام صاحب نے ان مصرعوں میں بیان محویت کیا ہے جو ان کو ذات اقدس جناب مصطفوی میں تھی یہ درجہ فنافی الرسول ہے۔

امام اعظم اور علم حدیث

ف: نظر برا ذا لفظ عـــن سے ثابت ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوائے اس کلام کے کہ جس میں عـــن رسول اللہ کہا جائے اور کسی طرح کا کلام نہ سننا چاہتے تھے جو بات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو اسی کو حدیث کہتے ہیں۔ یہ درجہ شاید کسی کو ہی حاصل ہوا ہوگا کہ سوائے الفاظ حدیث یعنی قال الرسول کے کہ فی الحقیقت قال اللہ ہے اور کوئی لفظ بول چال میں نہ آئے اس کے مدعی آپ ہی ہوئے ہیں جس کے تصدیق آپ کے تذکروں سے ہو چکی ہے اور غرض کثرت سماع

(بقیہ حاشیہ) ذُکِرَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا دَلَّ عَلَى الْاٰخَرِ اور اگر روح کو منادی کریں تو مراد محمد سے ہیں اور یہ معنے صحیح تر معنے اول سے ہے کیونکہ قرآن اس کو خود واضح کرتا ہے اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (پ ۹، ع ۱۷) یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تم کو پکارے تو حاضر ہو جاؤ کیونکہ وہ تم کو زندہ کرتا ہے چونکہ زندگی روح سے ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم روح ہیں اور صحیح بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ روح القدس مجھ پر ڈالا گیا ہے۔

حدیث کی اور اجتناب کلام غیر سے ہے پھر کیونکر آپ کے مذہب کو ترجیح نہ ہو کہ آپ سوائے عن رسول اللہ کے عن فلاں کو سننا اور کہنا نہ چاہتے تھے چنانچہ مصرع دوم بیت اول کے فقرہ و اذا نطقت سے بصراحت تمام ثابت ہے کہ جو لوگ آپ پر طعن کرتے ہیں منکر ہیں، بے انصاف ہیں اور حقیقت مذہب سے بے خبر ہیں اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِمَّا یَفْتَرُوْنَ یہ کچھ تھوڑی بات نہیں کہ شخص کو ایسا درجہ عطا ہو کہ اس کا سننا اور کہنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کیوں نہ حسد کریں۔ یہ درجہ اسی شخص کو ملتا جو محی الدین، محی النسب، محدث، ملہم[1]، محقق، مجدد، امام، فقیہہ ہو۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

وَ اِذَا نَظَرْتُ الخ: نظر اظہار صواب کیلئے غور و فکر کرنا۔ امام صاحب کی مراد یہ ہے کہ جب میں غور کرتا ہوں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس میں آپ کا حکم بین نہ ملے اور ہر ایک مسئلہ میں آپ کا قول فیصل نہ ہو۔ قیاس ورائے کی کہیں کچھ بھی حاجت نہیں۔ یہ عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا طریق استنباط ادق و احوط ہے کہ ہر ایک کی عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی واسطے ان کو بعض مسائل میں بظاہر خلاف حدیث معلوم ہوا ہے اور یہی باعث ان کے طعن کا تھا عَفَی اللّٰہُ عَنْهُمْ وَعَافَاهُ اللّٰہُ وَ اِیَّانَا عَنْ کُلِّ عَیِّیٍ۔ سبحان اللہ امام صاحب کا شغل عبادت میں کیا عالی شان ہے کہ خاموشی (کہ بجائے خود ایک عبادت ہے) میں ان کو خیال آپ کا تھا اور گویائی (کہ ایک خاصہ وصف، انسانی ہے) میں ذکر آپ کا اور شنوائی (کہ ایک کمال خلقت ہے) میں قول و فعل آپ کا سننا تھا اور بینائی (کہ معنے تخلیق ہے) دیکھنا جمال جہاں آراء آپ کا تھا۔ یہ درجہ اور ایسی نعمتیں سوائے آپ کے اور کس کو حاصل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یَا مَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ | اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَا

معنے بیت: اے میرے مالک گناہوں میں میری شفاعت کیجو، میں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں۔

---

[1] جس کی زبان پر حق جاری ہو اور واقعات آئندہ اس پر مکشوف ہوں۔

خواہاں شفاعت کا ہوں میں، طالب حمایت کا ہوں میں
حامی ہے بس تو ہی مرا اے شافعِ روزِ جزا
اَغْنَاکَ رَبُّکَ عَنْ غَنِیٍّ اَعْطَاکَ حَوْضًا کَوْثَرَا!
کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی

طلب شفاعت اور استغاثہ

فاقہ تہی دستی یعنی میرے پاس اعمال صالحہ سے کچھ بھی نہیں۔ صرف آپ کی غنا یعنی عفو و مہربانی و نوازش کا امیدوار ہوں۔ فاقہ لغۃً ایک حالت کے درمیان دوسری حالت متضادہ کا آنا اور غنا بے نیازی اور طبیعت پر حالت تمنا کرہ نہ آنا۔

قبض و بسط کی حالت

پس فاقہ سے مراد قبض کی اور غنا سے مراد بسط کی ہے اور یہ ہر دو حالتیں سالکانِ مسالک الٰہی کو پیش آتی ہیں کہ کبھی بباعث میل علائق دنیوی ایک خفیف سا پردہ دل پر آجاتا ہے جو غیب[1] اور شہادت کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ ادراک مافات[2] پایا گاہے خود بخود بے علم صاحب حالت اٹھ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی ابتدا میں یہ حالت پیش آیا کرتی تھی لیکن[3] آپ کا قبض غیر کے بسط سے کروڑ درجہ بہتر تھا گویا قبض آپ کا بسط غیر ہے کیونکہ ولی کی انتہا نبی کی ابتدا ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ کے یہی معنے ہیں۔ آپ کا توجہ الی الخلق بھی محض عبادت تھا اور فی الحقیقت توجہ الی الحق تھی۔ کیونکہ آپ مامور اور مرسل الی الخلق تھے اور دوسروں کو یہ امر نہیں ہے۔ امام صاحب جناب مصطفوی

---

[1] مشاہدۃ الابرار بین المتجلی والاستتار۔

[2] وہ استغفار اور اعراض عن الغیر ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ کُلَّ یوم سَبْعِیْنَ مرۃً فتوح الغیب (منہ)

[3] قبض و بسط منتہی را بداں مشابہ است کہ خوف و رجا مبتدیاں را و گفتہ اند حَالَةُ الْقَبْضِ حَالَةُ الْاِفْتِقَارِ وَحَالَةُ الْبَسْطِ حَالَةُ الْاِفْتِخَارِ سلک السلوک (منہ) قبض کی حالت ۔۔۔ اور بسط کی حالت قابل فخر ہے۔

میں کہ مرشد منازل حقانی اور معلم مسالک ربانی ہیں بطور استغاثہ اپنے حال کی شکایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی اس حالت سے کہ استغراق ذات ومشاہدہ انوار اور بے نیازی اور اِعْرَاضُ عَنِ الْغَیْرِ وَ تَبَرِّیْ عَمَّا سِوَاہُ ہے مجھے بھی کچھ عطا فرمائیے کہ میں ہر وقت مشاہدہ حق میں رہوں[۱] ۔ اہلِ علم اس کو استفاضہ اروحی کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی | جُدْ لِیْ بِجُوْدِکَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاکَا

معنے بیت: اے موجودات سے اکرم اے خزانہ نعمائے الٰہی جو کچھ آپ کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشئے اور جیسا اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی کیجئے۔

اے مخزن جود و سخا میں بھی ہوں طالب جود کا
ہر لحظہ خواہاں لطف کا ہر وقت راضی با رضا

استمداد

یَا اَکْرَمَ الخ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَحَمَلْنَا ھُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنَاھُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَ فَضَّلْنَاھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلاً (اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا -- پ ۱۵ ع ۷) نوع انسانی دیگر انواع بری و بحری سے مکرم و مفضل ہے اور نبی اللہ مکرم مفضل بنی آدم ہیں اس لئے اکرم و افضل مخلوقات ہوئے جود وہ ہے کہ اس میں تمیز نہ ہو اور جو کچھ ہو بے غرض اور بے سبب ہو (کشف المحجوب ۱۲)

---

[۱] سالکان راہِ الٰہی اور مستفیضان بارگاہ نبوی کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے قول اَمَّا اَنَا رَبَّانِیْ رَسُوْلُ اللہِ وَ لَا عَلَیَّ مِنَّۃٌ لِاَحَدٍ بَعْدَہٗ (میں ایسا ہوں کہ رسول خدا ﷺ نے ہی میری پرورش کی ہے اور آپ کے بعد کسی اور آدمی کا مجھ پر احسان نہیں) سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ | لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَا

اے بحر ذخارِ عطا طامع ہوں تیرے جود کا
اس بوحنیفہ کا بھلا اب کون ہے تیرا سوا
عبد احد اوحد ہے تو پیش احد احمد ہے تو
افضل ہے تو امجد ہے تو اے مظہر لطف خدا

معنے بیت: میں دل سے آپ کے فیض وشفاعت کا امیدوار اور خواہش مند ہوں۔ آپ کے سوا مجھ بے چارے ابوحنیفہ کا جہاں میں کوئی ذریعہ نہیں ہے جود پر الف لام عہد ذہنی ہے اور معنی جود کے پچھلی بیت میں مذکور ہو چکے ہیں۔ ابوحنیفہ آپ کی کنیت ہے جو بجائے[1] اسم کے معرفہ علم ہو کر جہاں میں معروف ومعلوم ہے اور یہاں اپنے آپ کو مکنی کر کے مضاف الیہ کرنے سے اظہار کمال عجز وابتہال ہے کیونکہ جب عرض کرتے کرتے معروض علیہ کے معرض بیان میں یوں کہیں کہ میرے آقا یہ بندہ مسکین فلاں بن فلاں مثلاً اے میرے مولیٰ اللہ کے رسول اور اس کے حبیب یہ عاجز گنہگار آپ کا غلام خاکسار بندہ محمد اعظم بن محمد یار آپ کی جناب اقدس سے رحم اور دستگیری کا امیدوار ہے۔ مصرع۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

تو اس طرح البتہ اقرار عجز وانکسار کر کے اپنے حال زار پر توجہ دلانا ہے اور حدیث میں ہے سَلُوا اللہَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ جناب الٰہی سے میرا وسیلہ مانگو۔ اس واسطے کہا ہے کہ آپ کے سوا میرا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور اس زاری وانکساری سے مراد یہ ہے کہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فَعَسَاکَ تَشْفَعُ فِیْهِ عِنْدَ حِسَابِهٖ | فَلَقَدْ غَدَا مُتَمَسِّکًا بِعُرَاکَا

معنے بیت: خدا کرے آپ رحم میں آ کر قیامت کے دن کہ سخت مشکل اور وقت حساب ہے میری

---

[1] حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب دعا مانگتے تو اپنے آپ کو بایں لفظ تعبیر کرتے عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہا کرتے عَبْدُکَ وَ ابْنُ اَمَتِکَ۔

شفاعت کریں اور خدا سے مجھے مانگ لیں۔

کیا خوب ہو روز جزا تو از رہ لطف و عطا
ہو پیش ذات کبریا میری شفاعت کو کھڑا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فَلَانْتَ اَکْرَمُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ! | وَمَنِ الْتَجٰی بِحِمَاکَ نَالَ رِضَاکَا

معنے بیت: اللہ کے نزدیک آپ بہت معزز ہیں اور آپ شفاعت کے مجاز بھی ہیں اور آپ کی شفاعت قبول ہے جس نے آپ کی پناہ لی آپ کی خوشنودی حاصل کی۔

پیش جناب کبریا ہے مرتبہ تیرا بڑا
کی جس نے تجھ سے التجا حمایت میں ہوا

فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَنْتَ اَکْرَم ترمذی ودارمی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّکُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ لِیْ فَیُدْخِلُنِیْهَا وَ مَعِیَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ۔ میں ہی سب سے پہلے پہل شفاعت کیلئے کھڑا ہوں گا اور شفاعت کیلئے اجازت دیا جاؤں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ سب سے اول جنت کا دروازہ میں ہی جا کر کھٹکھٹاؤں گا لیکن میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بہشت کے دروازے میرے لئے کھول دے گا۔ میں سب سے پہلے بہشت میں جاؤں گا اور میرے مسکین مومنین میرے ساتھ ہوں گے۔ میں اس پر بھی کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا اور اللہ کے نزدیک سب پیغمبروں سے مکرم تر ہوں میں اس پر کچھ فخر بیان نہیں کرتا اور دارمی کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مرسلین و انبیاء کا پیشوا میں ہوں گا اور خاتم الانبیاء بھی میں ہی ہوں۔

فَـاجْعَلْ اِقْـرَاکَ شَـفَـاعَۃً لِیْ فِیْ غَدٍ | فَعَسٰـی اُرٰی فِـیْ الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَاکَا

معنے بیت: اے میری آنکھوں کے نور حشر میں مجھے بھی اپنا شفاعت سے بہرہ مند کرنا اور اپنے لوائے حمد کے زیر سایہ جگہ دینا۔

اے جلوۂ نورِ خدا اے نورِ چشمِ اصطفا
ہو کاش تو شافع مرا لے مجھ کو بھی زیر لوا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صَلّٰـی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَـا عَـلَمَ الْھُدٰی | مَـا حَـنَّ مُشْتَـاقٌ اِلٰـی مَثْوَاکَـا

معنے بیت: اے ہدایت کے نشان اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ پر بقدرِ شوق دل مشتاقان زیارت بابرکت درود نازل فرمائے۔

پہونچے قیامت تک شہا تجھ پر درود اللہ کا | صبح و مسا بے انتہا عدد الخلائق کلھا

فضائل درود شریف

ف: رسول مقبول ﷺ پر درود بھیجنے کی فضلیت جس قدر حدیثوں میں مذکور ہے ان سب کو شمار کرنا کچھ آسان نہیں۔ بقدر ما تیسر ہر ایک اہل علم نے اپنے اپنے مصنفات و مولفات میں ان کو روایت کیا ہے صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دس بار اس پر رحمت بھیجتا ہے یعنی ہر ایک کے بدلے دس حصہ زیادہ عوض ملتا ہے چونکہ یہ درخت بحکم آیت ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْـلُھَـا ثَـابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا (اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے -- پ ۱۳ ع ۷) بہت بار آور اور یہ تجارت بامر کریمہ مَنْ جَاءَ

---

۱ فَاجْعَلْ قِرَایَ شَفَاعَۃً بِی فِی غَدٍ

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (جو ایک نیکی لائے تو اس کیلئے اس جیسی دس ہیں -- پ ۸ ع ۱۶) نفع بخش اور سود مند ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ عزاسمہ محض فضل و کرم سے خیر خواہی بندوں کیلئے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ ۲۲، ع ۴) تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی (محمد) پر درود بھیجا کرتے ہیں۔ ایمان والو اگر تم بھی ہماری اور ہمارے فرشتوں کی موافقت کیا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ساتھ ہو جاؤ اور تم بھی ہمیشہ اس پر درود بھیجا کرو اور سلام کیا کرو۔ بخاری میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کرنا تو ہم سیکھ چکے درود کس طرح بھیجا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا قُوْلُوْا (یوں کہا کرو) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ **ف**: جب کوئی آپ کا نام پاک لے تو لینے والے اور سننے والے دونوں کو فی الفور درود پڑھنا چاہئے اور اگر کوئی آپ کا اسم مبارک لکھے تو اس کو لازم ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ صیغہ درود و سلام کا لکھ کر آگے کو لکھے کیونکہ احادیث صحیحہ میں ترک صلاۃ و سلام پر سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں۔

ف (۲): ہر چند کہ صلاۃ و سلام کے صیغے مختلف عبارتوں میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و دیگر صلحا و علماء محبین سے مروی ہیں لیکن افضل وہی صیغہ ہے جو آپ کا ارشاد ہے اور آپ کی زبان پاک سے نکلا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اور یہ صیغہ بھی امتثال امر الٰہی میں جامع صیغہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ف (۳): جب کوئی زبان سے درود کہے یا قلم سے لکھے تو اس پر واجب ہے کہ آل محمد کو ضرور ساتھ ملا دے کیونکہ بروایت صحیحین حدیثوں میں اس کی بہت تاکید ہے۔

ف: جب آپ کے نام نامی پر درود لکھنا ہو تو صاف اور سیدھی سطر میں لکھے صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور نام

الصلوٰۃ جب اسم ذات اللہ سے مضاف ہو تو بمعنی رحم ہے اور ملائکہ سے مضاف ہو تو دعا ہے اور آدمیوں سے مضاف ہو تو رحم طلبی اور قبول شفاعت ہے۔ ق نج و مع (منہ)

کے اوپر رمزو کنایہ سے کسی علامت پر اکتفا نہ کرے مثل ؐ یا صلعم کیونکہ یہ طریق مستحدثہ بنی امیہ کا ہے تحفۃ الباقی شرح الفیہ عراقی۔

آل کے معنی اور مراد

آل : لغویوں کے نزدیک لفظ آل بمعنی اہل ہے اور صحابہ اور تبع تابعین اور تمام متبعان کتاب وسنت اور مطیعان امر اہل رسول ﷺ ہیں اور اس کے دلائل کتاب مبسوطہ میں درج ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہواداران جناب مصطفوی (صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ) کو لیاقت شمول اور اہل بیت دخول حاصل ہو جاتی ہے، اس کو دخول حکمی کہتے ہیں۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے سمعوم بن یوحنا رضی اللہ عنہ جب مرتضی رضی اللہ عنہ کے زیر لواء جنگ لیلۃ الہرہ میں شہید ہوئے تو جناب امیر بنفس نفیس ان کو غسل دے رہے تھے اور زبانِ حق بیان سے فرماتے ہیں ھٰذَا رَجُلٌ مِّنَّا اَھْلِ الْبَیْتِ یہ بھی ہمارے خاندان نبوت سے ایک مرد ہے۔ اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں جنگ خندق میں فرمایا تھا (اَلسَّلْمَانُ مِنَّا اَھْلِ الْبَیْتِ) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ یہ دخول حکمی ہے ورنہ سلمان فارس کے اور کسریٰ کی اولاد سے تھے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی -- مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ جو اللہ اور اس کے رسول محمد (ﷺ) بن عبداللہ کی تابعداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کو خدا تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں، نبی صدیق، شہید، صالح دیکھو یہ دخول حکمی ہے غرضیکہ تمام فرمانبردار صادق وراسخ ثابت قدم متقی صالح دل وجان سے آپ کی اور آپ کی آل واولاد کی محبت رکھنے والے حکماء آل ہیں اور صلاۃ کے معنے رسول اللہ کے واسطے خوشنودی اور حصول اجازت شفاعت اور بعث فی مقام محمود ہے اور آل کے واسطے معنے برکت اور کثرت اطاعت اور قبولیت اور عطائے نور اور حصول درجات ہے۔

ف (۵): بعض جاہل جب تک کسی فقیر سے اجازت نہ لے لیں درود شریف نہیں پڑھتے خود احمق اور

بے علم فقیروں کا اپنا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بے وقوف یہ نہیں جانتے کہ مرشد حقیقی با مر دامی صَلُّوا وَسَلِّمُوا تمام جہاں کو قیامت تک اجازت دے چکا ہے پھر کسی کی اجازت کی کیا حاجت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ عَلٰی صَحَابَتِکَ الْکِرَامِ جَمِیْعِهِمْ | وَالتَّابِعِیْنَ وَ کُلِّ مَنْ وَّالَاکَ

نیز آل پر اصحاب پر اخیار پر ابرار پر

رحمت رہے شام و سحر تیر طفیل اے مقتدا

معنے بیت: اور آپ کے اصحاب پر بھی جو اہل کرامت ہیں بالتمام اور اصحاب کے دیکھنے والوں پر پھر ان پر بھی جو آپ کی محبت رکھیں۔

ف: بیشک جو لوگ آپ کی اطاعت کریں اور ظاہر و باطن آپ کی محبت رکھیں ان پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے جیسے خود فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُهٗ (پ ۲۲، ع ۳) اللہ وہ ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ صحابہ وہ ہیں جن کو آپ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرات چہار یار اور جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرات ازواج النبی، امہات المومنین اور جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن اور تمام بیٹے اور تمام بیٹیاں آپ کے فیض صحبت نبوت میں شامل ہیں۔ اسی طرح بعض آپ کے ان سے ملنے والے اور علم الٰہی لینے والے مرد ہوں یا خواہ عورت تابعین میں داخل ہیں۔ اسی طرح آپ کی محبت رکھنے والے صحابی ہوں یا تابعی تبع ہوں یا اور قیامت تک تمام آپ کے ہوا خواہ ذکور اناث، علما و فقرا، محدثین و فقہا، درویش و اغنیا، ائمہ اہل بیت سب لفظ وَالَاکَ میں مندرج ہیں۔ سبحان اللہ! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی مختصر تقریر میں کس لطف سے سب کو شامل کیا ہے الحق یہ آپ ہی کا حق ہے

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(تمت)

گلہائے عقیدت بحضور امام اعظم

ابوالطاہر فدا حسین فدا

اک عکسِ جمالِ فطرت ہے تصویر امامِ اعظم کی
ہیں نقش و نگارِ روئے نبی تحریر امامِ اعظم کی

اللہ رے نطقِ روح قدس تقریر امام اعظم کی
ہے ارض و سما میں گونج رہی تکبیر امامِ اعظم کی

ہر ذکر حدیث و قرآں ہے، ہر فکر اساسِ ایماں ہے
تائیدِ جنابِ ایزد ہے تدبیر امام اعظم کی

تھے برّشِ تیغِ ید اللہی اور قاطع باطل، سیف زباں
دیکھی ہے سلاطیں نے چلتی شمشیر امام اعظم کی

وہ بقعہ نورِ عشق بنا اور مہبط سر الوہیت
جس ظلمت خانہ دل پہ پڑی تنویر امام اعظم کی

مداح زباں سوسن کی ہوئی مخمور ہے چشمِ نرگس بھی
ہر جنس نظر آتی ہے یہاں نخچیر امام اعظم کی

ہے حق و صداقت کی مظہر مہمیز پئے تکذیب و خطر
تحریر امام اعظم کی، تقریر امام اعظم کی

مقبولِ خدائے واحد ہیں، محبوبِ رسولِ اکرم ہیں
سبحان اللہ! ماشاء اللہ، تقدیر امام اعظم کی

ہیں مظہر نورِ نبوت بھی، تزئینِ حریمِ وحدت بھی
ہے کوشکِ ملت و شرعِ نبی تعمیر امام اعظم کی

ہے جن و بشر کا ذکر ہی کیا، کہتے ہیں یہ حور و غلماں تک
لا ریب بیان کرتے ہیں سبھی تطہیر امام اعظم کی

اللہ رے اوجِ بخت رسا یہ عظمت صاحب رشد و ہدیٰ
ہے محفل کون و مکان و زماں جاگیر امام اعظم کی

ہے جاہل و حاسد کور نظر اور دین سے بھی وہ بیگانہ
جو راندۂ درگہ کرتا ہے تحقیر امام اعظم کی

لمعات جمال ماہ عرب ہوں کیوں نہ فروزاں دل میں فدا
ہے میرے تصور میں ہر دم تصویر امام اعظم کی

امام المسلمین امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ابوالاثر آفاق ظفر کیفی میروی قادری

امام اعظم ابو حنیفہ کی ذاتِ اقدس بڑی مقدس
ہوئی ولادت جنابِ والا کی جس گھڑی وہ گھڑی مقدس

ہے اسم نعمان ابنِ ثابت تو کنیت ہے ابو حنیفہ
جناب کی کنیت میں مضمر ہے آپ کی دخترِ شریفہ

امام اعظم ابو حنیفہ ہمارے مذہب کے پیشوا ہیں
امام اعظم ابو حنیفہ ہماری کشتی کے ناخدا ہیں

امام اعظم شریعتِ مطہرہ کے سرخیل و پاسباں ہیں
امام اعظم ابو حنیفہ حدیث قدسی کے ترجماں ہیں

امام اعظم کو اپنی آغوش میں لیا تھا میرے نبی نے
میری شریعت کو زندہ کر دے گا یہ کہا تھا میرے نبی نے

امام اعظم کلامِ ربانی کے معلم ہیں در حقیقت
امام اعظم کو فہمِ قرآں میرے خدا نے کیا ودیعت

امام اعظم کا رہتی دنیا تلک رہے گا یہ نام روشن
کروڑوں لوگوں نے تھام رکھا امام اعظم کا پاک دامن

امام کے چہرۂ مقدس سے تھی ہویدا خدا کی عظمت
دلیل اس بات کی یہ ہی ہے امام اعظم کی پاک سیرت

امام اعظم تھے صائم الدھر قائم اللیل مردِ مومن
امام اعظم ابو حنیفہ تو اہلِ اسلام کے ہیں محسن

ابو محمد امام جعفر امام اعظم کے تھے معلم
اسی لئے تو حدیث و فقہ میں آپ کی فکر ہے مسلّم

امام اعظم نے عترتِ مصطفیٰ کے زیر اثر ہے پایا
قرآن کا فہم بھی حدیث رسول اکرم کے زیر سایہ

امام المسلمیں کا جن کو نبی نے بخشا خطابِ اعلیٰ
وہ ہی تو ہیں یہ امام اعظم ابو حنیفہ جناب والا

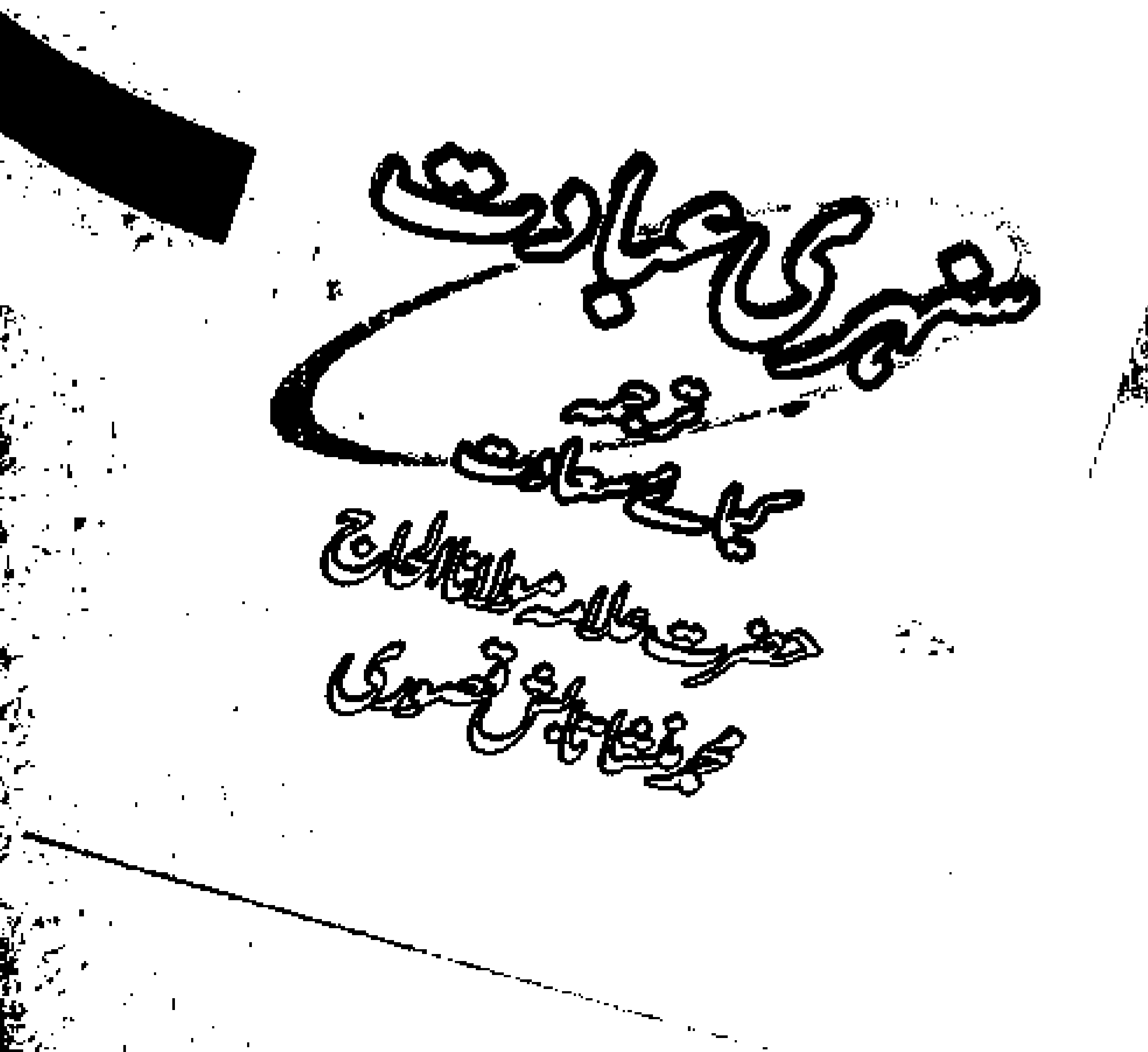
حضور اکرم کے سب فرامین پر عمل عمر بھر رہا ہے
حدیث و قرآں میں جو لکھا ہے امام اعظم نے وہ کیا ہے

امام اعظم قبول فرمایئے گا ادنیٰ سلام میرا
قبولیت کا جو شرف بخشیں ہے پیش خدمت کلام میرا

امام اعظم عطائے خیر البشر ہیں کیفی برائے امت
امام اعظم ابو حنیفہ امام اعظم ہیں تا قیامت









باہتمام
عبدالوحید ہادی

مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور